بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

نسخہ متبرکہ تصنیف شیخ الوقت عارف کامل زمانہ محقق یگانہ

حضرت جناب خلیفہ حسین شاہ صاحب سجادہ نشین

محمدؐ خیر بہار راجہ سانسی

دیوان ضیا حسین

خیر شاہی قادری

حسب فرمائش

ارادتمندان طریقہ قادریہ عالیہ فاضلیہ سلمہم اللہ تعالیٰ

تعداد ایک ہزار — ہدیہ [illegible] روپے

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

○

مقدم خیر بسم اللہ رحمٰن الرحیم آیا — پڑھو صلِّ علیٰ نورِ قدم در شکلِ میم آیا
نسیم عنبریں از گلشنِ اعیان آتی ہے — مجسم اسم اعظم بن کے کثرت میں کریم آیا
گلِ گلزار خنداں ہیں سبھی غنچے تبسّم میں — دریں ہژدہ ہزار عالم شہہِ منعم نعیم آیا
زہے کملی مزمّل ہے اٹھاراں الف کا برقعہ — زمین و آسماں کے درمیاں نورِ قدیم آیا
اَلَمْ نَشْرَحْ کلامُ اللہ مشاہد لِی مَعَ اللہ کا — لدُنّی علم امّی کا لقب لے کر علیم آیا
شہہِ عرش بریں بالاتریں اعلیٰ سے اعلیٰ ہے — کہ خیر الرّاحمین خیر الورےٰ ہو کر فہیم آیا

بشانِ شاہِ خیر الدین حسینوں کے حسین مولا
پلا لبریز پیمانہ حسینؔ سائل یتیم آیا

○

محمّدؐ کا نقشہ ہے نقشہ خدا کا — جو منشا خدا کا وہی مصطفیٰ کا
ہوا مَنْ رَآنِی سے یہ سرّ ظاہر — جمالِ محمّدؐ ہے جلوہ خدا کا
جمالِ الٰہی اگر دیکھنا ہو — تو دیدار کافی ہے خیر الورےٰ کا
جو ہے زر کا زیور وہ ہے زرِّ خالص — محمّدؐ خدا کا خدا مصطفیٰ کا
کہ دُرِّ بحر کب جدا آب سے ہو — یہ دُرِّ مصفّا ہے بحرِ بقا کا

ہے طاعت خدا کی یُطِیعُ الرَّسُولَ — ہے قرآن میں قول ربُّ العُلیٰ کا
جو تیرا کہاوے وہ کس در پہ جاوے — کہ رحمٰن کا در ہے در مجتبےٰ کا
تیرے در جو آوے وہ مقصود پاوے — یہ بھر دینا دامان ازلی گدا کا

اجابت کا دربار گاہ خیر شاہی
یہ مسکین حسنینؔ ملتجی التجا کا

○

عشق نے باندھا تصور جب رسول اللہ کا — علم میں تب آگیا نقشہ صفی اللہ کا
نقطۂ علم الٰہی ہے محمد مصطفےٰ — اس لئے اُمّی لقب ہے اس حبیب اللہ کا
جنبشِ نقطہ سے ہے سارے دفاتر کی بنا — لب سے پیغمبر کے نازل ہے کلام اللہ کا
وہ ہے رب العالمیں یہ رحمۃ للعالمین — ہے اشارہ من رّاٰنی میں جمال اللہ کا
صورتِ رحمٰن ہے بس نام کو انسان ہے — ہے جمال اللہ کا یہ ہے کمال اللہ کا
عالم ملکوت کا سجدہ ہے جب انسان کو — نَحْنُ اَقْرَب قال ہے اور ہے یہ حال اللہ کا

حُسن اپنے کا حسنینؔ ہے ذات خیر الراحمین
کچھ سوا میرے نہ ہو، یہ تھا خیال اللہ کا

○

یاالٰہی تو بقا ہر جا سدا! — ہے نہیں موجود کچھ تیرے سوا
ہستی تیری کا کوئی پردہ نہیں! — اسموں وصفتوں میں تو ہے اپنے چھپا
ہے تو ہر ہر آن ہر ہر شان میں — کوئی ذرّہ ہے نہیں تجھ سے جدا
کون ہے جو تجھ کو دیکھے کیا بنے — ہے پری پروانہ دیوانہ تیرا

میں نہیں کچھ ہے نہیں کونین میں
ہے تیرا مظہر حسنینؔ بے نوا

ہوں شیشہ پاک الٰہی دا ! بس ہن کی میںنوں چاہیدا
نہ میں کجھ نہ کجھ ہے میرا ڈٹھا سارا چار چوفیرا قلب المومن شیشہ میرا ایہہ طرفہ آگا ہیندا
نہ میں اوّل نہ میں آخر نہ میں باطن نہ میں ظاہر نہ میں حاضر نہ میں ناظر مُمکنا راہ کراہیدا
میرا نام نشان نہ کوئی میرا شان گمان نہ کوئی جو ہونی سی اچھی ہوئی شاہد آپ گواہیدا
ہر درپن میں درشن پایا نہ بنیاں نہ کجھ بنایا نہ کجھ گیا تے نہ کجھ آیا رستہ ٹُٹا پھاہیدا
نہ میں سنت مہنت اکنت نہ کرتا نہ جیوا جنت سرب نرنجن ہے بھگونت بخشنہار گناہیدا
نہ کجھ علم نہ عالم فاضل نہ مفعول نہ فعل نہ فاعل وہی امین ہوں ظالم جاہل جو اللہ نوں چاہیدا
مرشد ہو کے ملیا اللہ نرگن سرگن ایک اکلا میری ہوئی خوب تسلّی دید پران سیاہیدا
سائیں جی نوں ملیا سائیں اکو سائیں سبھن جائیں
بحر حسن تھیں لہر حسینؔ ہے تاج پہنایا شاہیدا

ایہہ بھی اوہ بھی دوئیں چھڑادے توں مختار رسولاندا تیرے اگے گل نہ کائی من سوال سئولاندا
رَبِّ اَرِنِی لَاتَذَرْنِی فَرْدًا فقیر اسیر تیرا ہر شے داتوں وارث مولا شاہنشاہ اصولاندا
احدّیت سے وحدت ہو کر واحدیت آعیان ہوا روح مثال شہادت ہو کر شاہد کُل نزولاندا
کتھوں اوہ زبان لیاواں جیہڑی کرے بیان تیرا کیہڑی عقل جو سمجھے تینوں کوتاہ فہم جہولاندا
چوداں طبقاں تینو تنیا بے وارث ہن وارث بنیا والد ولد نہ جایا جنیاں مالک عرضاں طولاندا
لاف نہیں ایہہ صاف بیانی وچہ حدید مجید قرآنی انساں آئینہ رحمانی ایہہ بیان رسولاندا
سارے گلشن داتوں مالی تو روشن ہر پتر ڈالی جو آوے نہ جاوے خالی دروازہ مقبولاں دا
دیگاں پالکیاں وچہ آون نال قوال گویئے گاون ننگے پہنن بھکھے کھاون صدقہ ابن بتولاندا
حال ملال حسینؔ سناوے تیرا نام ہمیشہ گاوے فرماؤ یہ کس در جاوے کون کریم حصولاندا

عنایت کی نظر مجھ پر کرو اک بار ہی پیا — دگر رحمت نہ کیجو گے تو مرنے سے برا جیا
تیرے دریائے وحدت میں کمی تو آ نہیں سکتی — تیرے دستِ کرم نے جام گر محتاج کو دیا
جو تیرا ہی کہاوے ہے تجھے دن رات گاوے ہے — تو وہ کس در کو جاوے ہے بتا دو آپ ہی پیا
عنایت بس عنایت ہو تمہیں شاہِ ولایت ہو — ہو روشن ہر دو عالم میں تیرا دیا میرا لیا
تو دانا ہے تو بینا ہے تو رحمت کا خزینہ ہے — زباں کاٹو سوالی کی میرے سَیفُ اللّساں پیا
نہ طاقت نہ لیاقت ہے یہ کہنا بھی حماقت ہے — تیرا جاروب کش روشن کرے دربار میں دیا
تو عارف کامل و اکمل میں ناقص جاہل و اجہل — تو ہے شاہباز لاہوتی میں خس و خاشاک کا بیا
لبِ دریائے رحمت تشنہ لب بیٹھا ہوں مدت سے — پیاسا اس قدر خاموش گلا خشکی نے ہے سیا
حباب آسا پیاسا ہوں تو دریائے حقیقت ہے
حسین کا کچھ نہیں تجھ بن جو ہے سب کچھ تیرا دیا

اساں اللہ کولوں اللہ ہی دا خیر منگیا
ناہیں اللہ کولوں اللہ دے بغیر منگیا
اللہ اللہ اللہ کر دیاں زباں گھس گئی — دوئی دُوری دے اشارے وچ جان پھس گئی
نَحنُ اَقرَبُ ایہہ آیت قرآن دس گئی — مرشد ہو کے ملیا کفر دی سیاہی نس گئی
جدوں کھولنے نوں راز دے رسول آگیا
اللہ سب توں پہلے آپ ہے تے آخر کل دا — اندر باہر سارا جاندا تے ناہیں بھُل دا
نہ پیدائش وچ آوندا تے ناہیں تُل دا — دو جہان جس دی شان دے بھی ناہیں مُل دا
جہدی کالی کالی زلف نے جہان ڈنگیا
اللہ آپ ساڈا جسم اتے جان ہو گیا — اللہ آپ ساڈا دین تے ایمان ہو گیا

عرش فرش آپے کون تے مکان ہو گیا　　خاطر عشق دی خود حضرت انسان ہو گیا
نہ دیار منگیا　ناہیں دیر منگیا
اللہ آپ ساڈے حال تے احوال جاندا　　بھید دلاں دے بغیر قیل و قال جاندا
رُوم رُوم جاندا تے وال وال جاندا　　ساڈے کرن والے کماں دے خیال جاندا
رنگ اپنے دے وچ ساڈا حال رنگیا
اللہ آپ ساڈا اُستخواں تے گوشت ہو گیا　　اللہ آپ ساڈا دشمنوں میں دوست ہو گیا
حال قال جان مال مغز پوست ہو گیا　　از اوست با اوست ہمہ اوست ہو گیا
آپے اپنے رنگ رنگیا تے ناہیں سنگیا
تیرے نوک دار ناوکاں دے تیر بن گئے　　تیری پیچ دار زلف دے زنجیر بن گئے
تیری دید دے شہید تے فقیر بن گئے　　یہ حُسین تیرے حسن دے اسیر بن گئے
ہر رنگ رنگیا تے ہر انگ انگیا
اللہ آپ ساڈی نیستی ہیں ہست ہو گیا　　ساڈی عدم دی شراب پی کے مست ہو گیا
ساڈی ہستی داخیال سارا پست ہو گیا　　غوث پیر دا ہی سارا بندوبست ہو گیا
جدوں ہستئ موہُوم دا پہاڑ لنگھیا
اللہ دنیا وچ ساڈا دستگیر ہو گیا　　مَنّن والیاں مریداں دا او پیر ہو گیا
شاہ خیر ہو بشیر تے نذیر ہو گیا　　یہ حسین جس دے بوہے دا فقیر ہو گیا
چھڈے سارے دروازے اِکو در منگیا۔

○

کروں میں دمبدم سجدہ توئی دلدار ہے میرا　　جناب شاہ خیرُ اللہ توئی مختار ہے میرا
تمہارا نام خیر الراحمین ہے شک نہیں اسمیں　　حقیقت میں توئی ظاہر توئی اسرار ہے میرا
سنو یا دستگیر ما یہ ساجد ملتجی تیرا　　تیرا ہی نام جپتا ہوں توئی تکرار ہے میرا

اگر مومن ہوں تیرا ہوں وگر کافر ہوں تیرا ہوں ۔۔۔ تیرے ہی نام کی تسبیح تو ہی زُنّار ہے میرا
توئی خیرُ الورٰی خیرُ البشر خیرُ الخلائق ہے ۔۔۔ توئی ہے ہبّر انسانی توئی آثار ہے میرا
بہر صورت بہر مظہر مقوّم ہر زماں کا ہے ۔۔۔ بکُلّ الکُل بالاجزا توئی سردار ہے میرا
عُبُودیّت میں بندہ ہے اُلوہیّت میں مولا ہے ۔۔۔ زہے بندہ زہے مولا یہی ایثار ہے میرا
کردیا پیرِ کُلی عرض کو منظورِ احقر سے ۔۔۔ زباں تیری ہے یا مولا مگر اظہار ہے میرا
چلو اے یار جالندھر منادی ہو رہی ہے اب ۔۔۔ خدا فرما رہا ہے دیکھ لو دیدار ہے میرا

عرض کرتا ہے حسین ہے یہ جنابِ پاک میں ہردم
توئی اسم توئی جسم توئی گھر بار ہے میرا

○

مظہرِ ذاتِ مقدس پیرِ ماخیرُ الورٰی ۔۔۔ آبروئے دوجہاں توقیرِ ماخیرُ الورٰی
ہر زماں ہر ہر مکاں میں ظاہر و باطن تمام ۔۔۔ ہر تعین میں عیاں تصویرِ ماخیرُ الورٰی
واجب و ممکن نما چوں بحر ہر اک لہر میں ۔۔۔ ذاتِ پاکش بے بہا تعبیرِ ماخیرُ الورٰی
مس کو کردیتے ہیں زر اور بے خبر کو با خبر ۔۔۔ نورِ ذاتِ کبریا تنویرِ ماخیرُ الورٰی
کچھ نہیں جس کے سوا وہ ذات ہے بحرِ بقا ۔۔۔ بحر میں دُرِّ صدف تذکیرِ ماخیرُ الورٰی
ہے سمیع ہر کان میں ہر آنکھ میں خود ہے بصیر ۔۔۔ ہر زباں میں بولتا تقریرِ ماخیرُ الورٰی

بحرِ حُسنِ بے بہا میں لہر ہائے ہر حسین
کچھ نہیں جس کے سوا تحریرِ ماخیرُ الورٰی

○

هُوَ الْاَوَّلُ نہ ہم اول ازل میں کون ہیں ہم کیا ۔۔۔ هُوَ الْاٰخِرُ نہ ہم آخر اصل میں کون ہیں ہم کیا
هُوَ الْبَاطِنُ نہ ہم باطن هُوَ الظَّاهِرُ نہ ہم ظاہر ۔۔۔ هُوَ الْكُلُّ اَنَا الْاَجْزَاءُ یہ دل میں کون ہیں ہم کیا
وَنَحْنُ اَقْرَبُ فرمان ہے کس کا سوا تیرے ۔۔۔ وَفِي اَنْفُسِ بہر صورت شکل میں کون ہیں ہم کیا

هُوَ البحرین یلتقیان رموزِ واجب و امکاں — هُوَ الیاسین فِی الانسان عقل میں کون ہیں ہم کیا
نیم فاضل نیم عالم مفاعیلن نے دانم — هُوَ العلّام و متکلّم غزل میں کون ہیں ہم کیا
حسینوں کی بزم میں حسن ہو کر آپ چمکا ہے
اصل میں اور نقل میں اور محل میں کون ہیں ہم کیا

○

لَاتَرُدُّ سَائِلَکَ سائل تیرے در آ پڑا — خواہ کافر خواہ مومن خیر دلوا دو شہا
کاسۂ دریوزہ گر مدت سے کرتا ہے صدا — طفل پن سے مانگتے کو وقت پیری آ گیا
داغِ حسرت کو نہ لے جاؤں یہاں سے اے کریم — سخی کے بازار کی رونق گداؤں کی صدا
نہ ہے زہد و پارسائی اور نہیں صوم و صلوٰۃ — نام تیرا سن کے آیا ہوں شہِ خیر الورےٰ
ایں چہ جائے حال گفتن شاہد بہتر ز عَلَنْ — بحرِ وحدت سے حسینی کو ایک جرعہ کر عطا

○

آئینہ ہیں ناز اَنَا اللہ قُولُوا اللہ کون ہوا — عارضِ رنگیں کاکلِ مشکیں روئے مجلّیٰ کون ہوا
گیسو کالے کنڈل والے کون سنبھالے تو ہی بتا — چشماں مست اَلَسْتُ کرشمہ نورِ تجلّیٰ کون ہوا
کان کی بالی لب کی لالی کاکل کالی عارض پہ — صورت عالی پھبن نرالی مَاشَاءَ اللہ کون ہوا
کثرت ناز نخورا تیرا وحدت ہے میخورہ تیرا — پیلا کالا گورا تیرا صِبْغَتَہَ اللہ کون ہوا
ماہِ منیر حریر ملبّس کامل پیر حسینوں کے
تاج خلافت خلعت فاخر عرشِ معلّیٰ کون ہوا

○

شکر کب ہم سے ادا ہو ساقیِ دلشاد کا — کر دیا لبریز دل مے صاف سے دلداد کا
کر دیا مخمور مے کونین کے ہر عین کو — شاد ہے ہر برگ و گل ہر غنچۂ شمشاد کا
ساقیا مخمور ہیں مشکور مرغانِ چمن! — شاہِ گل حامی ہوا بلبل کی ہر فریاد کا
غمزۂ رنگین سے مارا ہمارا مرغِ دل — قال میں آتا نہیں لطف و کرم صیاد کا

مار کر زندہ کیا پھر کر لیا حلقہ بگوش   کچھ نہیں خدشہ رہا اب کفر اور الحاد کا
رفل دو نالی عطا کی ہر دو چشمیں گولیاں   کار طوسی مے کند چیر اشۂ حداد کا
ہے دل عشاق پر میرا نشانہ دمبدم   شاہ خیر الاصفیا ہے نام پیر استاد کا
ایک ہی نظر کرم سے کر دیا سرشار مست   نہ کسی کا خوف ہے نہ شوق ہے ایزاد کا
راجہ سانسی نگر ہے تخت خلافت شاہ کا
میر مصدر نام رکھا اپنے روحی زاد کا

ساقیا یہ کیا پلایا کس نے پیا کون تھا   پیتے ہی مجھ کو جلایا کیا جلایا کون تھا
کیا کہوں کس کو سناؤں کیا لکھوں اور کس لئے   اب مجھے مجھ کو دکھایا کیا دکھایا کون تھا
کون تھا اب کون ہے اور کون ہوگا کیا کہوں   کیسا دیوانہ بنایا کیا بنایا کون تھا
وہم تھا میرا جو میں ہی کہہ اٹھا وہ ہے کہاں   جس نے ہے مجھ کو بنایا کیا بنایا کون تھا
کیسی مشکل میں پھنسا تھا میں ہی میرا دام تھا   مجھ سے اب مجھ کو چھڑایا کیا چھڑایا کون تھا
واہ تیری مشکل کشائی کیا سے اب کیا کر دیا   جز تیرے کچھ ہی نہ پایا کیا نہ پایا کون تھا
شاہ خیر الدین ہے والتین ہے یٰسین ہے
یہ حسین از دل اٹھایا کیا اٹھایا کون تھا

کیا کروں ذکر و بیاں ساقیٔ عالی ذات کا   کر دیا مخمور سارا ذرہ مخلوقات کا
بھر دیا جام الست کر دیا مست الست   فیض ہے ہر آن جاری ہر پہ ہر اک بات کا
حق نے بخشا خلعت فاخر خلافت کا تجھے   کان و حیوان و نبات ہے شغل تیری ذات کا
پہن کر تاج خلافت ساقیٔ مستاں ہوا   دو جہاں کا بادشاہ مسجود مخلوقات کا
سجدۂ سرکار میں سرشار ہیں مے خوار سب   پڑھتے ہیں صل علی سب ذکر تیری ذات کا

کر لیا گرویدہ تیرے حسن نے مخلوق کو — آپ ہے رحمٰن رائی اس تیرے مرآت کا
کیا تیری ہستی ہے جو ہووے ثناخواں اے حسین
آپ ہے قائل خدا لولاک ساں کلمات کا

○

خدارا ساقیا نظرِ کرم اک بار کر دینا — پلا لبریز پیمانہ مجھے سرشار کر دینا
شرابِ صاف ہو الطاف سے جرعہ عطا اللہ — دلِ ظلمت زدہ کو مطلع انوار کر دینا
عیاں ہو نورِ وحدت سایۂ کثرت مٹے دل سے — جگا کر خوابِ غفلت سے مجھے بیدار کر دینا
نظارہ مَنْ رَاٰنِیْ وَ اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْم — دکھا کر جلوہ نورانی مجھے ایثار کر دینا
تیرا درویش خیر اندیش ہے درپیش یا مولا
ہمارے ناخدا بیڑا حسین کا پار کر دینا

○

اے یار تیرے پیار نے مخمور کر دیا — اندوہ و غم کو دل سے میرے دور کر دیا
احسان کا بیاں نہ ہو میری زبان سے — سنگِ سیاہ نگاہ سے کوہ طور کر دیا
رحمت نے تیری جب مجھے آغوش میں لیا — وحشی گلے لگا لیا پُر نور کر دیا
دل دو جہاں کی آز نے رنجور تھا کیا — نظرِ کرم نے ناز سے مخمور کر دیا
چاہا خلیل کو ذلیل کرنا گبر نے — تیرے کرم نے نار تپیں نور کر دیا
ہے نام تیرا دو جہاں میں حرزِ جانِ ما — کیا چاہیئے عدو کو مغرور کر دیا
دریوزہ گر ہے آپ کا دارین میں حسین
کاسۂ آز چاہیئے بھرپور کر دیا

○

ہر زماں میری زباں پر نام شاہِ خیر کا — این و آں کون و مکاں سب کام شاہِ خیر کا

پی لیا اور پی رہے ہیں اور پئیں گے تا ابد
دمبدم جاری ہے یارو جام شاہِ خیر کا

کیسی آفت سے چھڑایا کیا کروں ذکرو بیاں
ہے بیاں سے بیشتر انعام شاہِ خیر کا

وہمِ ہستی نہ رہا باقی ہمہ تن خیر خیر
جس کے دل میں ہو رہا قیام شاہِ خیر کا

کُلُّ شَیٍٔ ھَالِکٌ سے غیر حق فانی ہے سب
دو جہاں میں شور ہے شمشام شاہِ خیر کا

بے بہا ہے جس کا کوئی اوّل و آخر نہیں
نہ تو ہے آغاز نہ انجام شاہِ خیر کا

بالظہور صِبغتہُ اللہ کون میں ظاہر ہوا
پاک ہے نام و نشاں سے بام شاہِ خیر کا

برتر از تقریر و تحریر ہے ثنا ان کی حسینؔ
ہے تو پنہاں خاص ہر جا عام شاہِ خیر کا

○

کیا کروں کس سے کہوں دل ہاتھ سے جاتا رہا
سُو بسُو ڈھونڈا پھرا لیکن نہ کچھ پاتا رہا

مسجد و مندر کلیسا کی بھی چھانا خاک کو
ہر کجا ڈھونڈا نہ پایا بہت گھبراتا رہا

قرعۂ فالِ منجم میں کتابوں میں کہاں
اسم خوانی ورق گردانی میں جھنجھلاتا رہا

کر دیا تشہیر نوٹس عشق نے رُسوا کیا
عرش ان گستاخیوں سے بس کہ لرزاتا رہا

نیرِ اعظم تحیر میں ہوا پیشِ خدا
یک بشر اہلِ زمیں بے چین غم کھاتا رہا

شوخ ہے گستاخ ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
نہ فرشتوں کو خبر ہے کیوں یہ چلّاتا رہا

خیر مقدم خوش خرام خود ہوئے جلوہ نما
میں ہوا قربان وہ نغمہ اَنَا گاتا رہا

مسکرا کر ناز سے دُزدی نظر دیکھا مجھے
میں ہوا ان میں فنا بس وہ نظر آتا رہا

میں ہوا اس میں فنا وہ مجھ میں جلوہ گر ہوا
ہو کے خود حسنِ حسینؔ دیدار دکھلاتا رہا

مندرجہ بالا غزل حضرت صاحب نے اپنے پیر و مرشد علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں شرف بیعت حاصل کرنے سے پہلے پانچ روز ارشاد فرمائی تھی۔ دیدار الٰہی کی بیقراری میں آٹھ روز کی میعاد کا بے تحریر نوٹس دیدیا۔ کہ ہفتہ کے بعد خواہ کوئی مذہب اختیار کر لوں۔ اور دل سے خدا پرستی چھوڑ دوں گا۔ جب قیامت کے دن پرسش ہوگی تو آج کا دن یاد کراؤں گا۔ پھر ذات نے ایسا چکر چلایا۔ کہ علاقہ چنڈالی گوجرانوالہ سے اٹاری آنا پڑا۔ پھر اٹاری سے جستروال چھینہ جانا پڑا۔ حتّٰی کہ نہر پر جا کر راستہ فراموش ہوگیا۔ اور تھیہہ والا چھینہ پر چلے گئے۔ جوں توں کر کے رات کاٹی۔ صبح حضور پُر نور کا دیدار فرحت آثار حاصل ہوا۔ اور آپ کے دستِ مبارک پر شرفِ بیعت حاصل کیا۔ اور یہ نوٹس کا پانچواں روز تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بیٹا اللہ پر نوٹس نہ دینا چاہئے۔ تب ہوش آئی۔ کہ میں نے آپ پر ہی نوٹس دیا تھا۔ پھر آپ کے روبرو توبہ کی۔ کہ یا مولا پھر کبھی ایسا نہ ہوگا۔ آپ مسکرا کر فرمانے لگے کہ اب کیسے ایسا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تیرا مقصود حاصل ہوگیا ہے +

○

گرُ ہے سُر کا پیر پیارا خرج کا ۔۔۔ گرُ میں ہر تاثیر تارا خرج کا
گرُ بناں سُر ہیچ ہے انسان کا ۔۔۔ گرُ ہے زر گر تار بارا خرج کا
گرُ بناں کیا سُر ہے بھیم دپرج کا

خرج میں ہے تار د کار د بار کل ۔۔۔ خرج میں ہر راگ کے اِسرار کل
خرج پانی جس کے ہیں گُل زار کل ۔۔۔ خرج میں سارا پسارا شور و غل
ہر طرب کو ہے سہارا خرج کا

خرج میں ہیں سات سُر تینوں گرام ۔۔۔ خرج کے محتاج ہیں سُر خاص و عام
سب سُروں کا خرج ہے اصلی مقام ۔۔۔ خرج کو اُترے چڑھوں کا ہے سلام
کومل اُت کومل پسارا خرج کا

خرج کیا ہے بے بہا اک ذات ہے ۔۔۔ جس میں ہر کلیان ہر پربھات ہے

نہ ہے اس میں پھول نہ کوئی پات ہے   خرج بن خالی نہ کوئی بات ہے
ہر گلے میں ہے   گزارا خرج کا
خرج ہی میں ہر لفظ کی جان ہے   خرج ہی ہر تان کا ایمان ہے
خرج صوتِ سرمدی کی کان ہے   بے خرج کے بولنا ہذیان ہے
تان پلٹا میں اشارہ خرج کا

خرج ہی چھ راگ ہے سُر سات ہے   بے سُرا دن بھی بجائے رات ہے
یہ محمد مصطفیٰ کی بات ہے   بے سُرا قرآں تضیعِ اوقات ہے
مدّو شدّ جزم   سارا خرج کا

سُر میں ہی قرآں کا سننا فرض ہے   بے سُرا پڑھتا ہے جو الغرض ہے
باخشوع آگے خدا کے عرض ہے   ہے قرأت بے سُری تو مرض ہے
باغ میں سارا پکارا خرج کا

عرش سے تحت الثریٰ یہ ساز ہے   جس میں گونا گون کی آواز ہے
حضرتِ انسان حسینِ ناز ہے   سب کا یہ انجام یہ آغاز ہے
ھَلۡ اَتیٰ میں ہے اشارہ خرج کا

○

اے مطلقِ ذاتِ صفاتِ خدا تُو کیا نہ ہوا میں کون ہوا   موجود نہیں جب تیرے سوا تُو کیا نہ ہوا میں کون ہوا
کچھ تیرے سوا موجود نہیں موجود کی کوئی حدود نہیں   قُل جَاءَ الحق کس نے کہا تو کیا نہ ہوا میں کون ہوا
احدیت کا کوئی طوف نہیں صمدیت میں کوئی جوف نہیں   ہے اَحَد صَمَد لیس سوا تو کیا نہ ہوا میں کون ہوا
توئی اول ہے توئی آخر ہے توئی باطن ہے توئی ظاہر ہے   پھر غیر کہاں اور کون سوا تو کیا نہ ہوا میں کون ہوا
ہر آن توئی ہر شان توئی ہر قسم جسم میں جان توئی
تجھ بجز حُسن میں حسین کجا تُو کیا نہ ہوا میں کون ہوا

ہے انا احمد بلا میمؔ شہِ خیر الورا — لاتعین کا تعین ہے محمدؐ مصطفےٰ
میم کے چالی عدد چالی مراتب کی مدد — قلزمِ خُم کا جلوہ ہے سب ارض وسما
رنگ صورت سے منزہ صبغۃ اللہ خود ہوا — ہے لسان الغیب کا مظہر لسان المجتبیٰ
قل ھو اللہ کی صدا ہے از لبِ خیر الورا — کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ فرما دیا
ہیں کمال اسما صفاتی کے مظاہر دو جہاں — ہے فقط انسان کامل مظہرِ ذاتِ خدا
عاشقِ صادق جو چاہے دیکھنا دیدارِ حق
پیر کامل سے سُنے وہ مَن رآنی کی صدا

کچھ نہ دالا سب کچھ ہو کر سب کچھ دالا آپ ہوا — سب کچھ اندر آدم ہو کر سب کا مائی باپ ہوا
سب کا اوّل سب کا آخر سب کا باطن ظاہر ہے — سب کچھ میں پھر سب کچھ ہو کر سب کے ساتھ ملاپ ہوا
اپنے آپ کو سمجھن کارن حرم کلیسا مندر میں — طرح طرح کی کر لے عبادت تسبیح مالا جاپ ہوا
وحدت میں یکتائی ہے اور کثرت میں بہتائی ہے — یکتائی میں پُن ہوا اور دوتائی میں پاپ ہوا
باطن ظاہر کھیل بنائی یکتائی میں فرق نہ رائی — یکتائی میں راحت ہے اور کثرت میں ورلاپ ہوا
عاشق عشق تعشق ہو کر حامد حمد محمدؐ ہے — الف لام اور میم کے معنی جو سمجھا چپ چاپ ہوا
ہر حالت میں ایک ہمیشہ وہم دوئی کا باطل ہے
دُرِّ حسینی میں بحرِ حُسن ہے جس کا وزن نہ ناپ ہوا

دیر سے سنتے رہے عرشِ خدا افلاک پر — اب مدینہ بن گیا دار الخلافہ خاک پر
زاہدا کیوں معترض ہے اس شبیہہ پاک پر — دیکھ لے قالِ مقدس مدعا لولاک کا
سرمۂ مازاغ ہے خاکِ درِ خیر الورے — آنکھ ہو آنکھیں بھی ہوں اک پل میں دیتے ہیں بنا

اے کہ ذاتِ بے بہا میں کیا کروں تیری ثنا ‏ برزخ انور منوّر گفتنت صلّ علیٰ
الصلوٰۃ والسلام اے مصطفےٰ و مجتبیٰ ‏ اَنْتَ خَیرُالوارِثین ایں جا توئی خیرالورےٰ

سرمۂ مازاغ ہے خاکِ درِ خیرُ الورےٰ
آنکھ ہو آنکھیں بھی ہوں اِک پل میں دیتے ہیں بنا

شاہِ اُمّی لقب ہے قُرّۃُ العلمِ خدا ‏ بابہا شاہِ نجف ہے صدرِ بزمِ اولیاء
عین ہیں حسنینؑ ہیں مشہدؔ شہیدِ کربلا ‏ لے کے بجلی آ گئے بغداد میں شاہِ بقا

سرمۂ مازاغ ہے خاکِ درِ خیرُ الورےٰ
آنکھ ہو آنکھیں بھی ہو اِک پل میں دیتے ہیں بنا

ڈاکٹر ہر مرض روحانی و جسمانی کے ہیں ‏ ہیلتھ افسر قوسِ واجب اور امکانی کے ہیں
آپ کے شاگرد مظہر عرشِ رحمانی کے ہیں ‏ چشم سازی کُن نوازی خاص جن کا مدعا

سرمۂ مازاغ ہے خاکِ درِ خیرالورےٰ
آنکھ ہو آنکھیں بھی ہوں اِک پل میں دیتے ہیں بنا

اس شفاخانہ کی شاخیں ہند میں کرتی ہیں کام ‏ شاہ کمال الدین سیّد ہو گئے دارالمہام
شاہ سکندر کیتھلی عالی نسب بالامقام ‏ شیخ طاہر بو محمد شاہِ لاہوری ضیاء

سرمۂ مازاغ ہے خاکِ درِ خیرالورےٰ
آنکھ ہو آنکھیں بھی ہوں اِک پل میں دیتے ہیں بنا

شاہ محمد افضل الشاہِ کلانوری کو دیکھ ‏ شاہِ فاضل دین سیّد جلوۂ طوری کو دیکھ
شاہِ غلام غوث غوثی کی ضیاپوری کو دیکھ ‏ شاہِ ما عبدُ الرسولِ ہیں قلندر بے ریا

سرمۂ مازاغ ہے خاکِ درِ خیرالورےٰ
آنکھ ہو آنکھیں بھی ہوں اِک پل میں دیتے ہیں بنا

جن کی بجلی آ کے جالندھر کو روشن کر رہی ‏ نور احمد شاہ کی رحمت نورِ چشماں بھر رہی

بے بصر چشماں احول کا ملاحظہ کر رہی — قادرِ مطلق کی قدرت قادری قدرت نما
سرمۂ مازاغ ہے خاکِ درِ خیر الوریٰ
آنکھ ہو آنکھیں بھی ہوں اِک پل میں دیتے ہیں بنا

آج کل جن کا سٹیشن راجہ سانسی آگیا — سرمۂ خاکِ درِ خیر الوریٰ بھی آگیا
آں شہِ بغداد بن حداد بجلی آ گیا — ہر کس و ناکس کے اندر نور جن کا چھا گیا
سرمۂ مازاغ ہے خاکِ درِ خیر الوریٰ
آنکھ ہو آنکھیں بھی ہوں اِک پل میں دیتے ہیں بنا

در پہ مازاغ البصر کے آ کے جو سجدہ کرے — لیٹ کے آنکھوں کے بل وہ خاک آنکھوں میں بھرے
نہ کہیں جائے نہ آئے موت سے پہلے مرے — بس کرے قربان تن من دھن کھلے نورِ ضیاء
سرمۂ مازاغ ہے خاکِ درِ خیر الوریٰ
آنکھ ہو آنکھیں بھی ہوں اِک پل میں دیتے ہیں بنا

ہر زماں دار الشفاء مختار صدر الانبیاء — واہ تیری بندہ نوازی چشم سازی جا بجا
موتیا ہو طفل پن سے جن کی آنکھوں میں جما — نورِ حق سے بے بصر ہو نظر میں ہو ماسوا
سرمۂ مازاغ ہے خاکِ درِ خیر الوریٰ
آنکھ ہو آنکھیں بھی ہوں اِک پل میں دیتے ہیں بنا

راجہ سانسی ہے شفاخانہ بنا دیتے ہیں ہم — موتیا اسود ہو یا اخضر اڑا دیتے ہیں ہم
نام اپنے اس کی ہستی سب لکھا لیتے ہیں ہم — حاضر و ناظر خدا دیکھو حسینی کا مدعا
سرمۂ مازاغ ہے خاکِ درِ خیر الوریٰ
آنکھ ہو آنکھیں بھی ہوں اِک پل میں دیتے ہیں بنا

○

عشق نے جلوہ کیا نقشہ کھلا انسان کا — زین قبل مذکور کب تھا خلق کے سامان کا

نہ کوئی جنت نہ دوزخ نہ گل و برگ و ثمر ‎ ‎ نہ ذکر تھا حور کا اور نہ کسی غلمان کا
خاک و آب و باد و آتش روح مثال و جسم کون ‎ ‎ نہ نبات و کان و جن و نہ ذکر حیوان کا
یعنی حضرت عشق ہی خود عاشق و معشوق ہے ‎ ‎ اَحَدُ و احمد میں دیکھو راز یَلْتَقِیَان کا
کیا کرامُ کاتبیں کا درک الف و میم میں
قدرتِ قادر حسین ہے شیشہ رحمان کا

○

ہے نہیں مجھ میں میری ہستی ہر مُولا اَنَا ‎ ‎ ہے یہ نقشہ ذات کا مظہر فقط اِلَّا اَنَا
کیا خدا فرما چکا ہے اب نہیں فرما رہا ‎ ‎ ہر کجا اِنِّی اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا
یُو العجب ہے اے تعجب ہم ہوتے وہ مٹ گیا ‎ ‎ جب کہ دیکھا آپ کو تب ہم کہاں ہیں ماسوا
اے ہمہ واجب تعالیٰ صورتِ امکان میں ‎ ‎ ممتنع موجود کب ہے ذات ہے جلوہ نما
بحرِ حسنِ لَایَزالی ہر حسین میں بس رہا
جامِ مے صافی کا ساقی گر کرے جس کو عطا

○

روزہ کیا ہے راز ہے انسان کا ‎ ‎ راز کیا ہے ناز ہے رحمان کا
کھانے پینے سے خداوند پاک ہے ‎ ‎ ہے یہی روزہ خدا کی شان کا
مظہرِ ذاتِ خدا انسان ہے! ‎ ‎ ہے یہ قبلہ خلق کے ایمان کا
کچھ نہیں انسان میں جز ذاتِ حق ‎ ‎ ہے یہ نقشہ ذات کے احسان کا
حُسن حق کا ہے عیاں انسان میں
ہر حسین ہے جلوہٗ رحمان کا

○

جب حق ہی حق موجود تھا ارض و سما نابود تھا ‎ ‎ شمس و قمر شام و سحر نجم و شجر بے بود تھا

مطلق بذاتِ خود غنی لاشکل وحدہٗ لاحصر ۔۔۔ اَحَدُ الصَّمَد تھا بے عدد موجود لامحدود تھا
بے جوف تھا لاخوف تھا طواف تھا نہ طوف تھا ۔۔۔ اب بھی وہی موجود ہے جو قدم میں موجود تھا
تھا لاتعین لامکاں نہ ایں یہاں نہ آں جہاں ۔۔۔ بس کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً خود شاہد و مشہود تھا
نہ شریک تھا نہ شریک ہے یار یک سے باریک ہے ۔۔۔ نہیں دُور نہ نزدیک ہے نہ قیام تھا نہ قعود تھا
ہر آن میں خود شاد ہے ہر شان میں آباد ہے ۔۔۔ نہ حلول نہ اتحاد ہے وہی ہست ہے جو بود تھا

حُسنِ حسیں ہے بے بہا ہر شان میں جلوہ نما
نورِ قدم ہے جا بجا قبلِ ازل موجود تھا

○

آپ کے دربار میں آیا ہے طالب باطلب ۔۔۔ جام بھر دے ساقیا آیا گدائے تشنہ لب
مانگنے آیا ہے لایا تو نہیں قیمت کوئی! ۔۔۔ نہ عبادت، نہ صداقت نہ لیاقت نہ ادب
سخی کے بازار کی رونق گداؤں کی صدا ۔۔۔ خیر مانگوں ہوں تیرے سر کی دِلا مقصود سب
کون ہے ایسا جو اس دربار سے خالی گیا ۔۔۔ اے شہِ خیرُ الوریٰ خیرُ العطا عالی نسب

میں نہیں زاہد جو کر لوں حشر تک اپنا اُدھار
العطش مسکیں حسیں در پر پکارے آج اب

○

اے بحرِ بقا نورِ صفا معدنِ کثرت ۔۔۔ یہ ہر دوسرا جلوہ نما اللہ نصرت
سب آپ تو ہی تجھ میں بھی سب میں تو ہی ہے ۔۔۔ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ سُبْحَانَکَ وحدت
کیا خوب ہوا کام کہ اے قادرِ قدرت ۔۔۔ ہم نے بھی تجھے دیکھا ہے در وادیِ کثرت
سب کون و مکاں ہر دو جہاں تجھ میں تو ہی ہے ۔۔۔ حقّا کہ تو ہی خلوت و فی الوادیِ جلوت

جز بحرِ حُسن کون ہے دلبرِ حسینا
یہ سچ ہے کہ تو پاک ہے یہ کس کی ہے برکت

○

امروز خاک پائے نگارم میسّر است — کیں طوطیائے کورِ ازل را موثّر است
ہژدہ ہزار رقعات خلق عالمیں — ایں بر رقعۂ ختم مزمّل المدثر است
ہریک ہزار در شمار ہژدہ سال داں — در ہر دمے عبور کردہ یار شاطر است
گر دو جہاں بقیمتِ زلفت مراد ہند — واللہ بعوض تار موئے بس کہ کمتر است
گر کاتبِ ازل نویسد — از ثنائے تو
حُسنِ حسیںؔ رقم نشد — خامہ مقصّر است

○

میرا امام غوث ہے میں ہوں غلامِ غوث — جلوے پہ تیرے الصّلوٰۃُ والسلام غوث
خیرُ الوریٰ دارالشفاء نورِ ہُدا بقا — میری نظر میں بس گیا نورِ تمام غوث
دریائے بیکراں ہے یا کہ غوث پاک ہے — اظہار بحرِ ذات ہے نورِ مدام غوث
ہیں آسماں زمین و زماں مظہرِ صفات — ہے در حقیقت ایزدی اللہ کا نام غوث
نہ خود رہا بجز خدا نہ جز خدا ملا — جس نے شراب قدم سے پایا ہے جامِ غوث
جو خاک پائے پیر ہے اکسیر بن گیا — سب جس کے خاک بوس ہیں وہ ہے مقامِ غوث
حسنِ ازل کے بحر میں اک لہر ہے حسیںؔ
جاروب کش شعلہ فشاں خادم ببامِ غوث

○

کیا مست ہیں اَلَست ہیں یہ بادہ نوش آج — کیا ہو رہی ہے میکدہ میں نوشانوش آج
کرتے ہیں سیر باغ میں پھرتے ہیں جھومتے — گل گل میں ہے بلبل میں ہے قُلقُل کا جوش آج
فوارے چل رہے ہیں آبشار نور بار — بادِ صبا رنگِ حنا ہے سبز پوش آج
جنّ و ملک فلک جھلک دکھا رہی ہے مے — ہے بانگِ نوشانوش خیرے فروش آج

رل مل کے گیت گاتے ہیں ہے روزِ عید آج — دیہات و جنگلات میں انس و وحوش آج
مے نوش مے فروش کے گرویدہ کلہم — نہ ہاتھ میں رہا ہے کوئی عقل و ہوش آج
بحرِ حسن حسینؔ میں خیر الورےٰ کا نور
مے نوش خاک بوس درِ مے فروش آج

○

کیا ڈھونڈتا ہے بحر و برِ کوہ و جنگل کے بیچ — تو اس کی بغل میں ہے وہ تیری بغل کے بیچ
تو اس کا ذکر کرتا ہے وہ تیرے ذکر میں — تو اس کی شکل خاص وہ تیری شکل کے بیچ
باطن میں گرچہ ہے میاں صورت شکل سے پاک — ظاہر میں خود بخود وہی تیری شکل کے بیچ
وہ تجھ کو نظر آتا نہیں اس سبب سے — باہر تو اس کو ڈھونڈھے ہے اپنی فصل کے بیچ
دیکھے اگر تو غور سے تو تُو نہیں کہیں — جو کچھ کہ ہے سو آپ ہے ابد و ازل کے بیچ
آئینۂ کثرت نما وحدت ہے جلوہ گر — خود ناظر و منظور ہے اپنے محل کے بیچ
نیت سے گر کے چرنوں میں اب آ گرا حسینؔ
تو لَا اِلٰہ غیرلہٗ آیا عقل کے بیچ

○

گلشن میں گل بہار آبشار عیش و راح — رل مل کے گیت گا رہی ہیں بلبلیں سیاح
رقاص ہیں طاؤس و طوطیاں ہیں خوش گلو — اللہ کیا بہار ہے اعلیٰ علی الصباح
مستانہ دف بکف لئے نعرہ بلند ہے — ہے میکدہ میں بانگ تو حیّ علی الفلاح
ساقی سقاتے ربہم میگفت نوشانوش — مجرم ہے آج جو نہ پئے مے وہ بے صلاح
در پر حسینؔ آ پڑا ساقی بخیر باد
قولِ تو لَاتَرُدُّ سائلٗ بدہ قدح

○

عیاں ہے دو جہاں کے درمیاں انساں کا برزخ
یہی ہے برزخ لَا یَبْغِیَانْ انسان کا برزخ

ارادہ جب کیا حق نے بنائے خلق دو عالم
تصور میں ہوا پنہاں عیاں انسان کا برزخ

یہی دُرِّ معانی ہے - بیانِ کُنتُ کنزاً کا
ضیائے ھَلْ اَتیٰ قبلِ جہاں انسان کا برزخ

کہا حق نے کہ لولاک لما خلقت السمٰوٰت
میانِ واجب و امکاں نہاں انسان کا برزخ

ہے قال اللہ کا منبع لبِ شاہِ دو عالم سے
دلِ قرآں ہے یٰسین جاں انسان کا برزخ

ہوا ظاہر جہاں میں رحمت اللعالمیں ہو کر
یہ ربّ العالمیں کا ہے نشاں انساں کا برزخ

شبِ کثرت کی ظلمت کا اجالا سب سے اعلیٰ ہے
حسینِ این و آں جانِ جہاں انسان کا برزخ

بے کنارہ ذات ہے بے جہت ہے اور بے عدد
نہ خیالِ خوف ہے بے خوف ہے اَحَدُ الصَّمَد

غیر کی ہستی نہیں ہمسائے کی بستی نہیں
علوی نہیں پستی نہیں بے رنگ ہے قامت نہ قد

نزدیک ہے نہ دور ہے اک نور ہے مسرور ہے
نہ موسیٰ و نہ طور ہے نہ والد و نہ ہے ولد

مسجد نہیں مندر نہیں باہر نہیں اندر نہیں
بس کشتی و بندر نہیں نہ احتیاجِ المدد

بے سہارا بے کنارا بے اشارہ ذات کل!
طول عرض و عمق سے فارغ کہاں ہے شد و مد

قرب و بُعد و وصل و ہجر اس کی ہے گنجائش کہاں
پاک ہے بیباک ہے و یکن لہ کفواً احد

ذات محضِ خیر ہے اس میں نہ کوئی غیر ہے
خود آپ ہے حسنِ حسیں بس قل ھو اللہ احد

مقدم خیر بسم اللہ شہِ خیر الورے آمد
شہِ عرشِ بریں قادر بشکلِ مصطفےٰ آمد

صلوٰۃ اللہ سلام اللہ کلام او کلام اللہ　　صفات او صفات اللہ کہ ذاتِ ابتداء آمد
صدائے مَنْ رَآنِیْ ہر کہ فہمد از خدا بیند　　بشانِ خاص ختم الانبیاء ذاتِ خدا آمد
ندارد ہیچ استادے زمرداں مرد آزادے　　لقب اُمّیِ لدُنّی عالم علم خدا آمد
منوّر گوہر کوثر دُرِ شہوار بے ہمسر　　مشرّف خطّۂ داور شۂ عرشِ خدا آمد
زلیخا دید در یوسف پئے لیلےٰ یکے مجنوں　　ہمہ عشّاق را منظر کہ صدر الانبیاء آمد
جواب رَبِّ اَرِنِیْ لَنْ تَرَانِیْ بہرِ آں موسیٰ
حسینِ حسن ایزد خیر خیر الاصفیاء آمد

○

چہ خوش نام نامیست نامِ محمدؐ　　کلام کلیمؑ کلامِ محمدؐ!
سراپائے نور است سایہ ندارد　　کہ شقّ القمر ایں مقامِ محمدؐ!
پسندو خداوندِ عالم بمنزل　　بصورت بصیرت نظامِ محمدؐ!
ہموں اِسم اعظم ہموں جسم اعظم　　کہ در خلق حق انتظامِ محمدؐ
مزیّن منوّر معطّر مطہّر　　زمین و زماں ہست بامِ محمدؐ
شدہ مست و مخمور آں مردِ عارف　　چشیدہ کسے جام جامِ محمدؐ
غریقم دریں بحرِ حسنِ محمدؐ
حسینِ زمیں بوس رامِ محمدؐ

○

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ

تصوّر الٰہی لقائے محمدؐ　　بنائے خلق از ضیائے محمدؐ
مبرّہ خدائے ز خفتن ز خوردن　　ہمہ شرب و کل ایں برائے محمدؐ
ز اِبلع و عشرہ خدا را چہ حاجت　　کہ نجم و شجر در سرائے محمدؐ

ثنائے محمّد ثنائے الٰہی — ثنائے خدا شد ثنائے محمّد
خدا و محمّد شراکت ندارد — محمّد نا شد خدائے محمّد
خداوند و ملکوت صلوٰت خوانند! — بسوزم ہمہ در ضیائے محمّد
ہمہ شانِ واجب عیاں میم ممکن
ضیائے حسیناں لقائے محمّد

○

سبھی جانوں کو تیرا نام تعویذ — برائے قدسیاں بر بام تعویذ!
مدد گارے بہر کارے ہمارے — بہر دیار صبح و شام تعویذ!
تو ہر گل برگ میں شایاں ہے مولا — توئی ہر آن خاص و عام تعویذ
بہر رُخ زلف و خال و خط نمائی — برائے عاشقانِ دام تعویذ
برائے زاہداں وعدہ قیامت — برائے شاہداں ہنگام تعویذ
میں چیرا ہوں شہِ خیر الورےٰ کا
حسینؔ کی ذات ہے قیام تعویذ

○

دمبدم سجدہ میرا ساقی کے در کی خاک پر — نخوتِ ابلیس حیراں اس میرے ادراک پر
اس ہمارے فعل پر ہے کیا تعجب ناظریں — کمربستہ سب ملائک جھکتے ہیں افلاک پر
حور و غلماں نور و رضواں باغِ جنّت منتظر — چاند سورج رات دن شیدا شبیہہ پاک پر
کس کو ہے انکار اس دیدارِ رحمت بار کا — آدم و جنّ و ملائک ہیں بہر سو تاک پر
اے شہِ کون و مکاں وحدت ہے تیرا آشیاں — واجب و امکاں کا نقشہ ہے تیری پوشاک پر
اسم اعظم ہے توئی ملتا نہیں تحریر میں — نہ کسی تفسیر میں ہے خاتمہ لولاک پر
آستانہ پر پڑا آکر حسینؔ بے نوا — لطف سے نظرِ کرم شاہا کرو غمناک پر

عقیدہ شریف

راجہ سانسی محل مدینہ مکہؐ اُچے چھینے اندر
پاک محمدؐ پر گھٹ ہویا خیسر بہار آئینے اندر

راجہ سانسی محل مدینہ مکہؐ اُچے چھینے اندر

اللہ درشن آپ دکھایا مرآت الرحمٰن کہایا
نَحْنُ اَقْرَبُ خود فرمایا ہر ویلے ہر سینے اندر

راجہ سانسی محل مدینہ مکہؐ اُچے چھینے اندر

بحر قدم نے موج اٹھائی عرش بریں صورت دکھلائی
تاجوری انسان نمائی کون ہے دانے بینے اندر

راجہ سانسی محل مدینہ مکہؐ اُچے چھینے اندر

عالم دی ایہہ علم نمائی صورت علمی آپ دکھائی
نہ کاغذ نہ قلم سیاہی ایسے پاک سفینے اندر

راجہ سانسی محل مدینہ مکہؐ اُچے چھینے اندر

ازلی آپ مرید ارادہ آپ مراد ہوا دلشادا
نوری شرب طہوری بادہ ہے وحدت دے پینے اندر

راجہ سانسی محل مدینہ مکہؐ اُچے چھینے اندر

عالم علم ہوا معلوم فہم فہیم ہوا مفہوم
حاکم حکم ہوا محکوم ھَلْ اَتیٰ دے جینے اندر

راجہ سانسی محل مدینہ مکہؐ اُچے چھینے اندر

علمی تین مراتب جانوں واجب ذات قدیم پچھانوں
سدا حیاتی ابدی مانوں جینا اپنے جینے اندر

راجہ سانسی محل مدینہ مکہؐ اُچے چھینے اندر

عالم علمی قلم چلائی ظاہر باہر کھیل دکھائی
یکتائی وچہ فرق نہ کائی کثرت دے آئینے اندر

راجہ سانسی محل مدینہ مکہؐ اُچے چھینے اندر

احدیت جلوہ روحانی وحدت عین مثال پچھانی
واحدیت اجسام عیانی خود موجود قرینے اندر

راجہ سانسی محل مدینہ مکہؐ اُچے چھینے اندر

واجب ممکن ناز نیاز ہے محمود کہیں ایاز
آپ تمیز کرے ممتاز لذت کھانے پینے اندر

راجہ سانسی محل مدینہ مکہؐ اُچے چھینے اندر

ہو انسان تماشے آیا خالق اپنا روپ دکھایا ہر خلقت نے سیس نوایا ہے شیطان اس کینے اندر
راجہ سانسی محل مدینہ مکہ اُچے چھینے اندر
منگل گاون حوراں پریاں عشق ستائیاں دردا ں بھریاں سہرے ہار گندائے سریاں خدمت پاک نگینے اندر
راجہ سانسی محل مدینہ مکہ اُچے چھینے اندر
مولا اپنا کھیل دکھایا خیر نمائش مہدی آیا مکی مدنی راگ سنایا لا الٰہ دی بینے اندر
راجہ سانسی محل مدینہ مکہ اُچے چھینے اندر
بین سنی سکھیاں سب ناچیں سریں سریلی تانیں ساچیں سب گنیوں نے رمزیں باچیں ہر ملت ہر دینے اندر
راجہ سانسی محل مدینہ مکہ اُچے چھینے اندر
ایسا ہویا نہ کوئی ہوسی جو ہوسی تو ایہو ہوسی حوریں ملک کریں پابوسی سیس نواون مینے اندر
راجہ سانسی محل مدینہ مکہ اُچے چھینے اندر
توہی روشن سبھنیں تھائیں بحریں برّیں شہر گرائیں داس اُداس نہ کدیں کدائیں کیا ہے کمی خزینے اندر
راجہ سانسی محل مدینہ مکہ اُچے چھینے اندر
اک بیمار پکار سناوے کلی صحت حضوروں پاوے جھاڑو کرے چراغ جلاوے اس رمضان مہینے اندر
راجہ سانسی محل مدینہ مکہ اُچے چھینے اندر
عرض فقیر کرے در تیرے نہ چیت لاویں اوگن میرے اوّل آخر تیرے چیرے تو روشن ہر سینے اندر
راجہ سانسی محل مدینہ مکہ اُچے چھینے اندر
ظاہر باطن تیرا نور ہر شے اندر نور ظہور نہ نزدیک نہیں ہے دور ہر بینے نابینے اندر
راجہ سانسی محل مدینہ مکہ اُچے چھینے اندر
کون کرے وڈیائی تیری دو جگ وچ دوہائی تیری اکو ذات صفائی تیری تو آسمان زمینے اندر
راجہ سانسی محل مدینہ مکہ اُچے چھینے اندر
تو کرتار سرب سکھ داتا تو گھر بار پتا اور ماتا سرب دھار سمر تھ بچھاتا اتم نیچ کمینے اندر

راجہ سائیں محل مدینہ مکہّ اُچے چھینے اندر

اگا پچھا توہیں میرا اندر باہر توہیں تیرا توہیں میرا چار چوفیرا نور ایسار تیہنے اندر

راجہ سائیں محل مدینہ مکہّ اُچے چھینے اندر

نہ ہے آدم نہ ابلیس نہ سکندر نہ بلقیس جگا جگتر ہے جگدیش ہر ہردے آئینے اندر

راجہ سائیں محل مدینہ مکہّ اُچے چھینے اندر

اندر باہر نور ظہور لہر حباب شراب طہور آپے موسیٰ آپے طور آپے کھانے پینے اندر

راجہ سائیں محل مدینہ مکہّ اُچے چھینے اندر

نہ ہیں عادی صوم صلوٰتاں نہ حافظ نہ حج زکوٰتاں نہ مذہب نہ ذات صفاتاں حق الحق یقینے اندر

راجہ سائیں محل مدینہ مکہّ اُچے چھینے اندر

اللہ سانوں خود فرمایا گنگ تونگ جل روپ دکھایا خیر بحر لہراں بن آیا حسن حسین حسینے اندر

راجہ سائیں محل مدینہ مکہّ اُچے چھینے اندر

پکار شریف

کدہر جانواں کون کہاواں کسنوں کیہڑا منہ دکھلاواں کرم کریں تے سب کچھ پاواں میں عاصی تو بخشنہار

عدل کریں تے جا نہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

نہ تھاویں دا تھاں نہ کوئی تدھ بن کتے نہ ملدی ڈھوئی پہلی عمر اکارتھ کھوئی ہُن آیا تیرے دربار

عدل کریں تے جا نہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

دار چڑھے سردار بناویں نار چڑھے گلزار بٹھاویں جنگل نوں بازار بناویں واہ داتا عالی داتار

عدل کریں تے جا نہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

توں والی باغاں دا مالی ورس وکھا ہر پتر ڈالی تدھ بن کدی نہ کوئی خالی رونق تیری ہر بازار

عدل کریں تے جا نہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

مَا عَبَدْنَاکَ نبی پکارے کون عبادت دا دم مارے تیری لگن لگی جگ سارے کیا ہے تسبیح کیا زنّار

عدل کریں تے جانہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

پنج دہانے پنج خزانے پنجاں نوں پرمیشر جانے جو کوئی جانے سوئی بکھیانے پنج تت پورن سرکار

عدل کریں تے جانہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

یا مولا میں تیرا بردا توہیں موتی ڈونگے سردا جو تو چاہیں اللہ کردا میں ڈردا نہ کراں پکار

عدل کریں تے جانہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

خیر مقدم پایا پھیرا مردہ دین جوایا میرا زندہ کیتا چار چوفیرا لکھاں ہوئے شکر گزار

عدل کریں تے جانہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

خیر نمائش محی الدین ہادی مہدی نال یقین سِرِّ الٰہی نور مبین سرور عالم دا مختار

عدل کریں تے جانہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

صورت نوری سیف زبان دیدہ اُم ناطق قرآن اے بھائی تو جان نہ جان مظہر نبی رسالت کار

عدل کریں تے جانہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

یا مولا دیوانہ تیرا تیرا ہے مستانہ تیرا ہے لاریب خزانہ تیرا توں چارہ تے میں لاچار

عدل کریں تے جانہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

توں واجب جود الکونین ممکن میم رمیم حسین پیر مع اللہ بخشو حسین تجھ پر روشن سب اسرار

عدل کریں تے جانہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

یا مولا کوئی رنج نہ کرنا تیری قدرت دا دم بھرنا مشکل ہویا مینوں جرنا مشکل ہے خاموشی کار

عدل کریں تے جانہ کوئی فضل کرم تھیں بیڑا پار

مدح شریف

اللہ اللہ پیر معلّٰے نور تجلّٰے قطب مدار غوث الاعظم اسم معظم نور نبی سید ابرار

لائق عدل نہیں میں عاصی توں داتا سید سالار

شاہ ولایت میر حمائت پیر ہدایت بہتر خدا   اعظم اسم معظم ساعت خیر مقدم رحمت بار

لائق عدل نہیں میں عاصی توں داتا سید سالار

کون کرے دلجوئی میری تدھ بن کتے نہ ڈھوئی میری   ابتر حالت ہوئی میری دل میرے نوں بخش قرار

لائق عدل نہیں میں عاصی توں داتا سید سالار

ھَلْ اَتیٰ ہے شان تمہاری صورت کرم کریم پیاری   فیض تیرا ہر ویلے جاری نیّا میری ہے منجدھار

لائق عدل عمل نہ کوئی توں داتا سید سالار

بے پرواہی تیرے حصے عرض کراں کی بہتے قصے   غیر نہ تیرا کوئی دِسّے دل وَسّے تیرے دربار

لائق عدل نہیں میں عاصی توں داتا سید سالار

قلب تمہارا عرش الٰہی دو جگ اندر تمری شاہی   خلق الٰہی تیری چاہی ہر عالم داتوں سردار

لائق عدل عمل نہ کوئی توں داتا سید سالار

غوث حقانی قطب ربانی ہے توہی محبوب سبحانی   جان جہاناں واتوں جانی بَل بَل جاواں صد بلہار

لائق عدل نہیں میں عاصی توں داتا سید سالار

خالق مالک رازق مولا یا مولا سب تیرا رولا   رونق تیری توں شاہ دولا سب جگ اندر تیری کار

لائق عدل عمل نہ کوئی توں داتا سید سالار

بعد نبی تم قبلہ عالم میرا سب کچھ تینوں معلوم   عبد قدیمی جاہل ظالم تدھ بن کون میرا مختار

لائق عدل نہیں میں عاصی توں داتا سید سالار

چنگا کم نہ کوئی کیتا جام گناہاں بھر بھر پیتا   دل کالا نیتا بد نیتا باطل وہم میرا ہنکار

لائق عدل عمل نہ کوئی توں داتا سید سالار

اِک عاصی تیرے گن گاوے بن منگے ہی سب کچھ پاوے   چین حسین نہ تدھ بن پاوے توں داتا تے میں نادار

لائق عدل نہیں میں عاصی توں داتا سید سالار

مقدم خیر بحرے نورِ انوار
حسیں در بحرے حسنت دُرِّ شہوار

ولے ہر کس نہ فہمد ایں معمّہ
کہ مَازَاغَ الْبَصَرُ نہ کردہ بیدار

چہل منزل شود در میم پیدا
ظہورِ کلّھُم مِن نوری اظہار

بخیرِ خلقہ بحرِ فیوضِ
ترا دانم ترا بینم بہر بار

ہویدہ شد بہر مظہر بہر سُو
تو کردی از حسیںؔ اظہار گفتار

مصوّرِ حسن ہے تیرے دل میں زینہار
وقعت نہ ملی نقشۂ تصویر حسن یار

مقصودِ زندگی تجھے حاصل ہو بے گماں
جب شوق تیرا تجھ کو کرے تجھ پہ جاں نثار

یہ جاں ہی نور النور ہے نزدیک ہے نہ دور
یہ حیرتِ محمود ہوئی دل میں آشکار

تب دولتِ ایمان تجھے حاصل ہو خوش نصیب
جب تارِ اَنَا الحق کی تیرے دل میں ہو پکار

حُسنِ خلق ملک فلک میں جلوہ گر حسیںؔ
وحدت میں بے کنار ہے کثرت میں بیشمار

ذاتِ اَحدیّت میں ہے وحدت کا نور
نورِ وحدت میں ہے کثرت کا شعور

کثرتِ علمی ہے اعیانِ خلق
تین ہیں علمی مراتب فی الصدور

روح چہارم حدّ و اندازہ سے پاک
علم میں جس کے مثالِ کالاُمور

جنّت و دوزخ ہیں اس میں آشکار
ہیں اسی پنجم میں سب حور و قصور

جسم مطلق عرش سے تحت الثریٰ
فیل پشّہ جس میں ہیں موسیٰ و طور

ہفتمیں انسان جامع کُل ہے
مظہرِ رحمٰن ہے اللہ کا نور

لاتعین کا تعین بے مثال!
ہے حسینِ ستر حق کا ظہور!

○

در شۂ حضرت برائے شپران بے بصر
مصحف تیرہ و گوران سلف شد معتبر

راز مصحف جز سلیمانی نہ فہمد ہیچ کس
گور ہرگز شد نہ ہادی ہدایت منتظر

نص برائے قسمہا و گور دیدار نبیؐ
حاجت مرشد نماند موت آید بے خبر

پیش از مُردن اگر نسبت شود با کاملین
صحبت کامل بہ بخشد کور را نورِ نظر

مرشدِ دانائے عارف گر کند نظرِ کرم
گنج مخفی میدہد زینت حسینؔ ایں سیم و زر

○

صنم نورِ قدم نورُ علی نور!!
ولے ہستیٔ وہمی زُورد کافور

میں ہر پردہ ہوں در پردہ نہیں ہوں
بمثلِ بَضلُہَا ساتر نہ مستور

ہمہ تن نخنُ اَقرب شکلِ انساں
کہ مظہر خاص نے نزدیک نے دور

اَنَا مِنْ نُوْرِہٖ وَالکُلُّ نُوْرِیْ
اَنَا مِنْ نُوْرِہٖ اَللّٰہُ مِنْ نُوْر

نہ من گفتم نہ من گویم ندانم!!
ھُوَ الْحَیُّ الْکَلِیْمُ ذات مشہور

ہمہ تن ہستیٔ واحد ہویدا
کہ چوں از آب شد بادام انگور

حسینم بحر
حسنِ لایزالی

زما موسےٰ و عیسےٰ
جلوۂ طور

○

عجب، شمشیر ہے قاتل تو سمجھاتا نہیں ہرگز
تیری تلوار کا زخمی، امن پاتا نہیں ہرگز

نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے نہ کچھ فریاد کرتا ہے
تڑپتا ہے سسکتا ہے مرا جاتا نہیں ہرگز

زخم تازہ بتازہ ہے دوا اس کی نہیں کوئی نہیں حاجت ہے مرہم کی سیا جاتا نہیں ہرگز
پڑا ہوں نیم جاں گھائل مزا اس میں ہی آتا ہے تیرے احسان کا بدلہ دیا جاتا نہیں ہرگز
زہے قاتل زہے مقتل زہے شمشیر تاباں ہے تیرے مقتل میں جو آیا وہ پھر جاتا نہیں ہرگز
زباں تیری پہ قائل یہ حسینؔ اب حال گویا ہے
فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا ہے چھپا جاتا نہیں ہرگز

○

ذات احد بے داغ صمد بے نام و نشان بے صورت بس اپنی ذات میں آپ غنی ہے غیر کی نہیں ضرورت بس
اپنے آپ کو آپ میں دیکھا صورت علمی عالم ہو آپ تصور آپ مصور آپ منور مورت بس
خود مہمان ہوا گھر اپنا خود ساماں عیاں ہوا مجمل، علم مفصل کر کے نور النور سرورت بس
علمی تین مراتب غیبی یہ مکنون کتاب کہاں نہ کاغذ نہ قلم سیاہی غیر کی نہیں کدورت بس
احدیت سے وحدت ہو کر واحدیت النور و ضیا واجب قوس مکمل روشن ظاہر شرب طہورت بس
احدیت کا مظہر اطہر روح الروح محمد ہے حور ملائک روح خلائق نور النور ظہورت بس
واحدیت کا مظہر جانوں مطلق جسم معطر کل جس کے ہیں اجزا تمامی ارض و سما ظہورت بس
وحدیت مظہر مثل محمد اظہر کل مثال نما عالم امر نمائش گلشن جنت باغ بنورت بس
رنگ برنگ مجلہ جلوے صِبْغَۃُ اللہ حسن تیرا
اللہ حسن حسینؔ محمد نہ نزدیک نہ دورت ہے

○

ہے انسان مراد الٰہی سب سے قبل مقدم پیش سب سے آخر ظاہر آیا ختم رسالت نبیاں جیش
حوراں پریاں منگل گائے خدمت اندر سیس جھکائے خیر مقدم خیریں آئے رحمت بار مروت کیش
شاہنشاہ تماشے آیا آپے اپنا کھیل مچایا سب کے اوپر جس کا سایہ سب کا داتا سب کا خویش
مشہد آپ شہادت شاہد خود معبود معبد عابد خود محمود محمد حامد سید ذات حیات ہمیش

کرسی عرش ٹکانہ تیرا قلب المومن تھانہ تیرا — کون مکان زمانہ تیرا ہر دل اندر تیرا عیش
سب کا اوّل سب کا آخر سب کا باطن سب کا ظاہر — علّت غائی حاضر ناظر ہے اَلْآنَ کم نہ بیش
مانگے خیر حسینؔ اجالا ساقی خیر بہاراں والا
بخشو جام کرو متوالا دَرْیُوزَہْ گر ہے درویش

○

دُرِّ شہوار معانی حضرتِ انساں اخص — بحرِ نور جاودانی حضرتِ انساں اخص
یہ نسخِ کبریٰ ہے جامع واجب و امکان کا — شاہبازِ لامکانی حضرتِ انساں اخص
دو جہاں کی جان ہے آئینۂ رحمٰن کا — دہر کا بانی مبانی حضرتِ انساں اخص
آنکہ رَبِّ الْعَالَمِیْن ایں رحمت للعالمیں — لو لوئے گنج نہانی حضرتِ انساں اخص
علّت غائی خدا کی خود نمائی کا نشاں — بے بہائی راز دانی حضرتِ انساں اخص
کون مسجودِ ملائک ہے بجز انسان کے — اسم اعظم کی نشانی حضرتِ انساں اخص
رات دن جبریل با حور و ملائک کرتے ہیں — جس کے در کی پاسبانی حضرتِ انساں اخص
کُنْتُ کَنْزاً مخفیاً قدسی ندائے مصطفیٰ — جس سے اللہ کی کہانی حضرتِ انساں اخص
لَاتُرَدُّ سَائِلَکَ خیر الورا فرمودہ اند
بر حسینؔ کن مہربانی حضرتِ انساں اخص

○

ساقیا یہ کیا پلایا ہم نے پایا خیر محض — کیا عجب طُرفہ دکھایا سب دکھایا خیر محض
ہر میں ہر چھپتا نہیں کچھ غیر کا نقطہ نہیں — دل میں ہی دلبر دکھایا دل بنایا خیر محض
ساغرِ وحدت میں طغیانی کا کیسا جوش ہے — کثرتِ امواج میں بادہ پلایا خیر محض
کیا نشہ کی تار ہے بیدار ہے مے خوار ہے — وار ہے نہ پار ہے ہر بار پایا خیر محض
زاہدا تسبیح و سجادہ تضیع اوقات ہے — نام لے لے کیا کرے گا جو نہ پایا خیر محض

ایک جرعہ پی میکر ساقی کے لے کر ہاتھ سے   سُو بُسُو ہر کُو بکُو ہر مُو سمایا خیر محض
اُن کے پائیمال کو رومال جب ہم نے کیا
تب حسیؔن بے حال نے فی الحال پایا خیر محض

○

ساقیا للہ پلا اک جام بھر عیش و نشاط   کثرتِ موہوم سو جھے خام در عیش و نشاط
نہ رہے خوفِ فنا باقی نہ ہو شوقِ بقا   نہ نشہ کی انتہا انجام در عیش و نشاط
فکر ماضی کا نہ ہو اور نہ ہی مستقبل کا غم   حال میں خوش حال دائم عام در عیش و نشاط
گلشن و گلزار ہیں سرشار قمری طوطیاں   عندلیبیں مست صبح و شام در عیش و نشاط
ساقئے ہشیار مست و نرگسِ بیدار مست
دے حسیؔن کو اِک صبوحی جام در عیش و نشاط

○

رکھ مجھے اپنی ضیا میں در حفاظت یا حفیظ   بینوائی اغنیائی ہو ضیافت یا حفیظ
ہے مجھے تقویٰ تمہاری ذات عالی پر مدام   صدقۂ تختِ خلافت رکھ سلامت یا حفیظ
ہو کے ساقی آپ اپنے ہاتھ سے اِک جام دے   رات دِن کرتا رہوں وردِ کرامت یا حفیظ
ہستی موہوم کا دل سے عکس جاتا رہے   نورِ وحدت کی شہادت ہو بلاغت یا حفیظ
لِی مَعَ اللہ کی حضوری میں رہوں ہر آن مست   مَنْ رَآنِی کی نشانی نازہ نازت یا حفیظ
اسم اعظم آپ کا وردِ زباں در جسم و جاں   یا شہِ خیر الورےٰ بجبرِ رسالت یا حفیظ
خیر مانگے ہے تیرے در پر پڑا مسکیں حسیؔن
لَا تَرُدُّ سَائِلْ بجبرِ سخاوت یا حفیظ

○

اے مظہرِ ذاتِ خدا خیر الورےٰ جامع جمیع   جو دُو عطائے نارسا اے مذنبینوں کے شفیع

دلِ خستہ اُم پابستہ اُم بے دست در پر آ پڑا ‏ — ‏ اب اس قبیح ہستی کا تجھ بن کون وارث فی البدیع
نہ خرد نہ ہوش ہے اَلْعِشْقُ نَارٌ جوش ہے ‏ — ‏ شیدا ترا خاموش ہے یا واسعُ حُسْنُ الوَسِیع
تو آبِ شُربِ طہور ہے تو بحرِ نورِ سرور ہے ‏ — ‏ نہ قریب ہے نہ دور ہے ہر جا البصیر و السمیع
جس پر ترا الطف و کرم وہ کیا کرے دَیر و حرم ‏ — ‏ ہے پاک از خوف و شرم سب خلق اس کی ہے مطیع
لولاک تیری شان ہے سب تجھ پہ ہی قربان ہے ‏ — ‏ تو دو جہاں کی جان ہے لبس ما خلا اللہ ہے تضیع
تو سب حسینوں کا حُسن تو ساکنِ ہر ہر وطن
موجودۂ ستر و علن عرضی حسینِ با السّریع

○

تو نورِ زماں ہے زمانے سے فارغ ‏ — ‏ تو ئی این و آں ہے بہانے سے فارغ
تیری ذات صافی بہر شانِ کافی ‏ — ‏ منزّا مبرّا دُوگانے سے فارغ
بہر کار بے دار ہوشیار دانا ‏ — ‏ ہمیشہ یگانے بیگانے سے فارغ
ہمہ شان ہر آن ظاہر بباطن ‏ — ‏ تو موجود ہے آنے جانے سے فارغ
بیا ساقیا جام لبریز گردے ‏ — ‏ مکن بادہ پینے پلانے سے فارغ
تو ہے پاک بے باک لولاک شانت ‏ — ‏ ہے جَفَّ القَلَم اب دوہرانے سے فارغ
حسین اب قلم بند کر لے تو اپنی
کہ ہے ذات لکھنے لکھانے سے فارغ

○

ساقیئے مے لطفہا الطاف برما یالطیف ‏ — ‏ ایستادہ بر درِ خیر السخاہا یالطیف
جامِ الفت بامِ لطفت شام ماہت پُر ضیاء ‏ — ‏ مست نرگس گل تبسّم دستِ مولا یالطیف
یار در آغوش ہے بے ہوش جویم سُو بسُو ‏ — ‏ سو بسوئی گُو بگُوئی تو مجلّٰہ یالطیف
ایں قدر مستم بجز مستی نہ دارم در جہاں ‏ — ‏ ساقیا دائم بدستِ بر سرِ ما یالطیف

چوں نخواہم تا ابد جز نیستیؔ و بے خودی
در دلِ مسکیں حسینؔ شو ساکن ما یا لطیف

اے مطربِ شیریں سخن نغمہ سُنا اسرارِ حق — اِنسان بہتری کی یہ دھن فرما دکھا دیدارِ حق
ہم سنتے ہیں بس دیر سے تارِ الستؔ کی ندا — یہ کون تھا کس نے کہا قالوا بلیٰ گفتارِ حق
اے ساقیٔ مابے ریا بجہِ سخا صَلِّ علیٰ — ہر جام بھر اللہ پلا کر دے مجھے سرشارِ حق
اپنا مجھے دیوانہ کر مے صاف سے مستانہ کر — بے جان کو جانانہ کر در آپڑا میخوارِ حق
ہے ھَلْ اَتیٰ کی شان تو ہر دوسرا کی جان تو — آئینۂ رحمان تو جلوہ نما آثارِ حق!
شاہِ گُلاں خود در چمن شاہ زمین و ہم زمن — نُورٌ علیٰ نُور یہن خیرُ الوریٰ مختارِ حق

سائلِ حسینؔ ہے پر خطا جامِ مصفّا کر عطا
ہر دم یہی ہے التجا عالی تیرا دربارِ حق

ساقی نے جام بھر کے دیا گل انار ایک — پیتے ہی گلستاں میں دیکھی بہار ایک
ہر برگ میں ہر پھول میں جاری ہے فیض عام — خالق نے کیا برگ و ثمر گل و خار ایک
گلشن میں پھول کھل رہے ہیں رنگ رنگ کے — ناز و ادائیں مختلف دیدار یار ایک
بادِ صبا جھلا رہی ہے سبز ٹہنیاں — کیا دھیمی دھیمی برس رہی ہے پھوار ایک
مینا و قمری طوطیاں کرتی ہیں چہچہے — صدائیں رنگا رنگ ہیں سب کی پکار ایک
ہے عالمِ مستی شہرِ جیلاں کے باغ میں — آزاد مست ہیں سرو و لیل و نہار ایک

اب ساقیا حسینؔ کا سجدہ قبول ہو
گلشن میں تو آباد رہے ہر بہار ایک

دل ہے دلبر کی پناہ میں دل میں دلبر کا جمال — دل ہے مظہر ذات کا اور ذات ہے دل کا جمال
نحنُ اَقربُ کا ترنم دیر سے سنتے تھے ہم — ہم رہے حرفوں پہ معنوں میں نہ آیا کچھ خیال
صورتِ پیرِ مغاں ہو کر ملا وہ نازنیں — اِک نظارے میں دکھایا نورِ وحدت لایزال
ہے قلوبُ المومنین عرش خدا تصلِ علیٰ — مقعدِ صدق پہ ہے معراج پایا بے مثال
یار ہے آغوش میں ہے جوش میں دورِ شراب — لِی مع اللہ کا تجلّی ہر زماں شربِ زلال
خویش و بیگانہ نہ سوجھے ہے خمارِ یار میں — عارضِ رنگیں زلف بر دوش ابروئے ہلال

کیا کروں قربان ساقی اس تیرے احسان پر
تو حسین کا حسن ہے سب جسم و جاں روح و مثال

○

اگرچہ ہے عابد عبادت میں شاغل — وگر باخودی ہے تو عصیاں کا حامل
جو جانے اُسی کو ہی معبود عابد — بہ بزمِ کمالاں وہی مرد کامل
جو اپنی خودی سے عبادت کرے ہے — وہ مُشرک بشر ہے خدا کے مقابل
جو بے خود ہوا اپنی ہستی سے خالی — سعادت شہادت ہوئی اس کو حاصل

میرا ساقیا جام لبریز کر دے
یہ مسکیں حسین ہے تیرے در کا سائل

○

در خامانِ شاہے بد نام خاکسارم — آوردہ بار عصیاں جز عیبہائے ندارم
من چشمۂ ندامت اے صاحب کرامت — در خاک پائے دامت دم دائما گذارم
نے زُہد نے ریاضت نے طاقتِ عبادت — نے پائے استقامت تاراج حال آرم
نادار و ناتوانم جز تو ہیچ دانم — بندۂ بندگانم در گلشن تو خارم
گر کس مرا بپرسد دین و ایمان چہ داری — گفتم حسین بے کس و رسوا و خوار زارم

بحرِ حسنِ لایزالی آپ کو پاتے ہیں ہم
جھومتے ہیں عشق میں اپنے تو لہراتے ہیں ہم

نہ کوئی اپنا کنارہ ہے جو دیکھیں وار پار
کیا کہیں جو دیکھتے ہیں خود نظر آتے ہیں ہم

نہ کوئی ہم راز ہے اور نہ کوئی دمساز ہے
آپ ہی کہتے ہیں خود اور آپ کہلاتے ہیں ہم

اے خیالِ نقطۂ وحدت بھلا تو کون ہے
اپنی وحدت اپنی واحدیت میں پھیلاتے ہیں ہم

یہ خطِ مکنون ہے علمِ لدنی ہے یہی
نہ کسی سے پڑھتے ہیں اور نہ ہی پڑھواتے ہیں ہم

علم میں میرے کلک کاغذ سیاہی کچھ نہیں
اِس لئے اُمّی لقب پیرِ مغاں پاتے ہیں ہم

کثرتِ علمی علم کی قلم میں شائع ہوا
خود حسن اور خود حسیں بن بن کے دکھلاتے ہیں ہم

○

اے بر درِ درگاہِ تو پابستہ نشستم
نادار و سیاہ کار دلِ خستہ نشستم

امید کرم دارم و دامان ندارم
یا مخزنِ انوار چشم بستہ نشستم

مے صاف ز الطاف کہ دلتاف عطا کن
بر زینۂ زیرینہ تہی دستہ نشستم

حالات خرابات و بطاعات ندارم
بر بحر تو پر لہر بلب بستہ نشستم

یا خیر بدہ خیر جہاں گشتہ حقیقت
بے کار بدر بار تو برجستہ نشستم

○

اے آنکہ توئی جز تو نیم ہیچ ندارم
از ہر چہ دری من کہ ترا نقش و نگارم

ہر عین ز تو ست توئی ہست نصیری
ایں خاکِ کفِ پائے تو من طوطیا دارم

ایں ہر دو سرا شانِ تو ذی شانِ قدیمی
اے تو گلِ خنداں کہ من زیرِ تو خارم

ہر گوش بریں نغمۂ ناقوس کہ شنود
اے شیریں سخن مطربِ ما من چہ نثارم

اے بحر قدم صافتہ دے نورِ حسیناں
ہر آن بہر شان ترا جان شمارم

دلم فی الحال میگوید کہ من عرشِ خدا ہستم
تنم بالقال میگوید کہ من فرشِ خدا ہستم
خدا جانِ جہاں حَیُّ الکَبِیرُ قادرِ مطلق
نہ بینم خویش را در خویشتن بوئے کجا ہستم
ہمہ نورِ بدستورِ کہ اَلْآنَ کَمَا کَانَ
خوشا حالم بہر حال کہ من در بے خودی ہستم
نے گویم خدا ہستم نے گویم جُدا ہستم
دگر من جُز خدا ہستم خطا ہستم خطا ہستم
خدا حسنِ دو عالم شد مثالِ آب در گلشن
حسینؔ گر بے خدا ہستم کجا ہستم کجا ہستم

حضرتِ انساں ہے مظہر اتم
علّتِ غائی خدائی کا عَلَم
اسمِ اعظم کا مسمّیٰ ذاتِ کل
ھَلْ اَتیٰ انساں ہے نورِ قدم
ہیں فقط پانچوں حرفِ انساں کے
سین منجھا اٹھا لیتے ہیں ہم
دیکھ لے یسین اللہ کا کلام
ہے دلِ قرآں قرآں کی قسم
این و آں ہے سین کا زین لباس
اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ حَقُّ الْقَسَمِ
افتخارِ عالم امرد خلق !!
واجب امکان کا برزخ بہم
کُلُّ شَیْءٍ ہر دو عالم کا امیر
شاہِ ما خیر الورٰے خَیْرُ الْاُمَمِ
حال ہے ماضی ہے استقبال ہے
لَا یَزَالُ وَلَمْ یَزَلْ لا بیش و کم
جام صبوحی پلا لبریز کر
بر حسینؔ اے ساقیا نظر کرم

پیشتر از رحلتم بخشندۂ عصیاں تمام
من کہ درویشم قدیمی خیر اندیشم مدام
عید شد بے دیدِ تو واللہ نخواندہ ام نماز
رسم ابراہیم را کردم قضا بے انتظام

عالم علمی علی دانندۂ خفی و جلی!
چه حسینم تا نه بینم محترم با احترام

نام تو اکبر شہا اصغر منم جز تو نیم
کاہل و جاہل چه داند امتیاز خاص و عام

من گنہ گارم شہا بس مغفرت میراث تو
جَدِّ امجد علویت را الصّلوٰۃ والسّلام

دیده ام دنیائے فانی ساعتے بنیاد نیست
لَا تُرَدُّ سَائِلُ فرمودۂ خیر الانام

من کجا عطار د خسرو خدمتت حاضر شوم
زین حسین مسکیں که شد چنڈالوی بدنام نام

○

چه پرسی اے ثنا خواناں که من خود را نمے دارم
خدائے ما مرا داند رضائے او نمے دانم

سوائے او نه من ہستم بجائے او نه من ہستم
اگر ہستم خطا ہستم نه من جسم نه من جانم

گدائے ذات او ہستم جہا جبر مثل تو ہستم
مرا کردی ثنا خوانی کہ من او را ثنا خوانم

برائے تو دعا کردم اگر او را قبول افتد
خدا داند من و تو را نه تو دانی نه من دانم

نه گویم من خدا ہستم نه من از او جدا ہستم
حسیں از حسن او پیدا نه من اینم نه من آنم

○

یکے ہستم یکے ہستم یکے ہستم
دگر ہستی نمے دارم یکم ہستم خود مستم

نه بردارم نه در دارم نه من زیر و زبر دارم
منم خبرم خبردارم نه بے دستم ہمه دستم

نه عدد و حصر میدانم صمد ہستم احد خوانم
نه آغازم نه انجامم منم تنہا تہیدستم

نه پرده ام نه بے پرده نه دیروزم نه من فردا
ہنوزم حال سر کرده عجب ہستم عجب ہستم

بحس قلزم وحدت بشانِ شان ہر کثرت
بہر شاں خیر و عافیت حسیں خاک درت ہستم

○

شیخ طاہر پاکبازوں میں شہ شاہباز ہیں — در حریم رازِ داناں ہر ضمن کے راز ہیں
عالمِ ملکوت کے مخدوم ہیں مردِ خدا — در فضائے قدس ہر دم آپ کے پرواز ہیں
پیر مرشد نے کیا لاہور کا بالانشیں! — عاشقِ دل سوز ہیں معشوق بھی دِلساز ہیں
نور سے جن کے عیاں شمس و قمر زیر و زبر — سب کے آخر آپ ہیں اور آپ ہی آغاز ہیں

اے حسینِ بے نوا تو کیا کرے مدح و ثنا
وہ تیرے آئینہ میں آئینہ گرِ ممتاز ہیں

○

وہ اپنی شان میں کونین کے سردار بیٹھے ہیں — کہ تختِ چمن پہ شاہِ گل و گلزار بیٹھے ہیں
درِ اقدس پہ دو زنگی ہیں بیٹھے پاسباں ہو کر — محافظ عارضِ رنگیں پہ مقابیدار بیٹھے ہیں
کمر بستہ سیاہ کاری پہ ہیں خم دار دو گیسو — کہ ڈسنے بے گناہوں کیلئے ہشیار بیٹھے ہیں
دو نرگس مست مَا زَاغَ الْبَصَر ہیں واجبِ امکاں — نہ نزدیکی نہ دوری ہے عجب بیدار بیٹھے ہیں
لقائے مَنْ رَّآنِی کی صدائے رَتِّلِ الْقُرْآن — لبِ مُتَکَلِّمِیْن دو سرخ موسیقار بیٹھے ہیں
شبِ تاریک کی کثرت مُزَمِّل میں سیاہ پوشی — بنُورِ وَالضُّحٰی وَالشَّمْس کے سرکار بیٹھے ہیں
خمر کا جوش ہے مدہوش ہے مے نوش محفل میں — بباغِ صِبْغَةَ اللّٰہ آں شہِ مختار بیٹھے ہیں
کئی عاشق مثالِ عندلیبِ زار بیٹھے ہیں — تڑپتے ہیں سسکتے طالبِ دیدار بیٹھے ہیں
وہی مے نوش ہم آغوش ہیں در خلوتِ جاناں — جو اپنی ہستیٔ موہوم ساری ہار بیٹھے ہیں

وہ بحرِ حسن ہیں یوسف بھی جن کے در کا ہے سائل
حسینوں کی بزم میں حسن کی تلوار بیٹھے ہیں

○

جو ہم سنتے ہیں اللہ سے وہی تم کو سناتے ہیں — میں وہ بے نام ہوں سب نام جس کا گیت گاتے ہیں
بہیں اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا ہر دم — میری ہی ذات کو دیر و حرم سب سر جھکاتے ہیں

میں تجھ میں ہوں تو مجھ میں ہے یہی رمزِ معیت ہے ‏ ‏ نہیں ہم تم سوا میرے کہیں آتے نہ جاتے ہیں
میں ہر مندر کا پتھر ہوں پتھر پجاری ہیں ‏ ‏ بہر مسجد بہر منبر ہمیں سنتے سناتے ہیں
زمین و آسماں سارے نظارے سب ہمارے ہیں ‏ ‏ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا دیکھتے ہم خود دکھاتے ہیں
بشانِ لِیْ مَعَ اللّٰہ صِبْغَۃَ اللّٰہ شہرِ ہے کل ہم ہیں ‏ ‏ ہمیں پیتے پلاتے ہیں ہمیں کھاتے کھلاتے ہیں

بہارِ حسن ہو کر ہر حسیں میں آپ چمکا ہے
ضیائے گُلشنِ خیرُ الوریٰ جلوے دکھاتے ہیں

○

تیری روشنی ہوں میں تیری ضیاء ہوں ‏ ‏ نہ تو ہی الگ ہے نہ میں ہی جُدا ہوں
تو مجھ میں عیاں ہے میں تجھ میں نہاں ہوں ‏ ‏ نہ تو دوسرا ہے نہ میں دوسرا ہوں
تو ہے بحرِ واجب میں ہوں لہرِ ممکن ‏ ‏ ہمہ ممتنع ہوں اگر ماسوا ہوں
نہ صَوم و صَلوٰۃ نہ حجّ و زکوٰۃ ‏ ‏ فقط کلمہ طیباً میں فنا ہوں

ہمہ شان خیرٌ فلا کُنتَ غیراً
حسینِ حُسن بحرِ خیرُ السّخا ہوں

○

تو رحمٰن میں بُرہان ظاہر باطن ہے انساں ‏ ‏ ایہہ ہیں دو دیں بحر رواں ظاہر باطن ہے انسان
ذات صفات نہیں کجھ میری تو قادر سب قدرت تیری ‏ ‏ وچ برزخ لَا یَبْغِیَان ظاہر باطن ہے انسان
تو احد احدیت تیری تو واحد وحدیت تیری ‏ ‏ وچہ احمد عَیْنَ الْاَعْیَان ظاہر باطن ہے انسان
روح مثال ظہور ہے تیرا جسم قسم ہر گھیرا تیرا ‏ ‏ ہر دو عالم دی تو جان ظاہر باطن ہے انسان
اوّل آخر ظاہر باطن ہر مسکن میں تو ہے ساکن ‏ ‏ کامل اکمل تیری شان ظاہر باطن ہے انسان
غیر نہیں سب خیر سمانا دیکھا جانا خوب پہچانا ‏ ‏ خالی غیر دا وہم گمان ظاہر باطن ہے انسان
اگا پچھا توں ہے میرا اندر باہر تیرا ڈیرا ‏ ‏ سین حسین ہے فِی الْاِنْسَان ظاہر باطن ہے انسان

توئی ہے فقط میں اشارے لئے ہوں ‏ — ہے سارا توئی میں پکارے لئے ہوں
تو سارے کا سارا تو ہے بے کنارہ ‏ — میں تیرا استارا نظارے لئے ہوں
میرا مجھ میں کچھ بھی نہیں جز تمہارے ‏ — میں سارا اشارہ تمہارے لئے ہوں
میرا حال سارا پر و بال سارا ‏ — ہمہ خیر بس میں شمارے لئے ہوں
تو بحرِ حسن ہے میں لہر حسین ہوں
حسین بے نگارم نگارے لئے ہوں

○

اے شہہ ساقی آفاقی تو ہمارا یار بن ‏ — گر ہمیں بلبل کیا تو تو گلِ گلزار بن
اے غریبوں کی دعائیں خیر باد و خیر باش ‏ — ہم تیرے مے خوار ہیں تو ساقئے سرشار بن
تیرے میخانے کے دیوانے ہیں مستانے شہا ‏ — اے کریم النفس ساقی کرم کن داتار بن
ہم برے ہیں یا بھلے ہیں کچھ سہی تیرے تو ہیں ‏ — غلط کاروں کے لیے ستار بن غفار بن
جز تیرے ہم کچھ نہیں بدنام تیرے نام پر
آپڑا در پر حسین تو حامئے ہر کار بن

○

یاخدائے خلق خیر الوارثین ‏ — کرم کن انتَ کریم المکرمین
آدمی در علم خود بر شکلِ میم ‏ — انتَ نون والقلم حبل المتین
علم مجمل را مفصل کردئی ‏ — ویں شوی تو رحمۃ للعالمین
خود نیاز و ناز خود فقر و غنا ‏ — ہرچہ خواہی آں شدی آئینِ بین
روح مثال و جسم انسان گشتئی ‏ — واجب و ممکن توئی حق الیقین
اے کہ مجرم را مکرم مے کنی ‏ — ایں چہ عجبے چوں تو خیر الراحمین
ایں نازم کل و آزم اے شہا ‏ — نازد بر لطفِ تو مے وارد حسین

یہ بندۂ خدا ہے اس کو کچھ فکر نہیں
جنّت کا شوق ہی نہیں دوزخ کا ڈر نہیں

عاشق ہے جس کی ذات کا وہ اس کے ساتھ ہے
اس کے اور اُس کے درمیاں کوئی سفر نہیں

یہ خوشِ گُل زمانہ ہے اس میں ہے بوئے خوش
مقابلہ میں اس کے تو کوئی عطر نہیں

سب اس کا ذکر ہو رہا ہے شش جہت کے بیچ
پر اس کی ذات میں تو کسی کا ذکر نہیں

اطلس کی ہے پوشاک ۔ اور مخمل کا بستر ا
لیٹا ہے کہیں خاک میں جو دلق بر نہیں

بازار میں ہے سیر لئے رونق جہاں
جنگل میں ہے کہیں جہاں جن و بشر نہیں

راضی ہے بر رضاؤ بہر حال خوش بخوش
جو یار کی رضا ہے اس میں کچھ عذر نہیں

فرضِ خدا یہی ہے اور منشائے حق یہی
امرِ خدا یہی ہے اس پہ کچھ امر نہیں

نہ کچھ رہا ہے کام اس کو دیر و حرم سے
نہ کفر و دیں نہ آن و ایں شام و سحر نہیں

مرشد نے اس حسین کو بے کس پہچان کے
یہ وہ مقام بخشا جہاں خیر و شر نہیں

○

تیری تصویر کو ہم دیکھ لیا کرتے ہیں
تیرے قدموں کے تلے سجدہ کیا کرتے ہیں

کچھ نہیں کام نہ کچھ کاج ہمیں عالم میں
دمبدم وردِ تیرا دل میں کیا کرتے ہیں!

اپنی ہستی نہ ملی کون و مکاں میں ہرگز
مر چکے ہم تو مگر تجھ سے جیا کرتے ہیں

سرِ بازار مجھے لوٹ لیا ہے تو نے
اونچی آواز سے ہم دم نہ لیا کرتے ہیں

رنج و راحت سے گزر کر کے ہوئے دیوانے
مدح کر سکتے نہیں ذم نہ کیا کرتے ہیں

تیغ ابرو کی قسم کیا ہی بیاں ہو ہم سے
بے خبر قتل ہوئے غم نہ کیا کرتے ہیں

دو جہاں کون و مکاں میں ہے دوہائی تیری
فعل فاعل ہے تو ئی ہم نہ کیا کرتے ہیں

شکر للہ کہ صنم آپ ہے ہر شکل حسیں
شربتِ وصلِ محبت سے پیا کرتے ہیں

لامکاں میں بے نشاں گر ہیں تو خیر الدین ہیں
در دو عالم جملہ شاں گر ہیں تو خیر الدین ہیں

زاہد ولے لو یہ ہم سے جنّت و حور و قصور
عشق میں جنّت نشاں گر ہیں تو خیر الدین ہیں

فِی قُلُوبِ الْمُؤمِنِین بیٹھک ہے میرے یار کی
مقصدِ سرّ نہاں گر ہیں تو خیر الدین ہیں

کس زباں سے کس دہن سے ہو بیاں صفت و ثنا
روح مثال و جسم جاں گر ہیں تو خیر الدین ہیں

سب کے سب وہ آپ ہیں اور کچھ نہیں شکل حسیں
برزخِ لَا یَبْغِیَاں گر ہیں تو خیر الدین ہیں

○

ظہور تو بمن شایاں ہوا انساں کی صورت
لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمْ بیاں قرآں کی صورت میں

نقوش و رنگ و بو سارے زمین و آسماں تارے
ہمارے واسطے پیارے نہیں تیری ضرورت میں

ہمارا تو تمہارے ہم سدا تیرے سہارے ہم
سبھی تیرے نظارے ہم لطافت اور کدورت میں

تیرا ہر آن میں جلوہ توئی ہر شان میں پیدا
بحُسنِ دلبراں چمکا توئی شایاں ظہورت میں

توئی دلدار ہے سب کا تجھی سے پیار ہے سب کا
توئی گھر بار ہے سب کا حسیں حور و قصورت میں

○

میں وہ بے نام ہوں سب نام حسن کا گیت گاتے ہیں
ہماری ذات کو دیر و حرم سب سر جھکاتے ہیں

مجھے ہی ڈھونڈتے ہیں سب ہیں سب کے ساتھ ہوں ہر دم
جو ہستی سے گزرتے ہیں وہ فوراً مجھ کو پاتے ہیں

ہیں وہ پستی ہوں جو تھامے ہوئے ہوں ہر بلندی کو
میرے سب زیر پائے ہیں مجھے سر پر اٹھاتے ہیں

میں وہ ہوں سینِ انساں کا جسے یاسین کہتے ہیں
دلِ قرآں ہوں ہر شان میں مجھ کو ہی پاتے ہیں

ضیائے عشق ہوں عُشّاق ہوں معشوق ہوں سب کا
حسینوں کی بزم میں میر مصدر نام پاتے ہیں

○

اے شاہِ بُتاں موہے درس دکھا ہوں نکاری کٹاری نہ کھاتے مر دل

موہے گاری تہاری پیاری لگیں لب لعل کا نقشہ بنائے دھروں
اے غنچہ دہن گلِ لالہ چمن لٹا تن من دہن سَن اگورد کفن
لیا خال نے مال منال سبھی اب جُلت کی ارپن کیائے کروں
راجنپت بھوپ انوپ تمہیں دو جگ میں انند سروپ تمہیں
آنند پیا نورسند پیا مُکھ چند پسند کجائے کروں
مورے لال دیال نہال کرو پرتپال کمال بحال کروں
توری داسی نراسی اداسی پیا کٹو پھانسی نہ ہانسی کرائے مروں
ہر رنگ میں ہر ہر رنگ پیا ہر انگ کا ہر ہر انگ پیا
موری میلی چُنریا کو رنگ پیا تورا نسدن جاپ جپائے کروں
گیاں ستیاں تلانسی میں کانسی پوری اپناسی پیا راجہ سانسی پوری
گیا پاپ کا تاپ جو آپ ملے اب کونسا جاپ جپائے کروں
تورا پیارا نجارا ہے نینن میں سنسارا خوارا ہے بینن میں
بے چین حسین کا نون گیا اِس نقطے کو ح پہ فدائے کروں
بس خیر حسین رہا نہ رہا نہ رہا تو حسین کہا نہ کہا
اب کیا ہی لکھوں اور کیا باچوں اب کیا ہی جپوں اور کیائے کروں

○

پیا آؤ رے درس دکھاؤ مجھے اِس بپت کٹھن میں گھیری ہوں
اِس بپت سے آئے چھڑاتے نہیں کیا اور میں کس کی چیری ہوں
بن درس کے گجرت برس رہے اور نین درس ہی کو ترس رہے
اب گھن کی نیائیں برس رہے پیا ترس کرو میں تیری ہوں
ہر گھات میں گھات لگاتے رہے گھٹ گھٹ میں آپ سمائے رہے
نحن اقرب تات سناتے رہے ہوں بن بن پھری ڈھنڈیری ہوں

پیا بَل بَل جاؤں چھل بل یہ کیا پَل پَل چھل بَل ہم سے کثرت
پیا لٹک چلت پب دہرت دہرت پب دہرتت دہرت نگھیری ہوں
کیا کلمے کی بنسری باجت ہے یٰسین کی کھونڈی ساجت ہے
وَالشَّمس ہے مکھ وَاللَّیل جُلف کری بانکی نجریا نے ڈھیری ہوں
تیرے بھید کو بید نہ پاوت ہے نہیں شان قرآن بتاوت ہے
رَدُسّس تیرو گُن گاوت ہے اب ہوں کیا جاپ جپیری ہوں
سُنو حال سَکھی مورے، پیتم کا ہوئے شہر مدینہ میں جلوہ نما
بغداد کے باشی عرب سے چلے جالندھر آئے پر پیری ہوں
آہا آپ ہیں آپ سمائے رہے شاہ خیر ہو درس دکھاتے رہے
دن رین ہے چین حسین کرت ہر ہر ہر رنگ دکھیری ہوں

چل ملئے خیر بہار تائیں
دو عالم دے سردار تائیں

○

اَج راجے سانسی میلہ ہے جتھے اِک فقیر اکیلا ہے
پر سچے گرو دا چیلا ہے جس دیکھیا گرو دیدار تائیں
چل ملئے خیر بہار تائیں دو عالم دے سردار تائیں
ایہہ دُنیا اِک نمائش ہے پیدائش ہے آرائش ہے
ایہہ مالک دی اَزمائش ہے کوئی سمجھے گا اسرار تائیں

چل ملئے خیر بہار تائیں
دو عالم دے سردار تائیں

○

قادر نے کھیل رچایا ہے کرتا کریا بن آیا ہے
ہر ہر وچہ آپ سمایا ہے کوئی دیکھے سرجنہار تائیں
چل ملئے خیر بہار تائیں
دو عالم دے سردار تائیں

کیا جنگل دے وچ منگل ہے کتے مجرا ہے کتے دنگل ہے
ہر طور پریم دا سنگل ہے سب چھوڑ آئے گھربار تائیں
چل ملئے خیر بہار تائیں
دو عالم دے سردار تائیں

قوّال گوّیئے گاتے ہیں توحید کی شمع جلاتے ہیں
عشاق دہیں جل جاتے ہیں جو پاتے ہیں اسرار تائیں
چل ملئے خیر بہار تائیں
دو عالم دے سردار تائیں

کئی جوگی جنگم سنت آئے کئی سادھ مہنت اکنت آئے
ہور پیر فقیر بے انت آئے کئی ترس رہے دیدار تائیں
چل ملئے خیر بہار تائیں
دو عالم دے سردار تائیں

کئی روشن دل انسان آئے کئی ویکھن ربدی شان آئے
کئی پیٹ بھرن حیوان آئے کئی سنن آئے گفتار تائیں
چل ملئے خیر بہار تائیں
دو عالم دے سردار تائیں

کئی بن مجدد اجیادی کئی یار حلولی اتحادی
کوئی ورلا صوفی آزادی جو ہر ہر دیکھے یار تائیں

چل ملئے خیر بہار تائیں
دو عالم دے سردار تائیں

جتھے شاہ حسین دا ڈیرا اے — اوتھے کوئی نہ شام سویرا اے
اوہ جگت گرو جگ پھیرا اے — جپ جپ حیدرِ کرار تائیں
چل ملئے خیر بہار تائیں
دو عالم دے سردار تائیں

○

میں خوشنودئے اہلِ دل چاہتا ہوں — نہ بہبودیئے آب و گل چاہتا ہوں
تمنائے جنت نہ ہے خوفِ دوزخ — میں وہ ھَل اَتیٰ کا محل چاہتا ہوں
میں ہوں عندلیبِ گلستانِ انساں — یہی بے مثل کی مشل چاہتا ہوں
زہے مَن رّاٰنِی کی سمجھی بشارت — نہ عشقِ خدا میں عقل چاہتا ہوں
تماشائے کثرت میں وحدت ہے شایاں — یہ تیری نقل میں اصل چاہتا ہوں
بہر شاں بہر آں تجھے دیکھتا ہوں — نہ موسیٰ کا طورِ جبل چاہتا ہوں
شہِ خیر ہیں راجہ سانسی میں روشن
بپائے حسیناں دخل چاہتا ہوں

○

کہیں کس کو ہم کون آئے ہوئے ہیں — یہ سب نام کس نے رکھائے ہوئے ہیں
اول نام بے نام اَحدُ الصّمد ہے — گئے بھی نہیں ناہیں آئے ہوئے ہیں
دوئم نام وحدت جو ہے علمِ مجمل — حقیقت محمدؐ سجھائے ہوئے ہیں
سوئم واحدیت ہے تفصیلِ علمی — کہ اعیان خلقی بتلائے ہوئے ہیں
چہارم ہے روحِ پاک ہر شش جہت سے — کہ روحِ محمدؐ کہلائے ہوئے ہیں

پنجم نام مطلق مثالِ محمّد — کہ دارُالنجزا جو لکھائے ہوئے ہیں
ششم جسم مطلق ہمہ عرش و فرشم — یہ تحتَ الثّریٰ تک جگائے ہوئے ہیں
یہ تفویضِ اَحْسَن ہے حُسنِ ازل کا — ہمہ شان اُس پر فدائے ہوتے ہیں

خدا کی خدائی میں ہے اسمِ اعظم
حسینؑ بن کے عالم میں آئے ہوئے ہیں

چشم نامہ

نورِ جمالِ حق کا ہے دیدار آنکھ میں — حُسنِ ازل چمکتا ہے یار آنکھ میں
دو چار کیا ہزار بے شمار آنکھ میں — اللہ نبیؐ کا دیکھ لے دربار آنکھ میں

حسن حسینؑ ہے آج نورِ بار آنکھ میں

جلوہ خدا کا آنکھوں میں حاضر حضور ہے — آنکھوں میں نحنُ اَقرَبُ آنکھوں سے دور ہے
نورِ نظر جو دیکھ لے وہ مثلِ طور ہے — ایسا بھرا ہے یار نے اسرار آنکھ میں

حُسنِ حسینؑ ہے آج نورِ بار آنکھ میں

ظلمت بھری بھی آنکھ ہے معراج آنکھ میں — ہیں دو جہاں کے سارے کام کاج آنکھ میں
جس کی ہوس ہے کل کو سو ہے آج آنکھ میں — ہے نقد آج ہے نہیں اودھار آنکھ میں

حسنِ حسینؑ ہے آج نورِ بار آنکھ میں

آنکھیں ہی ابوجہل ہیں آنکھیں ہی ہیں رسول — آنکھیں ہی ردّ و قد ہیں آنکھیں ہی ہیں قبول
آنکھیں ہی زیر و زبر پیش عُمق عرض و طول — ہے کثرت و وحدت کی ہر بہار آنکھ میں

حسنِ حسینؑ ہے آج نورِ بار آنکھ میں

آنکھوں میں راج بھاگ ہے آنکھوں میں تخت و تاج — آنکھیں ہی شوخ و شنگ ہیں آنکھوں میں شرم و لاج
ہے آنکھوں کا بازار گرم آنکھوں کا بیوپار — ہے مظہرِ صفات کی گل زار آنکھ میں

حسنِ حسین آج نورِ آنکھ بار میں

عاشق نے تیر کھایا تو کھایا ہے آنکھ سے پیّا کا بھید پایا، تو پایا ہے آنکھ سے
آنکھوں میں نشہ آیا تو آیا ہے آنکھ سے کیسی نشہ کی تار ہے اِس تار آنکھ میں

حسنِ حسین ہے آج نورِ آنکھ بار میں

آنکھوں سے آنکھیں لڑ گئیں تو جنگ ہو گئے آنکھوں کے مارے بادشاہ ملنگ ہو گئے
اللہ سے مل گئے وہ انگ سنگ ہو گئے تیر و تفنگ ترکش و کٹار ہو گئے

حسنِ حسین ہے آج نورِ بار آنکھ میں

حاجت نہیں ہے بولنے کی چار آنکھ میں سنتے سمجھتے کرتے ہیں گفتار آنکھ میں
تکرار بھی اقرار بھی انکار آنکھ میں کیا بھر دیا ہے جادوئے عیّار آنکھ میں

حسنِ حسین ہے آج نورِ بار آنکھ میں

چشمان کوز را چہ کند زلفِ سیاہ فام نادیدہ را چہ خال و خط چہ دانہ و چہ دام
چشمِ ایاز کردہ است غزنوی غلام مُسلِمُ الْاِیْمَانْ وَالْکُفَّارْ آنکھ میں

حسنِ حسین ہے آج نورِ بار آنکھ میں

اللہ فقیر بیعت کرے آنکھوں کے نیاز آنکھوں میں جلوہ گر ہے وہ جس کے ہیں کل ناز
آنکھیں نیاز ہو گئیں آنکھوں کا دیکھ راز حسنِ ازل جو دیکھا پدیدار آنکھ میں

حسن حسین ہے آج نورِ بار آنکھ میں

آنکھوں کی پیر کے ہوئیں آنکھیں مرید آ آنکھوں میں آنکھیں مل گئیں تو مدعا ملا
حاجت نہ کچھ رہی ہے ہمیں مئے سے ساقیا تیری نگاہ نے بھر دیا سرشار آنکھ میں

حسنِ حسین ہے آج نورِ بار آنکھ میں

آنکھوں میں جلوہ گر ہوئی مَازاغ کی ضمیر وَمَا طَغٰی کی دیکھ لے قرآن میں نظیر
آنے لگے معراج کے آنکھوں میں ہی سفیر ہے رُؤیتِ اَللّٰہ کا دیدار آنکھ میں

حسنِ حسیں ہے آج نورِ بار آنکھ میں

یوسف سا حسن مصر کا بازار آنکھ میں | ہے لیلیٰ و مجنوں کا سبھی پیار آنکھ میں
گھائل ہوئے ہیں رومی و عطار آنکھ میں | سودا ابھی آنکھ میں ہے خریدار آنکھ میں

حسنِ حسیں ہے آج نورِ بار آنکھ میں

فِی هٰذِهٖ اَعْمٰی ہے جو اندھا وہ آخروں | چاہے جو آج دیکھ لے بِالْغَیْبِ یُؤْمِنُوْنَ
ہے ہر نفس کے بیچ مگر جائے تُبْصِرُوْنَ | بجلی کا کاروبار چمک دار آنکھ میں

حسنِ حسیں ہے آج نورِ بار آنکھ میں

آنکھیں ہی کرنا چاہتی ہیں آنکھوں سے ہمسری | آنکھوں کی آنکھیں کرتی ہیں الفت سے دلبری
آنکھوں میں آنکھیں پھنس گئیں نہ ہو سکیں بری | معشوق کے دیدار کی بہار آنکھ میں

حسنِ حسیں ہے آج نور بار آنکھ میں

تیرِ نظر نے کر لیے شکار صد ہزار | عشاق کی فراق سے آنکھیں ہیں زار زار
حسنِ صنم کے ناز سے آنکھیں ہیں رازدار | ہیں گولیاں بندوق کی طیار آنکھ میں

حسنِ حسیں ہے آج نورِ بار آنکھ میں

آنکھوں سے دور جاننا علمُ الیقین ہے | پھر دیکھ کر پہچاننا عینُ الیقین ہے
وحدت کا ہووے جاننا حقُّ الیقین ہے | شاید ہی کوئی آنکھ ہو ہزار آنکھ میں

حسنِ حسیں ہے آج نورِ بار آنکھ میں

در آب چوں حباب یہ ہے حال آنکھ کا | نقش و نگار خلق جان و مال آنکھ کا
گلشن میں پھیلا ہے قیل و قال آنکھ کا | ہے لِیْ مَعَ اللہ کی ضیاء بیدار آنکھ میں

حسن حسیں ہے آج نورِ بار آنکھ میں

آدم کا شان آنکھ میں ابلیس آنکھ میں | آنکھوں میں سلیمان ہے بلقیس آنکھ میں
سارا جگت ہے آنکھ میں جگدیش آنکھ میں | نادار آنکھ میں ہے تاجدار آنکھ میں

حسنِ حسین ہے آج نورِ یار آنکھ میں

اللہ کی ذات نورِ بحرِ بے کنار ہے   لہر و حباب جس میں خلق بے شمار ہے
اُلو کو آفتاب ہی تاریک و تار ہے   عرشِ خدا یہ دِل کا ہے بیدار آنکھ میں

حسنِ حسین ہے آج نورِ یار آنکھ میں

سارا جہاں زمین و آسمان آنکھ میں   کان و نبات آنکھ میں حیوان آنکھ میں
جامع جمیع حضرت انسان آنکھ میں   رُوحُ الْاَمِیْن کی دیکھ لے رفتار آنکھ میں

حسنِ حسین ہے آج نورِ یار آنکھ میں

بحرِ عمیق بے کنار مے طہور ہے   اَحَدُ الصَّمَدْ نقد شراب نُوْرُ النُّوْر ہے
شانِ خدا چہ خضر چہ موسیٰ وُ طور ہے   نزدیک ہے نہ دُور ہے دلدار آنکھ میں

حسنِ حسین ہے آج نورِ یار آنکھ میں

آنکھوں سے آنکھ لڑ مریں واللہ بے نظیر   آنکھیں مرید ہو گئیں آنکھیں ہیں دستگیر
آنکھیں حُسین کی ہوئیں آنکھیں بنذر پیر   مے صاف کا سرور ہے سرشار آنکھ میں

حسنِ حسین ہے آج نورِ یار آنکھ میں

○

اِک ذرہ بے مقدار ہوں میں   ہر حال توئی نادار ہوں میں
یا حیُّ علیمُ مرید توئی تیرے علم کی قلم تیار ہوئی   اے ہر آغاز کے رازِ نہاں ہر کار توئی بیکار ہوئیں
ہر اسم توئی ہر جسم توئی ہر طور توئی ہر قسم توئی   ہر عین کا عین عیاں توئی ہر ناز تیرا سرشار ہوئیں
ہے روح و مثال ہوئی ہست توئی در عین شہادت مست توئی   ہر دست یدُ اللہ وجہُ اللہ تیرے مظہر کا اظہار ہوئیں

اے نورِ قدیم علیم شہا یا اَحَدْ لا یا اَلْمُبِیْن نما
ہر شان میں حسن و حسین ضیا تیرے حسن کا گرم بازار ہوئیں

○

یاغوث الاعظم ذُوالعُلیٰ میں آپ کا نادار ہوں
بس ہوں ہمہ تن آپ کا بے دست بے ہتھیار ہوں

تجھ بن نہ کوئی کچھ میرا لیکن بھروسہ ہے تیرا
اِسم و مسمّیٰ ہے توئی میں آپ کا آثار ہوں

بس کچھ نہیں تیرے سوا گر ہوں تو ہوں تیری رضا
تجھ بن نہ کوئی یار ہے نہ میں کسی کا یار ہوں

مجھ کو نہ میرا کچھ پتہ میں کون ہوں تیرے سوا
بس ناتواں ہوں اس قدر ہر کار سے بیکار ہوں

اے بحرِ حسنِ بے مثل یا لَایَزَالُ لَم یَزَل
تیرا حسیں ہے تجھ میں حل اک نقطۂ بے مقدار ہوں

○

تیری ذات لَا اِنتَہَا دیکھتا ہوں
نہ حدّ و حصر نہ خلا دیکھتا ہوں

بہر آن ہر شان شائع صنائع
نہ کچھ کوئی تیرے سوا دیکھتا ہوں

وہ اب ہی فنا ہے جو تیرے سوا ہے
بہر حال تجھ کو بقا دیکھتا ہوں

تیرا نور کونین میں جلوہ گر ہے
کہ خالق ہی خلقت نما دیکھتا ہوں

بہیں ہر حسیں میں حسن کی شعاعیں
حسینوں کا ناز و ادا دیکھتا ہوں

○

شاہِ سوار ذُوالفقار یار تمہیں ہو
شاہِ مدار حیدرِ کرّار تمہیں ہو

مشکل کشائے عالمین و شاہِ اولیاء
اللہ کے مختار کے مختار تمہیں ہو

بہترِ خدا بحرِ سخا نورِ بقا ضیاء
مثلِ تو بے مثال یارِ غار تمہیں ہو

علم خدا کے باب کامیاب فیضیاب
ہر حال لَایَزَال باوقار تمہیں ہو

حسنین کے دربار میں جاروب کش حسینؔ
دستم بگیر پیر نامدار تمہیں ہو

○

وہ شاہِ ناز ہیں حسنِ ازل جلوہ نما دیکھو
یہ وہ شاہباز ہیں جو لامکاں میں تھا سنا دیکھو

یہی ہے وہ وہی ہے یہ خدا را اَحوَلی چھوڑو | نہ وہ اس سے جدا جانو نہ یہ اس سے جدا دیکھو
نظارہ مَن رَآنِی کا بگوشِ دل اگر سنیئے | نظارہ عَبْدُہٗ ہر آن میں ہر جا بجا دیکھو
جسے سنتے تھے مدت سے کبھی ہوگا کہیں ہوگا | اسے فی الحال دیکھو گر سوا اس کے فنا دیکھو
جہاں تم آپ بن بیٹھے وہاں اس کو کہاں پاؤ | فنا جب آپ کو پاؤ تو اس کو تب بقا دیکھو
وہ ظاہر خود دریں مظہر جمال اللہ کمال اللہ | صلوٰۃُ اللہ سلامُ اللہ عجب سرِّ خدا دیکھو

حسینؔ حسنِ ازلی ہے یہی انساں دو عالم میں
خدا کا مدعا نورِ خدا خیرُ الوریٰ دیکھو

○

اے گلِ رعنا کہ وحدت کوئے تو | ہر دو عالم جود و رنگ و بوئے تو
اے بتِ رشکِ بتانِ آذری | سجدہ گاہِ ہوشیاں ابروئے تو
گرچہ گیسو عنبریں غیر تو نیست | یک دل بستند موئے موئے تو
بستہ ام دل خستہ ام شاہا بیا | کے توانم جز تو آیم سوئے تو
تاجدارانِ جہاں خاکِ درت | کس ندیدم جز حسیں خوش خوئے تو
اَنْتَ خَیْرُ الرّاحِمِیْنَ خَیْرُ الْوَرٰی | خیر مقدم خیرِ ما خوش بوئے تو

بس گرسنہ تشنہ لب آمد حسیں
بر درِ دولت لبالب جوئے تو

○

اے میرے سودائے سر تجھ کو مبارک باد ہو | سر میرا ہو گھر تیرا اس گھر میں تو آباد ہو
مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ میم ہے شانِ الف | درحقیقت آب ہے نرگس ہو یا شمشاد ہو
ہم تیرے دربار میں آئے ہیں رستہ بھول کر | اے ہماری گمرہی ناشاد نہ ہو شاد ہو
جز تمہارے کچھ نہیں ہر دو جہاں میں رو نما | کون ہے جز آپ کے جس سے میری امداد ہو

آپ کے کہلاتے ہیں خواہ بُرے ہیں یا بھلے　ہم کہاں جائیں تیرا در چھوڑ کر ارشاد ہو

دوسرا ہیں کون ہے اب دُوسرا تیرے سوا
خاکِ بوسِ آستاں مسکیں حسیں دلشاد ہو

○

اے یار کردگار ہمہ شانِ نو بنو　دے بحرِ بے کنار ہمہ آن نو بنو
واجب قدیم ذات ہے ذہن و ذکا سے پاک　لیکن عیاں حدوث میں امکانِ نو بنو
تو ایک ہی انیک ہے ہر ایک میں ہے ایک　ہے راگ تو بھاگ ہمہ تانِ نو بنو
پس ایک جام دے کے مجھے مست کر لیا　فی کُلِّ یَوْمٍ آئے ہو فی شانِ نو بنو
شاہِ شہاں جانِ جہاں کون و مکاں توئی　پانی ہے ایک دجلہ و عمّان نو بنو

بحرِ حسن توئی ہمہ حسنین ہم توئی
عشاق نو بنو مدح خوان نو بنو

○

غور سے دیکھا ہے جس نے ساقئ سرشار کو　ہوش میخواری کے باقی کب ہیں اُس میخوار کو
دل ہیں دلبر دیکھتے ہیں فی قُلُوبِ المؤمنین　آشنائی کا مزا ہے دیدۂ بیدار کو
بھول جاتے ہیں مذاہب ملت و اسم و صفات　جس نے دیکھا ساقئ معصوم کے دیدار کو
جان و ایماں دے کے لیتے ہیں شراب بیخودی　نورِ اللہ سے مجلّی پاتے ہیں گھر بار کو
تشنۂ حجاز کی یا ساقیا لینا خبر　دوڑ کر مے نوش آئے ہیں تیرے دربار کو

بے وطن بے زر حسیں نادار ہے اور ناتواں
آج مالا مال لالہ لال کر نادار کو!

○

کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُہَوِّدَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ - انتہیٰ حدیث قدسی

اَلَایَا اَیُّھَا الْعَبْدِیْ تجھے انساں بناتا ہوں
یہی ہے نقطۂ علمی میرا میں خود جتاتا ہوں

ارادے کی قلم میں نقطۂ انساں دکھاتا ہوں
تو میرا ہے میں تیرے قلم سے دفتر لکھاتا ہوں

تو مُجمل ہے تجھے اب ہی مفصل کر دکھاتا ہوں
تو وحدت ہے تیری کثرت میں تجھکو ایک پاتا ہوں

تو میرا سرّ ہے میں تجھ کو اپنا گھر بناتا ہوں
میرے اُمّی لقب علمِ لُدنّی راز کو پاؤ

میرے معصوم کثرت کی منزل میں امن پاؤ

○

تیرے آنے کی خاطر بنگلہ تیار کر رکھا
زمین و آسماں ہر شے میں تیرا پیار بھر رکھا

بقدِ یک دگر چودہ بھون اسرار بھر رکھا
تمہارے عیش کی خاطر گرم بازار کر رکھا

شرابِ صاف کا بادل جو رحمت بار کر رکھا
زمین نے سن کے آمد پوششِ گلزار کر رکھا

تمہارے نور سے کونین کو سرشار کر رکھا
کہ سرعت سیر نقطہ ہے شہِ دربار کو پاؤ

بنو امداد کا چشمہ مذاہب میں نہ پھنس جاؤ

○

تمہارا میزباں ہوں تم میرے مہمان ہو سارے
میانِ واجب و امکان کے انسان ہو سارے

زمین و آسماں میں شیشۂ رحمان ہو سارے
قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْں ہے کیا بھلا نادان ہو سارے

مجھے ہر شان میں دیکھا کرو قربان ہو سارے
بھلائی ہو سچائی ہو تو میری جان ہو سارے

ڈراتا ہوں برائی سے جہنم دان ہو سارے
وہ لے مہماں نوازی میں مجھے ہوشیار تم پاؤ

مذاہب کی تقیُّد سے نکل انسان بن جاؤ

○

بنواں سنو تم مشورہ اپنی بھلائی کا
ببیں حقُّ الْیَقِیْں در آن و ایں نورِ خدائی کا

مراتب کی حفاظت میں قدم رکھو صفائی کا
لحاظ و امتیازِ آگ پانی کی جدائی کا

کہاں بیوی کا ہے رتبہ کہاں ہے بہن بھائی کا
بنظرِ صاف گر دیکھو ہے آئینہ صفائی کا

سبھی اطراف میں جلوہ عیاں ہے بے بہائی کا   پریمی ہو محبت سے رہو انصاف میں آؤ
مذاہب کی تقید سے چھٹو انسان بن جاؤ

قلیدِ جنتِ ماویٰ محبت ہے غریبوں کی   ہے غربا پروری عادت میری امیر حبیبوں کی
کہ مغروری میں دوری ہے قریبی ہے غریبونکی   غریبوں کیلئے جینا یہ برتی خوش نصیبوں کی
وَآتَنَا سَائِلَ تَنْہَرْ تلاوت ہے عجیبوں کی   نیابت پر وفاداری نوازش ہے مینیوں کی
انس اخلاق سے رہنا اصولیت مجیبوں کی   قدم چھو مو مقدم کے قدم کا نور تب پاؤ
بنو امداد کا چشمہ مذاہب میں نہ پھنس جاؤ

پسارا سب ہمارا ہے میں خود سارا پسارا ہوں   نہیں کچھ آسرا مجھ کو سبھی کا خود سہارا ہوں
نہیں تم کچھ سوا میرے میں سب کچھ آپ سیارا ہوں   دراٹ روپ سرگن ہوں میں نرگن بے کنارہ ہوں
سبھی کانوں میں سنتا ہوں سبھی آنکھوں کا تارا ہوں   میں ہوں ہر آن میں ہر شان میں سب کا پیارا ہوں
بنظرِ صاف گر دیکھو تو میں سب کا نظارہ ہوں   بھلا تم کون ہو اے خود پرستو صاف بتلاؤ
تعصب کی بلا سے چھوٹ کر انسان بن جاؤ

کہ ہم نے نور سے اپنے تجھے انساں بنایا ہے   تو پھر جونوں میں کیوں پڑتا ہے یہ کس نے بتایا ہے
کہ حیوانات کی خصلت میں اپنا دل لگایا ہے   جو خود غرضی ریاکاری و مکاری میں دھایا ہے
نہ لمبے کان ہیں نہ دُم رو لتے باز آیا ہے   کہیں کتے کی عادت ہے کسی سے چھین کھایا ہے
جو اس مضمون کو سمجھا وہ جونوں میں نہ آیا ہے   گرو کے ڈھور چرنوں کی بنو ہم جان ہو جاؤ
مذاہب کی تقید سے نکل انسان بن جاؤ

کہیں جاموس جنٹلمین سینگوں سے ڈراتا ہے   کہیں مکار لومڑ ہے کسی کا مال کھاتا ہے
کہیں حرص و ہوا میں غرق ہے عالم کہلاتا ہے   نصیحت ناصحا چغدانہ وش سورج دکھاتا ہے
کہ داہڑی بکرے کی چکلیوں میں دل لگاتا ہے   مگر پوشاک دیکھو صورتِ انساں دکھاتا ہے
تعصب میں جو جلتا ہے وہ کب الیشر کو بھاتا ہے   لباسوں کو نہ دیکھو تم قیاسوں کی طرف آؤ

بنو امداد کا چشمہ مذاہب میں نہ پھنس جاؤ

اشارہ پیر کامل کا سمجھ میں جس کی آیا ہے — دل اپنا صاف کر کے زمرۂ انساں میں آیا ہے
وہی خوشحال ہے فی الحال جس نے پیر پایا ہے — وہ نابینا ہوا بینا جسے جلوہ دکھایا ہے
وہ ہے نورِ علیٰ نور جو مہدی نے جگایا ہے — زمین و آسماں موتی کا مندر جگمگایا ہے
اسم اعظم مجسم ہے خدا نے کیا چھپایا ہے — کہ نقد حال ہے ہر دم اسے دیکھو اُسے پاؤ

تعصب چھوڑ دو دل سے سبھی انسان بن جاؤ

شہِ جیلاں کے دربار میں ہم گیت گاتے ہیں — گویّے تو نہیں مے نوش ہیں غوغا مچاتے ہیں
زہے گلزار ہے گُل گُل پہ بلبل چہچہاتے ہیں — حضورِ پُر سُرورِ نو بنو جلوہ دکھاتے ہیں
تعجب مت کرو یارو کہ کیا نغمہ سناتے ہیں — کہ مے جیسی ملے جس کو وہی آروغ آتے ہیں
ببزمِ عاقلاں ہم نغمۂ وحدت سناتے ہیں — بگوشِ دل اگر سنتے رہو تب یار کو پاؤ

اگر آرام چاہتے ہو حسیں کے حُسن کو پاؤ

حصہ دوم

اَلَایَا اَیُّهَا الْاِنْسَاں تجھے تم میں بلاتا ہوں — کرِیمیّت رحیمیّت دکھاتا ہوں جگاتا ہوں
نہ پیتا ہوں نہ کھاتا ہوں کھلاتا ہوں پلاتا ہوں — بچشمِ دل اگر دیکھو تو اک طُرفہ دکھاتا ہوں
فَمَنْ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰی یہی قرآں سناتا ہوں — ببیں اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا بتاتا ہوں
وہی ہوں میں نیا ہر آن میں جلوہ دکھاتا ہوں — کھلا درشن میرا ہر آن میں ہر شان میں پاؤ

مذاہب کی تقید سے نکل انسان بن جاؤ

میرے پیارو یہ نروارو سوا میرے نہ کچھ دہارو — جدہر دیکھو مجھے دیکھو ابھی لے دیکھنے ہارو
نظارہ سب ہمارا ہے میرے دیدار کے پیارو — سوا میرے نہ بن بیٹھو نہ ہر گز آپ کو جارو

ہر شٹی ہوں درشٹی ہوں جہاں کے بار بردار و — کسی کو نہ دکھاؤ نہ دکھو نرگن کے اوتار و

ہمارے روبرو گلزار ہیں گلشن کے گل خار و — مجھے تکلیف ہوتی ہے اگر تکلیف تم پاؤ

بنو امداد کا چشمہ مذاہب میں نہ پھنس جاؤ

ہے سکھی سکھیا کا نام نہ قیام بالوں پر — غنانت دل سے ہوتی ہے نہیں ہے دام بالوں پر

بزرگی عقل روشن سے نہیں ایام سالوں پر — ہدایت پیر کامل سے نہیں اپنے خیالوں پر

جٹا جوٹی رہو تم یا حجامت کے کمالوں پر — تعصب چھوڑ دو دل سے بزرگوں کی مثالوں پر

سدا انند پاؤ خوش رہو میرے جمالوں پر — پیارو سب ہمارے ہو میرے نرگن کے گن گاؤ

دوئی کے وہم باطل سے بچو انسان بن جاؤ

اُدھر سے جب اِدھر آئے نہیں کچھ ہاتھ میں لائے — کہو کس آسرے پر تم برہنہ ہی چلے آئے

نہ پلہ ہے نہ ٹلہ ہے جہاں کو لوٹنے آئے — وہی ہے اب تلک پیارو یہ گر بن کون سمجھائے

بنا لنکا پتی راون گیا کدھر یہ بتلائے — نہ دیوا ہے نہ بتی ہے نہ ملجائے نہ ماوائے

ہماری بادشاہی ہے جو لینا ہے تو لے جائے — اگر سادھو فقیر آئے کرو سیوا نہ گھبراؤ

مذاہب کی تقیّد سے نکل انسان بن جاؤ

جو راضی ہیں رضا میری پہ میں بھی اُن پہ راضی ہوں — نہ پنڈت ہوں نہ ملّاں ہوں نہ غازی ہوں نہ قاضی ہوں

میں ہوں ہر حال میں شایاں نہ مستقبل نہ ماضی ہوں — جہاں میرا تماشہ ہے میں اپنی لہو بازی ہوں

میں ہندی ہوں میں سندھی ہوں میں ترکی ہوں میں تازی ہوں — میں مندر میں پجاری ہوں میں مسجد میں نمازی ہوں

نیازِ غزنوی محمود ہوں نازِ ایازی ہوں — سوا میرے بھلا تم کون ہو اب آپ کو پاؤ

بنو امداد کا چشمہ مذاہب میں نہ پھنس جاؤ

ارے بندے خدا کے کیا تجھے اللہ ڈراتا ہے — خدا آفت نہیں ہے جو تجھے کھانے کو آتا ہے

جو بندے ملتے ہیں بندوں سے نظروں میں سماتا ہے — خدا اخلاص کو اخلاق کو الفت کو کھاتا ہے

رسولِ پاک کا اخلاق ہر دم سب کو بھاتا ہے — تخلّقوا پڑھو قرآن میں ہم جاں بناتا ہے

جسے مرشد ملا کامل وہی یہ راز پاتا ہے — شہِ جیلان کے دربار کے میخوار ہو جاؤ
دوئی کے وہم باطل سے بچو انسان بن جاؤ

جو ہے اس باغ کا مالی کہ جس سے کچھ نہیں خالی — وہ ہے ہر پھول ہر ڈالی کرے ہے سب کی رکھوالی
وہی ہر آن میں ہر شان میں ہے شاد خوش حالی — نہیں ہم تم بغیر اس کے وہی عیال و عیالی
وہ سب کے روم روم اندر بنامِ رام اقبالی — سچائی کو جو نہ مانے وہی ہے عقل سے خالی
اُسی کے نور سے سب ہیں کہ دنیا جس سے متوالی — اگر اس کو منانا ہے تو سب کے ساتھ ہو جاؤ
بنو امداد کا چشمہ مذاہب میں نہ پھنس جاؤ

اگر دیکھو کوئی اندھا کنوئیں کی طرف جاتا ہے — تجھے آنکھیں خدا نے دی ہیں تجھ کو آزماتا ہے
پڑوسی بھوک سے مرتے ہیں تو مُنعم کہلاتا ہے — اگر داماد آجائے عجب کھانے پکاتا ہے
فقیروں کے لئے دربندیاں پہرے لگاتا ہے — مصیبت میں کسی کو دیکھ کر آنکھیں چراتا ہے
گداؤں بے نواؤں کو تو گھُرکی سے ڈراتا ہے — ڈرو خالق سے تم بھی ایک دن ایسے نہ ہو جاؤ
مذاہب کی تقلید سے نکل انسان بن جاؤ

تمہیں ہے قوتِ بازو ترازو کو سنبھالو تم — تمہیں ہے بے غمی تو غمزدوں کا غم اٹھالو تم
غریبوں بے نواؤں پر نظر اُلفت کی ڈالو تم — اگر ہو آدمی تو آدمی کی جان پالو تم
غنیمت وقت ہے زریں یہ غفلت میں نہ ٹالو تم — یہی سوداگری ہے اس جہاں کی گر کما لو تم
یہی ہے روشنی دل کی سنو نازک خیالو تم — جو نرگن آپ ہے سرگن بُرا ہے کون بتلاؤ
بنو فیاض عالم میں مذاہب میں نہ پھنس جاؤ

مبارک زندگی تیری ہے اوروں کے لئے جینا — وگر اپنے لئے جیتا ہے مر جا کھا کے یہ جینا
خجستہ زندگی نوشیرواں حاتم جیا جیسا — اگر جیتا ہے ہر دل میں تو جیتا رہ سدا جینا
میرے منتر کو وہ جانے جو ہووے دانا و بینا — وَ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ پیو اخلاق کا مینا
اگر آتے ہو عالم میں دلوں سے چھوڑ دو کینہ — حجامت کیا کرامت ہے نہ بالوں ہی میں پھنس جاؤ

بنو امداد کا چشمہ مذاہب میں نہ پھنس جاؤ

ذرا دل میں نظر ڈالو کہاں سے یہ خطاب آیا — فلانی سلطنت کا بادشاہ باآب وتاب آیا
فلاں راجہ مہاراجہ یہ دِلّی کا نواب آیا — کہ جن کے خوانِ یغماں میں شراب آیا کباب آیا
کہیں مثلِ سراب آیا کہیں شاداب آب آیا — یہ نورِ ذات ہے بن کر وہی لہر وحباب آیا
رہو آداب سے دنیا میں ظاہر خود جناب آیا — بھلوں کے سنگتی بن کر بُری محفل میں مت جاؤ

دوئی کے وہم باطل سے بچو انسان بن جاؤ

تجارت نوکری جاگیر پر تیرا گزارہ ہے — تو کیا مر جائیں وہ جن کا نہ کوئی بھی سہارا ہے
تمہارے آزمانے کو پھرے وہ مارا مارا ہے — ولے سب فیل و پشّہ کو کہو کس کا سہارا ہے
یہ جس کا سب پسارا ہے اسی کا مال سارا ہے — تمہیں ہے قید دہٗ دش کی ولے وہ بیکنارا ہے
خودی کو چھوڑ دو دل سے یہ سر پر بوجھ بھارا ہے — خدا اخلاق چاہتا ہے تعصب میں نہ رہ جاؤ

دوئی کے وہم باطل سے بچو انسان بن جاؤ

نکالو اِک ٹکہ دینار سے ہوشیار ہو جاؤ — زکوٰۃ مال تم پر فرض ہے اس کو نہ کھا جاؤ
یہ ان کا ہے جو نہ مانگیں تم ان کو آپ پہنچاؤ — وہ دے دو فی سبیل اللہ نہ تم غدار بن جاؤ
جو بازاروں میں مانگیں ان کا حصہ اور ٹھہراؤ — نہ کچھ لائے نہ کچھ لے جائیں گے یہ دل کو سمجھاؤ
فقیر آتے بلا جاتے دلوں میں گیت یہ گاؤ — جو دیتا ہے وہ لیتا ہے کھلاؤ آپ پھر کھاؤ

بنو فیاض عالم میں مذاہب میں نہ رہ جاؤ

سبھی پیٹھوں گر ننھوں ہیں سے گھاٹو گھال ہتھوں دیہہ — کہ جس نے دیہہ تمہیں بخشی ہے اسکی دیہہ کا ہالا دیہہ
حساب اللہ کا جس طرف ہے باقی ہے عاقی بیہہ — پکڑ کر لائیں گے جم دُوت بولو کیا کہیں گے یہ
نہ کچھ لاتے نہ کچھ لیجائیں گے دینار یک دو سہ — نہ دانا ہی بنانا جانتے ہو آگ پانی کہیہ!
نہ ہو جب گاؤں پہ قبضہ کہاں پھر شاملات دیہہ — کہ دانتوں کو نہ آنتوں کو بنا جانو یہ بتلاؤ

دوئی کے وہم باطل سے بچو انسان بن جاؤ

سنو اولادِ آدم کی تجھے خالق بلاتا ہے ۔۔۔ تمہاری شکل میں رہتا ہے تم کو آزماتا ہے
وہ نحنُ اَقرب فرماتا ہے تم کو سناتا ہے ۔۔۔ وہ ہر لیلی و مجنوں بن کے خود جلوہ دکھاتا ہے
نہ پیتا ہے نہ کھاتا ہے کھلاتا ہے پلاتا ہے ۔۔۔ وہ ناداروں کی صورت میں امیری آزماتا ہے
یہ سارا خواب ہے جو پردۂ غفلت اٹھاتا ہے ۔۔۔ یہ ناداری امیری کچھ نہیں بیدار ہو جاؤ

مذاہب کی تقیّد سے نکل انسان بن جاؤ

خدا کو اپنی اپنی بولیوں میں ہی پکارو تم ۔۔۔ عمر کو اپنی اپنی ٹولیوں میں ہی گزارو تم
مگر سوچو ذرا ان بولیوں میں ہی بچارو تم ۔۔۔ کہ سب کا کون ہے خالق تو ہو کس کے پیارو تم
حسد ہے دودھ میں سرکہ سنو اے شیر خوارو تم ۔۔۔ بہار آئی ہوئی ہے دیکھ لو اے شہریارو تم
یہاں انصاف سے رہنا غریبوں کو نہ مارو تم ۔۔۔ نہ سرکہ دودھ میں ڈالو دلوں میں درد ٹھہراؤ

بنو امداد کا چشمہ مذاہب میں نہ پھنس جاؤ

پڑھو ویدوں کتابوں میں گرنتھوں میں بچارو تم ۔۔۔ پڑھو انجیل روح اللہ مسیح کے انتظارو تم
وَمَن کَانَ هٰذَا اَعْمٰی سدا اندھا شمارو تم ۔۔۔ اشارہ وَابْتَغُوا کا ہے ذرا اس کو چتارو تم
ملو انسان کامل سے سنو اس کی بچارو تم ۔۔۔ یہی دیدار ہے دیکھو خدا کے انتظارو تم
پڑھو قرآن مَسَاکِین وَالْغُرَبَا پیارو تم ۔۔۔ سدا ہے ایک کی جے ایک ہی ہے ایک ہو جاؤ

تعصب کی تقیّد سے نکل انسان بن جاؤ

مسلم ہو اگر ایماں اُسے مومن صفا کہئے ۔۔۔ قُلُوبُ الْمُؤمِنِین عرشِ خدا ہے اور کیا کہئے
دوئی سے ہیں جو ہووے اسے ہندو صفا کہئے ۔۔۔ جو کھائے بھیلنی کے بیر اس کو کیوں بُرا کہئے
جو ہر دم سدھ ہو خالص اسے ہم خالصہ کہئے ۔۔۔ نہ دیکھے دشمنوں کو جنگ میں وہ نرملا کہئے
پیاسوں کو چھکاوے جل گرو کا لاڈلہ کہئے ۔۔۔ نہ جس کو لاگ ہے تر بھاگ ہے پاپی نہ بن جاؤ

دوئی کے وہم باطل سے بچو انسان بن جاؤ

یہی مومن یہی ہندو نہ کوئی دوسرا کہئے ۔۔۔ یہی ہے خالصہ خالص یہ ستھرا ہے ریا کہئے

نہ ایکو برہم دوتیا ناشتی جاناں تو کیا کہیئے — یہودی ہو نصاریٰ ہو کسی کو نہ بُرا کہیئے
کہ جس کا وہ اُسی کے تم یہ بارم بارہا کہیئے — وہی ہر ہر میں پرگھٹ ہے بھلا پھر اور کیا کہیئے
اُسی کا سب پسارا ہے تو پھر کیوں دوسرا کہیئے — خدا کو ایک ہی مانو سبھی مل ایک ہو جاؤ
مذاہب کی تقیدؔ سے بچو انسان بن جاؤ

باسم اللہ اَحدیت کو وحدت کا خیال آیا — یہ مجمل علم کا نقشہ محمدؐ کا جمال آیا
تعینِ اوّلیں ہے برزخِ کبریٰ اُجبال آیا — مفصل ہو کے خود اعیان میں وہ لایزال آیا
مراتب تین۳ علمی قوس واجب میں تعال آیا — ضیائے قوس واجب قوس ممکن خوش خصال آیا
اَنَا مِنْ نُورِہٖ روحِ خلائق فی المثال آیا — وہ مطلق جسم ہے درجسمہائے فی الحال گر پاؤ
بنو امداد کا چشمہ مذاہب میں نہ پھنس جاؤ

بذاتِ خاص خَیرُ الوَارِثِین در شکلِ میم آیا — شہِ خیر الورےٰ اصلِ علیٰ علمِ علیم آیا
وصی مشکل کشا حسنین ہو دُرِّ یتیم آیا — براہِ کربلا بغداد میں فہمِ فہیم آیا
زہے قسمت بسیرِ ہند کیتھل میں کریم آیا — کہ طاہر بندگی لاہور میں گلشن نسیم آیا
کلانوری بٹالہ میں ضیاء بن کر عظیم آیا — بشانِ قادری جالندہری قائم مقیم آیا
بشکلِ شاہ خیر الدین صِرَاطَ المُستَقِیم آیا — حسینِ خیر راجہ سانسوی سے راز گر پاؤ
بنو فیاضِ عالم میں مذاہب میں نہ رہ جاؤ

○

کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ
ہے پیر میرا سبحان اللہ

ہے بسم اللہ ہر اسم اللہ — خود جسم اللہ خود جان اللہ
ہر طور اللہ ہر قسم اللہ — ہر آن اللہ ہر شان اللہ
کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ — ہے پیر میرا سبحان اللہ

بے صورت صورت بن آیا   واجب ممکن روپ وٹایا
اَلْقَول سیم دیدار دکھایا   خود فرمایا صَلِّ اللہ
کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا للہ
ہے پیر میرا سبحان اللہ

بحرِ قدم جب لہر اُٹھائی   نہ بیٹا نہ باپ نہ مائی
خود سورہ اخلاص سنائی   ہر حادث کی جان اللہ
کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا للہ
ہے پیر میرا سبحان اللہ

اَحَدٌ صَمَدٌ ذات الٰہی   ہر ممکن وچ جس دی شاہی
نہ کاغذ نہ قلم سیاہی   خود اپنا عرفان اللہ
کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا للہ
ہے پیر میرا سبحان اللہ

سب دا اوّل سب دا آخر   سب دا باطن سب دا ظاہر
ہر صورت دا آپے ماہر   کون کہے نادان اللہ
کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا للہ
ہے پیر میرا سبحان اللہ

اُحدیّت میں خوف نہ کوئی   صمدیّت میں جوف نہ کوئی
نہ طواف و طوف نہ کوئی   حسن حسین انسان اللہ
کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا للہ
ہے پیر میرا سبحان اللہ

○

زمیں و آسماں اندر صفی اللہ صفی اللہ — مکیں ہر دو جہاں اندر صفی اللہ صفی اللہ

خدا کا کچھ نہ ہوتا گر یہ آدم کا نہ دم ہوتا — یہ اعیان و عیاں اندر صفی اللہ صفی اللہ

ارادہ کی قلم کو جب اٹھایا دستِ کاتب نے — تو تھا نقشہ نہاں اندر صفی اللہ صفی اللہ

یہ وہ طوبیٰ ہے جس کے سایۂ الفت میں ہر خلقت — ہے گاتی ہر زبان اندر صفی اللہ صفی اللہ

یہ مسجودِ ملائک باخلائق ہے دم آدم — ہے مسکن جسم و جان اندر صفی اللہ صفی اللہ

ہوا ابلیس متخیّل کہ آدم غیر اللہ ہے — خدا آدم کی شان اندر صفی اللہ صفی اللہ

حسینؔ نازہے شاہباز ہے اندازِ لاہوتی
مکان و لامکاں اندر صفی اللہ صفی اللہ

○

سلامت رہے میکدہ صوفیانہ — زہے ساقئے مست شاہِ زمانہ

سلامت رہے تاج تختِ خلافت — یہ ابرِ مئے بار کا شامیانہ

بلانوش بے ہوش در پر پڑے ہیں — پلا دے بجائیں تیرا شادیانہ

بسے یار مے خوار بیدار عارف — سنا مطربا ان کو گاتا بجانہ

خوشا مَنْ رَّاٰنِی کا نغمہ سنا دے — بساز و نوائے ترنم ترانہ

سَقَاهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا کی تانیں — زہے مطربا ساز و انداز گانہ

طفیلِ حسن برحسیںؔ یک نظر کن
کہ بحرِ سخاوت توئی فی زمانہ

○

اے ذاتِ ورای از ہر دو سرا نہیں تیرے سوا ہے کوئی ذرّہ — جو کہ تیرے سوا وہ باطل ہے ہر شان میں تو ہر شام و پگاہ

تیرے فیض و فضل سے ہر عالم تیرے لطف و کرم سے دم آدم — تو عرش فرش کا نور شہا تو ہفت فلک کا شاہنشاہ

تیرے نور سے ظاہر چار عنصر سب طول و عرض اور عمق توئی — میں تجھ سے تجھکو دیکھوں ہوں میرے بصر بصیرت نور نگاہ

توئی ہفت سیارہ میں روشن ہے تیرا جود و عطائے بُرج بارہ ہیں تیرے ہر دو جوہر اور عرض توئی آپ مولا سہ گانہ
میری ذات صفات نہیں تجھ بن افعال کی نسبت کیا مجھ کو
بے چین حسین پہ کرم تیرا ہو جائے گداگر واہ وا واہ

○

چوں نہ بودے در ازل جز ذاتِ حق غیر و سوا
گفت خود در خود بخود لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا
خود مصوّر خود تصور صورتِ انساں بود
علّتِ غائی دو عالم نے ذکر ارض و سما
باعثِ ایجادِ عالم شد محمّد مصطفیٰ
اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ گفتہ رسولِ باصفا
کُلُّهُمْ نُورِی بگفتہ علم مجمل خویش حق
کُو بکُو و سُو بسُو بینید نورِ مصطفیٰ
بحرِ حسنِ لَایزالی در ہمہ نقش و نگار
ہر حسیں مخمور شد در نورِ ذاتِ کبریا

○

سُبحانَكَ یہ شب کہ شبِ نور بار ہے
وَالشَّمْسُ وَالضُّحیٰ بھی جس پہ جاں نثار ہے
وَبِحَمْدِكَ حمد و ثنا کا کیا شمار ہے
اِس رات کی قرآن میں اخبار جار ہے
فِی لَیْلَۃِ الْقَدْر کی قدر عاشقوں سے
جو ہے یُبَایِعُوْنَكَ دستِ غفار ہے
نعرۂ رَبِّ اَرِنِی کا اُس سے نہ ہو کبھی
جس دل کا مُؤمِنِینْ میں دیدہ شمار ہے
جانے خدا یہ رات ہے یا نورِ ذات ہے
ذکر و بیاں اِسی کا ہے مُصْحَف چہار ہے
صَلَوٰات بر جمالِ تو یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ
ہر آن میں ہر شان میں یہ ہی پکار ہے
ہر آنکھ میں سُرور ہے ہر دل میں نور ہے
نزدیک ہے نہ دور ہے بس یار یار ہے
شمس و قمر سیارگاں سہرا کے زیب و زین
فراشِ ہر بہار گل و لالہ زار ہے
حسنِ حسیں کو دیکھ لے وہ ہر نفس کے بیچ
اللہ آج آپ ہے جس کا پیار ہے

خود خدا در شکل ما پرگھٹ ہوا اب دیکھ لے
بے مثل ہے بے نموں ہے جا بجا اب دیکھ لے

عالم ملکوت کا مسجود ہے موجود ہے
کچھ نہیں کونین میں اس کے سوا اب دیکھ لے

اشرف المخلوق ہے عاشق بھی ہے معشوق ہے
مظہر ذات خدا سرِ خدا اب دیکھ لے

آج ہے اِنِّی اَنَا اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا
شان ہے کس کی یہ لَوْلَاکَ لَمَا اب دیکھ لے

طوقِ خدمت پہن کر ابلیس بھی اردل میں ہے
تاکہ منکر ہو نہ کوئی دوسرا اب دیکھ لے

خَلَقْنَا وَالتِّیْنِ ہے فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم ہے
سُورۂ لیٰسٓ ہے نورِ بقا اب دیکھ لے

ہے یہی اک بحر ہر اک لہر میں جلوہ نما
ہر حسین کا ہے حسن محبوبِ خدا اب دیکھ لے

دُرّ صدف ہے بحر میں یہی بحر لہر و حباب ہے
موتی کا مندر جگمگا سرشار ہے شاداب ہے

فِیْ ھٰذِہٖ ہر آن میں ہر شان میں جلوہ نما
ما اؤ شما ارض و سما دیکھو ہمہ تن آب ہے

نورِ احد در ہر عدد ہر شے کو جس کی ہے مدد
زیر و زبر ہر شد تو مد ہر طور میں نایاب ہے

وہی نورِ شرب طہور ہے کہیں موسیٰ کہیں طور ہے
اک ذات کا ہی ظہور ہے کہیں زر کہیں سیماب ہے

اَلْعِشْقُ نَارٌ تُحْرِقُ میں جو جل گیا وہی پا گیا
وہ تو خود خدا ایس سما گیا وہی خود شراب و کباب ہے

اتحاد ہے نہ حلول ہے نہ فضول ہے نہ ملول ہے
نہ تو عرض ہے نہ ہی طول ہے نہ ہی بھول ہے نہ ہی خواب ہے

یہی حضرت انسان ہے یہی شیشۂ رحمٰن ہے
یہی ہر نفس کی جان ہے یہی ہر نفس کا اعراب ہے

ساقی کے در کی خاک کا آنکھوں میں بھر لے طوطیا
پھر دیکھ مَا زَاغَ الْبَصَرُ یہی مَا طَغٰی کی جناب ہے

یہ ہے بحر حسنِ بے بہا نہ ہی ابتدا نہ ہی انتہا
پھر یہ حسینِ بے نوا مے صاف کا مرغاب ہے

آج مل گیا خیر بہار وے
جینہدے حسن دا گرم بازار وے

آؤ حاجیو حج دا روز ہے سدا یار دیدار ہنوز ہے
آپے ساز تے آپ ہی سوز ہے میری جان ایمان نثار وے
ہر ہر جان ایمان نثار وے
جلوہ پیر دا خیر بہار وے
ساری خلق دا جائے سلام ہے جہدی تابع خاص تے عام ہے
مظہر ذات صفات تمام ہے جہدے آسرے کل سنسار وے
اللہ پاک دا خاص دیدار وے
جلوہ پیر دا خیر بہار وے
سوہنے روپ دکھایا ہے سج کے اپنا روپ نہیں رکھیا کج کے
عشق بازو دیکھو رج رج کے دیسیں ملکیں تے شہر دیار وے
اللہ پاک دا خاص دیدار وے
جلوہ پیر دا خیر بہار وے
ملیا محرم ساڈے حال دا اگے پچھے دے چلن چال دا
جتھے شرک ساڈی قیل و قال دا جہیدا وار نہ پار کنار وے
اللہ پاک دا خاص دیدار وے
جلوہ پیر دا خیر بہار وے
ساڈی بات نہ ذات صفات ہے جتھے پیا پیارے دی گھات ہے
فقط ذات ہی ذات ہے اساں بھر لئے آر بخار وے
اللہ پاک دا خاص دیدار وے
جلوہ پیر دا خیر بہار وے
سوہنا موتی ہے ڈونگے بحر دا لوکی کہن مدینے شہر دا

خَیْرُ الْوَارِثِیْن ہے سارے دہر دا آئے خیر الورےٰ سرب دہار دے

اللہ پاک دا خاص دیدار دے

جلوہ پیر دا خیر بہار دے

خَیْرُ الْبَشَر خَیْرُ الْاَنْبِیَآءِ ہے خَیْرُ الْخَلْق خَیْرُ الْاَوْلِیَاء ہے

شاہِ خیر خَیْرُ الْاَصْفِیَآءِ ہے بحرِ حسن حسین نگار دے

اللہ پاک دا خاص دیدار دے

جلوہ پیر دا خیر بہار دے

○

اللہ اللہ ہادیِ ما حضرتِ انسان ہے میں تو ہوں منشائے مرشد وہ خدا کی شان ہے

بحرِ عصیاں میں خدا نے ڈوبتا دیکھا مجھے اس لئے وہ لامکاں اب مہدیِ امکان ہے

دیر سے سنتے رہے عرشِ خدا بر آسماں قلبِ انساں دیکھ لو اب کلبۂ رحمان ہے

اس امانت کے نہ حامل ہو سکے ارض و سما واہ خدا کی شان اِنَّا حَمَلْنَا الْاِنْسَان ہے

کیا عجب طرفہ دکھایا درزمین و آسماں علتِ غائی خدائی اس کا ہی سامان ہے

سب کرو سجدہ زمین و آسماں شمس و قمر جس کی خاطر تم بنے۔ پس یہ وہی مہمان ہے

ھَلْ اَتٰی انسان ہے قرآن میں دیکھو حسیں

قَالَ لَوْلَاکَ لَمَا رحمٰن کا فرمان ہے

○

چل راجے سانسی میلا ہے

چل راجے سانسی میلا ہے یہ کھیل پیا نے کھیلا ہے

وہ جگت گرو جگ چیلا ہے شہ خیر بہار سوہیلا ہے

ہر آنکھ میں نور اکیلا ہے چل راجے سانسی میلا ہے

گرُو سچّا سچّی بانی ہے   یہ دولت بہت پرانی ہے
پر نئی سے نئی کہانی ہے   کسے ورلے رمز پچھانی ہے
ہر ہر میں ہری اکیلا ہے
چل راجے سانسی میلا ہے

یہ بنسی کاہن بجائی ہے   ہر کان میں تان سنائی ہے
ہر آن بجائی گائی ہے   انحد کی پھونک چلائی ہے
براسبین طنبورا بیلا ہے
چل راجے سانسی میلا ہے

کتی راگ گویّے گاتے ہیں   اِک آنس میں سانس ملاتے ہیں
جو سُر سے باہر جاتے ہیں   تب کان مروڑے جاتے ہیں
ہر سُر میں خرج اکیلا ہے
چل راجے سانسی میلا ہے

قوّال سنو اب گاتے ہیں   توحید کی بات سناتے ہیں
ہر لہر میں بحر دکھاتے ہیں   کیا عشق کی آگ لگاتے ہیں
وہ ناہیں جلے جو سیلا ہے
چل راجے سانسی میلا ہے

اِک سُر ہی تار تنبورہ ہوا   ہر سُر میں سُر بھرپور ہوا
سُر جام شراب طہور ہوا   جس دیکھا وہ مخمور ہوا
ہر سُر مے ناب کریلا ہے
چل راجے سانسی میلا ہے

جوگی نے بین بجائی ہے   ہر تان پہ تان چلائی ہے

یہ خلق عدم سے آئی ہے کیا مست آلست بنائی ہے
چھپنے کو دست نریلا ہے
چل راجے سانسی میلا ہے

لو گانے کو تیار ہوئی! تلوار حسن برکار ہوئی
واہ شانِ حسن کرتار ہوئی جب تان کھلی گلزار ہوئی
ہر ساز آواز سُریلا ہے
چل راجے سانسی میلا ہے

لو اور تماشہ آیا ہے یہ حسن ازل سے دہایا ہے
یاں بہیوال بھیس بنایا ہے خود حسن حسین بن آیا ہے
سب جگت حسن کا چیلا ہے
چل راجے سانسی میلا ہے

○

سخی ساقیا اک میرا کام کردے شراب مصفّا سے اِک جام بھردے
تیرا ہی تصور ہو آنکھوں میں ہردم میرے کفر کو محوِ اسلام کردے
ہوں عیبوں سے پُر پاک دامن نہیں ہوں میرا ساقیا نیک انجام کردے
سیاہ کار غدار مکار ہوں میں تو بد نام کو نیک فرجام کردے
حسین نام تیرا ہے بد نام ہوں میں
لہٰذا ھذا جام انعام کردے

○

بس میں ہوں اِک ہستی بقا میری صدا ہے نیستی یکتا ہوں مرضِ لا دوا میری دوا ہے نیستی
اوّل نہیں آخر نہیں کچھ ظاہر و باطن نہیں ہوں جان بے حرص و ہوا میری ہوا ہے نیستی

اب کوئی ہم راز ہے اور نہ کوئی دم ساز ہے / اک میں ہوں نور بے ریا لیکن رہا ہے نیستی
میں بلبلِ نالان ہوں میں نو گلِ خندان ہوں / میں عاشقِ بے جان ہوں میری ثنا ہے نیستی
میں احدیت میں ہوں اُحد ہستی میری ہے بے عدد / نہ زیر و زبر و مد و شد میرا سوا ہے نیستی
وحدت میرا ہی علم ہے تفصیل میری قلم ہے / اعیان ہوں دارین کے کب رُو نما ہے نیستی
روح و مثال و جسم ہوں ہر نقش ہوں ہر اسم ہوں / ہر طور ہوں ہر قسم ہوں ہستی نما ہے نیستی
میں حضرت انسان ہوں میں ہر نفس کی جان ہوں / ہر شان میں غلطان ہوں میری غذا ہے نیستی

چیرا ہوں شاہِ خیر کا خدشہ نہیں ہے غیر کا
ہوں حسن حرم و دیر کا منشا میرا ہے نیستی

○

وہ شاہِ شہاں مجھ میں موجود ہے / حقیقت میں جو سب کا مقصود ہے
جہاں میں جہاں ہو کے رہتا ہے وہ / نہاں میں جہاں کا وہ معبود ہے
وہ ایاز شاہباز پُر نازکی / غلامی میں سلطان محمود ہے
خلیل و ذبیح مرد جانباز عاشق / وہی آتشِ سرد محدود ہے
وہی لَمْ یَلِدْ ہے وہی لَمْ یُولَدْ / وہی ولد والد کا مولود ہے
وہ واجب تعالیٰ بشانِ خلائق / ہوں شاہد و آپ مشہود ہے

وہ بحر حسن ہے خلافِ محمدؐ
حسینوں کی شکلوں میں موجود ہے

○

آیا ہے میرا یار عجب رنگ بنا کے / دکھلاتا ہے دیدار بہر رنگ سما کے
جاتا ہے وقت ہاتھ سے سب دیکھ لو یارو / اک میم کی چادر کا فقط پردہ اٹھا کے
یہ دستِ مبارک جو محمدؐ کا ہے یارو / بس عین یَدُاللہ ہے سو شک گوا کے

دیدارِ خدا عین ہے دیدار محمدؐ
یہی اَحسَنِ تقوِیم ہے کہتا ہوں سنا کے
وہی اوّل و آخر ہے وہی ظاہر و باطن
احمد کے سوا کون ہے اے بندے خدا کے
یہی مظہرِ اللہ ہے جسے کہتے ہیں احمد
اِسی نور کے جلوے ہیں سبھی ارض و سما کے
کہیں آدم و حوّا ہے کہیں موسیٰ و عیسیٰ
کہیں پیر بنا پیروں کا بغداد میں آ کے
یہ کون ہے اور کیا ہے بجز ذاتِ محمدؐ
سب دیر و حرم آپ ہے خوش نام کہا کے

در شکلِ حسینؑ ہو کے وہی سجدہ کناں ہے
شہِ خیبر ہو مسجود ہوا سجدہ کرا کے

تجھ بناں جب غیر کو ہرگز نہ پانا چاہیئے
لَا اِلٰہَ سے غیر کا مثبت اڑانا چاہیئے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا جب آپ نے فرما دیا
پھر بھلا بندہ کو کس کے در پہ جانا چاہیئے
تجھ بنا اب کون ہے کوئی میرا فریاد رس
نظرِ رحمت بندہ کی جانب بھی آنا چاہیئے
اَحْمَدٌ لَا مِیم تم آئینہ خسم تم
اَحسَنِ تقوِیم تم اب کیا چھپانا چاہیئے
بے ہنر ناتاں ہوں بے زر ہوں بے سامان ہوں
کارہائے دو جہاں تم خود چلانا چاہیئے
غم کی آمد ہی زور سے عائد ہے اس مظلوم پر
وقت ہے بندہ کو آفت سے چھڑانا چاہیئے
کاشش کے دریائے حسرت بندگاں کو گھیر لے
دستگیری کیجیئے اب نہ بھلانا چاہیئے
جاں بلب عرضی ہوں ورنہ کیا ہے طاقت کیا مجال
عرض سنیئے نہ لیاقت آزمانا چاہیئے
سائلوں میں ہے یہ بندہ نہ کہ یہ مزدور ہے
خاکساروں بیکسوں کو نہ رلانا چاہیئے

دست بستہ عرضی اپنے حال کا مظہر حسینؑ
اپنا بندہ اپنے قدموں میں بلانا چاہیئے

تیری تصویر جو دیکھے وہ حیران کیوں نہ ہو جائے
ملک ہو حور ہو غلماں ہو قرباں کیوں نہ ہو جائے

صفائی دیکھ کر تیری عقل سے ہاتھ دھو بیٹھے — خودی کی سلطنت برباد ویراں کیوں نہ ہو جائے
اچانک جس کے گھر اندر تیری تشریف آجاوے — مکاں سے لامکاں فوراً وہ انساں کیوں نہ ہو جائے
تیرے غمزہ کی بجلی جس پہ چمکی وہ منوّر ہے — شمس جب اس کا ذرّہ ہے وہ تاباں کیوں نہ ہو جائے
تیرے قدموں پہ سجدہ گر کرے کوئی تو مخلص ہو — وگر سجدہ سے منکر ہو تو شیطاں کیوں نہ ہو جائے
تیرے در جو پڑا ہر دم اسے پرواہ نہیں کوئی — بزیرِ سایۂ رحمت وہ نازاں کیوں نہ ہو جائے
حسینؔ از دل جو قدموں میں لئے سجدہ پڑا ہر دم
شگوفہ دل جو کھل جائے تو خنداں کیوں نہ ہو جائے

○

سبھی جس کے پجاری ہیں ہمہ تن ایک پتھر ہے — کہیں وہ سنگِ اسود ہے کہیں مندر میں ٹھاکر ہے
وہی راجہ کی مالا ہے وہی رانی کا زیور ہے — اسی پتھر کی مسجد ہے اسی پتھر کا مندر ہے
کہیں وہ سنگِ اسود ہے کہیں وہ سنگِ مرمر ہے — کہیں وہ صورتِ آہن کسی کسوت میں وہ زر ہے
فقط ہے ہستیٔ واحد سوا جس کا نہیں کوئی — وہی مومن کا اللہ ہے وہی ہندو کا ایشور ہے
حقیقت ایک ہے ہر آن میں ہر شان میں ظاہر
حسینؔ ہے سب حسینوں کا وہ بحرِ حسن ہر گھر ہے

○

ہر صورت پاک محمدؐ کی صلواۃ خدائے تعالیٰ ہے — مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ گفت خدا خود ذات نے آپ سنبھالا ہے
جس کے سبب نزول کلام اللہ اس منہ ہے حدیث رسول اللہ — سبحان اللہ سبحان اللہ کیا چھپنے کا ڈھنگ نرالا ہے
ہے مَن رَآنِی نورِ خدا اس صورت میں مستورِ خدا — ہے مظہرِ ذات ظہورِ خدا کونین میں جس کا اُجالا ہے
اَنَا اَحْمد لا بالمیم کہا کبھی عَبْدُہٗ کہہ کر خوب چھپا — جس رازِ حقیقت بوجھ لیا دیدار کا وہ متوالا ہے
ہے بحرِ حسن کا دُرِّ صدف اللہ تجلّے نورِ بکف
ہے سخن حسینؔ کا تیرِ حدف یہ بول زباں سے بالا ہے

ہمہ کون و مکاں انساں مکیں کا سب پسارا ہے
خدا خالق خدا مالک خدا کا ملک سارا ہے

سبھی ہم تم خدا میں گم خدا کس میں ہوا ہے گم
خدا کی شان کیا ہم تم خدا اپنا نظارا ہے

خدا اوّل ہے آخر ہے خدا باطن ہے ظاہر ہے
خدا سے کون باہر ہے خدا سارے کا سارا ہے

خدا خود واجبِ امکاں خدا خود بے نشاں ہر شاں
بشانِ صبغۃ اللہ ہر زباں سے خود پکارا ہے

خدا اسم و مسمّیٰ ہے خدا ہر صورت و معنی !!
خدا دانا خدا بینا خدا سب کچھ ہمارا ہے

خدا خود بے نہایت ہے نہ جس کی کوئی غایت ہے
نہ ساعت ہے نہ آنت ہے صمد ہے بے کنارا ہے

تمامی شان مخلوقات ہیں مظہر صفاتِ حق
ولے انسان مظہر ذات ہے اللہ کا پیارا ہے

ہمہ تن خیر ہے لاغیر ہے اِک بحرِ بے پایاں
سبھی پر فیض ہے جس کا سبھی کا خود سہارا ہے

یہ مسجودِ ملائک ہے صدو بہ ہر خلائق ہے
حسینِ احسنِ تقویم ہے حق کا نظارا ہے

○

واہ ساقیا تیرا میکدہ آباد ہے آباد ہے
اور بادہ خواروں کے لئے ہر دم مبارک باد ہے

یہ بادہ کیا اِک نار ہے من و تو سے اس کی خار ہے
اِک جرعہ نے فوراً مجھے اب کر دیا برباد ہے

ایسا فنا کی آگ میں جل کر فنا ہی ہو رہا
نہیں رہا نہ کچھ میرا باقی نہ مجھ کو یاد ہے

ہر مُو نہیں باقی رہا اب تو ہی تو ہر آن میں
تو تو کے کہنے سے بھی یہ بندہ تیرا آزاد ہے

پس کچھ نہیں ہوں کون ہوں اور کیا ہوں کیسے ہوں کہاں
یہ تجھ بنا اب کون ہے اور کس کا یہ ارشاد ہے

نہ تھا کبھی نہ ہوں ابھی نہ ہوں گا میں پھر پھر کبھی
نہ خاک ہے نہ آب ہے نہ آتش و نہ باد ہے

پس ہوں اگر تو عیب ہوں جز عیب کے اور کچھ نہیں
بس عیب میرا نام ہے اور عیب کی بنیاد ہے

کیا شاد ہے کیا شاد ہے نہ کم ہے نہ ایزاد ہے
آباد نہ برباد نہ محتاج نہ آزاد ہے

کہو رے حسینؔ اب کون ہے کیا پھر تو ہو ویگا کبھی
کر توبہ اپنی توبہ سے توبہ تیری الحاد ہے

اے ساقئ مستان بقیباں مجھے بحرِ شرابِ طہور ملے — اُس موسئی کو بن طور ملا مجھ طور کو جلوۂ نور ملے
وہ بادۂ مشکیں تیز ملے نوخیز ملے لبریز ملے — لاریب پیا بالغیب پیا باعیب کو زیبِ ظہور ملے
مجھ حادث کے تم حارث ہو ہر ملک ملک کے وارث ہو — نایاب شراب شتاب ملے اغناب کباب ضرور ملے
مے صاف شفاف معاف کرو انصاف کے لائق عمل نہیں — اس آہن کے تم پارس ہو یا وارث قبل قبور ملے
دل ریں حسین کو چین ملے محویت بین العین ملے
وہ سند فی الکونین ملے قوسین میں نور سرور ملے

○

اے ساقئ مستاں عشق پرستاں مجھے عجیب شراب ملے — اس غم دیدہ نادیدہ کو فہمیدہ جام شراب ملے
مے تیز ملے لبریز ملے وہ دختر رز نوخیز ملے — مے ناب ملے نایاب ملے وہ شیشہ عالمتاب ملے
دیدار ملے سرشار ملے گل نار ملے نہ نہار ملے — سرکار ملے ہر بار ملے خوش رنگیں جام شتاب ملے
وہ بادہ سادہ پاک ملے دل چاک صنم بے باک ملے — وہ خاک قدم لولاک ملے ادراک ملے آداب ملے
گر کرم کریم النفس کرے آزاد مجھے از قفس کرے
دو عالم سے بے ہوس کرے وہ یار حسین شاداب ملے

○

ہم تیرے اس باغ میں آتے چلے بھی جائیں گے — کیوں بھلا آئے ہیں جب کہ ہاتھ ملتے جائیں گے
یہ تمہارا باغ مندیوں پڑا رہ جائے گا — ہم تو جانے کو ہیں آئے کیا اٹھا لے جائیں گے
مثل شبنم شب کی شب آئے ہیں گلشن میں شہا — نام سن کر آئے ہیں بھر دے جام ہم شکرائیں گے
قد کنت منا گفتہ آدم کے خادم ہم بھی ہیں — کیا یہ مژدہ سن کے ہم شکرائیں یا بھرائیں گے
لے غریبوں کی دعائیں داد دے فریاد سن — چشمۂ حیواں پہ آئے ہیں تو پی کر جائیں گے
لاتنہرِ سائل فرمان ہے کس کا بھلا
در پہ آئے ہیں حسینوں کے نہ خالی جائیں گے

محبوبِ سبحانی بانی غَوثُ الاَعظم شان تیری
سب کا والی رتبہ عالی جاناں اندر جان تیری

رات دِنے دیوانہ تیرا مدح کرے ہر آن تیری
دونوں بحر ملاون والی شان ہے یَلتقیان تیری

ڈردا عرض نہ کردا سائل منظوری سرکار کرے
مسکیں میر محمد محسن پنج میم دا ہار کرے

تو دلدار دلاندا مالی کیا کوئی اظہار کرے
مخفی راز تجھے ہے روشن عرض تیرے دربار کرے

خیر کرو شاہ خیر دلارے عرض کوئی بیمار کرے
ہور نہیں دروازہ کوئی کہاں حسین پکار کرے

○

مجھے سامان عنایت ہو پیا اک پھول بنانا ہے
عیاں ہو بیرنگی ہر رنگ بڑا معقول بنانا ہے

لبالب نور ذات دوات قلم ہو جامع کل صفات
ملے وہ تختی تخت نما جسے منقول بنانا ہے

علم ہیں علمی نقش ونگار وہ ظاہر باہر ہووے کار
تمہیں نے فضل وکرم سے یار گل گلزار دکھانا ہے

قلم پُرکار کرے کھلے گُل زار بنے دربار
گرم ہو کثرت کا بازار جہاں پر آنا جانا ہے

کہیں بن جائے عید مسیت کہیں ہو گئو شالہ کی ریت
کہیں بن جوگی پھریں اتیت پیا کو گیت سنانا ہے

اگرچہ کہہ پاکریں حضور تو دل کی ظلمت ہووے دُور
ارادہ ہووے نورِ ظہور کہ دنیا پلیا کھانا ہے

مبادہ عرضی ہو منظور کہ ہے بے چین حسین ضرور
تیرا دربار بسے پُرنور جہاں یہ پھول چڑھانا ہے

○

اے جان تو بے جان کو ہم جان بنادے
دو کون کے ماعون سے نادان بنادے

.. .. جانان بنادے
.... احسان دکھادے

بے ہوش بلانوش کو آغوش میں لے کر
مدہوش کو پاپوش میں مے نوش کرادے

.... مے جوش کا دے کر
.... پابوس بنادے

دل خستہ وپابستہ دبے رستہ ہوں غافل
دلدار تو نادار کو دیدار دکھادے

.........نے عالم و عاقل ....سرشار بنا دے
نادار سیاہ کار ہوں اے یارِ خدایا بے تاب کو مے ناب سے شاداب بنا دے
.............در بار میں آیا ....ہستی سے چھڑا دے
ناساز کے ہر راز کے انداز جو جانے اب کون حسین زار کے آزار مٹا دے
.............وہ کون ہے تجھ بن ....اے یار بتا دے

○

نابینا کو بینا کرنا ایسا تدھ بن کون کرے پتھر کو آئینہ کرنا ایسا تدھ بن کون کرے
یار مسیحا مردہ تائیں زندہ تُدھ بن کون کرے مومن تائیں مومن کا آئینہ تُدھ بن کون کرے
آپ کریں توں نکے وڈے کل پہاڑ زمیں چہ گڈے اک پہاڑ کمینہ طوروں سینہ تُدھ بن کون کرے
جس توں دعویٰ آپ کرایا مجرم کر کے دار چڑھایا سولی سار تیئں اللہ کا زینہ تُدھ بن کون کرے
عرض حسین فقیر الائے دریوزہ گر در پر آئے
جنگل اندر منّ سلویٰ روزینہ تُدھ بن کون کرے

○

انسان کرم کریم ہے یہ شانِ عظیم ہے اعظم اسم سنتے رہے یہ وہ علیم کلیم ہے
آنکھوں کے بل چومو قدم سجدہ کرو ہر دم بدم کھاتا ہوں اللہ کی قسم یہ وہی علم علیم ہے
ایک ہے مانو ایک سب نیکوں کے ہو گر نیک بت ہر ہر میں دیکھو ایک سب بے جہت گنج عمیم ہے
یہ صورتِ رحمٰن ہے یہ حضرتِ انسان ہے ہر دو جہاں کی جان ہے سمجھے جو یار فہیم ہے
باطن ہیں ربُّ العالمین خود رحمۃٌ للعالمین
خود لامکان و خود مکیں حسنِ حسینِ یتیم ہے

○

اللہ خود حضور ہے بندہ ہی دور ہے حضور با دستور ہیں بندہ فتور ہے

کیا ممکنات خود ہیں یا کہ ممتنع وجود ہیں ممکنات ممتنع واجب ضرور ہے
واجب بذاتِ خود ہوا ممکن میں رونما امکاں کو جُدا دیکھنا اپنا قصور ہے
لہر و حباب آب سے نہ دیکھنا جُدا پس لہر و بحر خاک و شہر ایک نور ہے
بحرِ حُسن کی لہر ہے تو دیکھ لے حسینؔ
یہ ہم چنیں چناں چنیں مُوسےٰ و طور ہے

○

قادرِ مطلق خدائے پاک اکبر آج ہے در حلول و اتحادِ پاک اطہر آج ہے
عالمِ علم خلائق خالقِ خلقِ تمام نُورِ ارضؔ والسّماء قادرِ مقتدر آج ہے
این و آں ہر دو جہاں تشبیہ و تنزیہ خوب داں واجب و ممکن کہوں ادھر یا ادھر آج ہے
آج ہے بحرِ لقا لا ابتدا لا انتہا ہے نہیں جس کے سوا وہ نورِ انور آج ہے
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ ہے لَمْ يُوْلَدْ وہ نورِ برتر آج ہے
آج ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ آج رَبُّ الْعَالَمِيْن رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْن اللہ کا مظہر آج ہے
رَبِّ اَرِنِیْ لَا تَذَرْنِیْ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْن علتِ غائی خدائی قصر و قیصر آج ہے
آج ہے خَیْرُ الْوَریٰ اور آج ہے خَیْرُ النِّسَاء شاہِ ولایت حیدرِ کرار صفدر آج ہے
مت کرو کل کل ازل میں آج ہی تھا آج ہے آج شاہِ کربلا شبیر و شبر آج ہے
آج ہے سو آپ ہے جو آپ ہے سو آج ہے آج ہے غوثِ معظم قطبِ داور آج ہے
انقلابِ ماہیت ہے غیر کا ہونا محال عدم ہر دم ہے عدم اللہ اکبر آج ہے
شاہِ ما خیر الوریٰ ہے آج خَیْرُ الْاَصْفِیَا
یہ حسینِ بے نوائے میر مصدر آج ہے

○

فی الحال میرے حال میں وہ یار عیاں ہے جس یار کے دیدار میں ہر خلق رواں ہے

ہر ذرّہ خورشید ہے ہر قطرہ میں قلزم
ہر لہر میں ہے بحر تو پھر لہر کہاں ہے

ہر مسجد و مندر میں ہے جس یار کا چرچا
ہر شان میں ہر آن میں وہی جلوہ کناں ہے

ہر گل میں ہے بلبل میں ہے گلزار میں سرشار
تم جس کو طلب کرتے ہو وہ تم میں نہاں ہے

وہی اوّل و آخر ہے وہی باطن و ظاہر
وہی واجب و ممکن ہے وہی شکل جہاں ہے

ہر اسم میں ہر جسم میں ہر قسم میں شایاں
فِی اَنْفُسِکُمْ آپ یہی حکم قرآں ہے

یوسف کا حسن آپ ہے اور آپ زلیخا
وہی اَحْسَنِ تَقْوِیْم حسینؔ وہم و گماں ہے

○

یہ فِی الْاَرْضِ خلیفہ ہے چہ گویم فِی السَّمَاء کیا ہے
کیا ہے یا کیا نہ ہے نہیں ہے یا تماشا ہے

یہ وہ پہلے کا پہلا ہے نہ سمٹا ہے نہ پھیلا ہے
کمال اسماء صفات اللہ کا پردہ بھلا کیا ہے

صفی اللہ کا جایا ہے دگر کدھر سے آیا ہے
یہ مظہر ذات ہے دیکھو وجہ انسان میں آیا ہے

جو اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ رازِ حق فرما دیا حق نے
اَنَا سِرُّہٗ بھی خود فرما دیا پھر کیا چھپایا ہے

ادھر بھی مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَایَ الْحَقّ جتایا ہے
ھُوَ الْاَوَّلُ ھُوَ الْاٰخِرُ کہو کس نے سنایا ہے

ہمہ فِی الْخَیْرِ اللہ ہے نہ ہرگز غیر اللہ ہے
کہ نَحْنُ اَقْرَبُ کا مشتہر بن کون آیا ہے

بباطن اللہ اللہ ہے بظاہر صِبْغَۃُ اللہ ہے
مجلے سے تجلی ہے نہ جاتا ہے نہ آیا ہے

ہمہ یک بحر بے پایاں جو ہے ہر شان میں شایاں
فَلَا حَدٌّ وَّلَا حَصْرٌ وَّلَا شَکْلٌ جتایا ہے

ہمہ تن خیر خیر اللہ نہیں ہے غیر حق باللہ
حسینؔ نازہ ہو کر حسن بے رنگی دکھایا ہے

○

خدا کا شکر ہے امشب پیا تشریف لے آئے
مبارک خیر مقدم ہے خوشی کا جام بھر لائے

منور کر دیا خانہ بدل دی نور سے ظلمت
جگت بام ہے میرا فلک نے پھول برسائے

زہے مدحت یہ دعائیں تھیں گداؤں کی صدائیں تھیں
صنم آوے ہے جس گھر میں تو اس گھر کی بلا جائے

تمہارے حسنِ دولت کی بزم میں ہم بھلا کیا ہیں
فقیر بے سر و ساماں بجالائے تو کیا لائے

فقیر بینوا بے جا پڑا ہے بردرِ دولت
نہ آلن ہے نہ سالن ہے نہ بالن ہے جو سلگائے

پیاسا برلبِ دریائے ہستی سرنگوں بیٹھا
نہیں فریاد کرنے کا بہ پیشِ ہمچوں دانائے

مبارک تاج و تخت و راج بخت ہووے سدا تجھ کو
ولیکن بزم میں تیرے فقیر آئے بلا جائے

ریاضت جو کرے کوئی عبادت کا صلہ پائے
تیرے دربار میں گرچہ فقیر آئے تو کیا لائے

بہ پیشِ نازکاں اندک نوشتہ طول مے باشد
ازیں جا اکتفا کردم حسینم بے سر و پائے

○

اے ما و شما نہ ہم ہیں نہ تم ہر دونوں میں خاموشی ہے
یہ گفت و شنید کلیم و سمیع جب غور کیا مدہوشی ہے

مے صاف کا بحر ہے بے پایاں سب لہر و حباب میں خود شایاں
خود ساقی خود میخوار ہوا خود مے صافی مے نوشی ہے

در ہر دو جہاں خود جلوہ کناں فی الکون مکاں ہے آپ عیاں
خود ہر پردہ خود بے پردہ جب ہوش پڑی بے ہوشی ہے

نہ نزدیکی نہ دوری ہے ہر آن میں شان حضوری ہے
اتحاد حلول کی جائے نہیں بے پردگی پردہ پوشی ہے

ہر اسم و صفت کے پردہ میں ہے بحر حقیقت جلوہ نما
ہر اسم کا آپ مسمّٰی ہے یہی حسن حسین فروشی ہے

○

العطش جاں بلبم ساقیٔ مستاں مددے
اے شہ جانِ جہاں بر من بے جاں مددے

مالک الملک توئی انت لاشریک ہنوز　　بردرت آمدہ ام بے سروساماں مددے
حاجی زار بیاد شاہِ نامدار بیا　　چہ کنم دیر و حرم شاہِ نیم جاں مددے
نورِ کونین توئی الغیاث یاغوثا　　جُز تو نیست جہاں شاہِ کارواں مددے
جلوۂ حسن جمال　　تو قبلہ گاہ حسین
سجدہ بر گیر درت　　خاص عرشیاں مددے

جو نہ تھا کرنا مناسب دیکھو ہم کرنے لگے　　جان کر بارُود و آتش ہم بہم کرنے لگے
پھر کے وہ آتا ہے کب جو روتے جان دیکھ لے　　شیر کے منہ کا نوالا ہم کو ہُم کرنے لگے
کہہ دو ملک الموت کو ہرگز نہ آوے میرے پاس　　مُوتُو قبلَ یار کے ہاتھوں میں ہم مرنے لگے
زاہدو سنبھال لو بہ دین اپنا ہوش سے　　پیشِ بُت سجدہ ہمارا دیکھو ہم کرنے لگے
کوچۂ جاناں ہے یارو کربلائے حیدری　　خنجرِ ناز نگاہ سے سر قلم کرنے لگے
میکدہ روشن شراب آتشی سے ہے تمام　　شاہِ خیر الدین سائیں خُم کے خُم بھرنے لگے
در پہ تیرے ٹُوٹ کر اب آ پڑا عاجز حسین
شاہِ جیلاں کرم سے نظرِ کرم کرنے لگے

خودی کو کر فنا اتنا کہ تُو بے نام رہ جائے　　نہ عزرائیل کے کرنے کا کوئی کام رہ جائے
خدا ہے اَحَد صمدٌ تیری ہستی کجا کب ہے　　فقط یک ذات رہ جائے نہ صبح و شام رہ جائے
حدیثِ ماخلا اللہ باطلٌ ہے غور کر سمجھو　　خدا ہے جوف سے بے طوف ہے انجام رہ جائے
ھُوَ الاوّل ھُوَ الآخر ھُوَ الباطن ھُوَ الظاہر　　ہمہ توحید ہے واحد نہ کچھ الزام رہ جائے
نہیں ہے غیر کی ہستی ہمہ شاں خیر سرمستی
حسین در حسنِ خیریت کا یہ اسلام رہ جائے

مجھے مجھ میں میری نظر ڈھونڈتی ہے — کہاں میں نہیں ہوں کدھر ڈھونڈتی ہے
میرا لاشہ میری قبر ڈھونڈتی ہے — کہ پانی میں مچھلی بحر ڈھونڈتی ہے
میں ہر آن ہر شان جانِ جہاں ہوں — اُدھر میں ہی میں ہوں جدھر ڈھونڈتی ہے
اِدھر ڈھونڈتی ہے اُدھر ڈھونڈتی ہے — کہاں میں نہیں ہوں کدھر ڈھونڈتی ہے
ہے قرآن میں نَحنُ اَقرَبُ کا نغمہ — احد ہوں صمد ہوں در سفر ڈھونڈتی ہے
میں ہر آنکھ میں بصر نورِ نظر ہوں! — مجھے ہی نظر گھر بہ گھر ڈھونڈتی ہے

○

لا آدم گفت کہ یا آدم اجی کون ہے کس کو بلاتا ہے — یہاں کون ہے حیؔ و کلیم بھلا کس غیر کو سمیع سناتا ہے
مع زوج سکونت جنّت میں جنّت کون سوا تیرے — ہے نورٌ نورٌ علیٰ نورٌ خود ہوتا ہے جو من بھاتا ہے
نہ اوّل ہے نہ آخر ہے نہ باطن ہے نہ ظاہر ہے — نہ آتا ہے نہ جاتا ہے من بھلائے نغمے گاتا ہے
خود عالم علم علیم توئی خود حکمت ساز حکیم توئی — ہر شان زبان کلیم توئی خود سنتا توئی سناتا ہے

تو بحرِ حسن ہے بے پایاں ہر لہر حسیں میں ہے شایاں
ہر شان میں حُسن نمایاں ہے اب کس سے روپ چھپاتا ہے

○

بصل کے پردوں میں ڈھونڈے پیاز کو ہی پیاز ہے — عاشق و معشوق کا انجام نہ آغاز ہے
پردۂ امواج میں پانی کو پانی نہ ملا — خلق میں خالق کا چھپ جانا یہ کیسا راز ہے
نَحنُ اَقرَبُ کا ترنم شان بشاں ہر آن ہے — شور ہے کانوں میں تیرے تُو ہی تیرا ساز ہے
سُو بسُو اور مُو بمُو ہے مَا خَلَا اللّٰہ بَاطِلٌ — ثُمَّ وَجهُ اللّٰہ نہیں دیکھا یہ کیا پرواز ہے
هُوَ مَعَکُم اَینَمَا کُنتُم ہے فرمانِ خدا — اب رضائے حق پہ ہو راضی اگر جانباز ہے
اوّل و آخر خدا ہے باطن و ظاہر بھی ہے — بندۂ اللہ نہیں بنتا تو دھوکے باز ہے
بر درِ خیر الوریٰ اب آپڑا مسکیں حسیں — سجدۂ جاناں میں رہنا یہ حسیں کا ناز ہے

صورتِ عشاق میں اب عشق کا آغاز ہے — ہجر کی آتش میں دل چوں تشنۂ حجاز ہے
پردۂ امواج میں قُلزم کا چھپنا ناز ہے — پیاز پردوں میں نہیں پردہ بہ پردہ پیاز ہے
قیس کی صورت میں لیلیٰ بن کے مجنوں ساز ہے — کسوتِ محمود میں اب جلوہ گر ایاز ہے
عقل سے ناداں ہیں اور بے سر و ساماں ہیں — بجلیاں آنکھوں میں ہیں سُوئے عرش پرواز ہے
سوختہ اَلعِشقُ نارٌ ماسوا محضِ عدم — زینۂ عشقِ حقیقت کار سازِ مجاز ہے
بحرِ حسنِ لایزالی میں نمایاں ہر حسیں — نَحنُ اَقرَب ھُوَ مَعَکُم عشق کی آواز ہے

بر درِ خیر الورا سجدہ میں ہے مسکیں حسیں
یہ زِ اول تا بآخر عُمر بھر کی نماز ہے

○

جب حق ہی حق موجود ہے الصمد لا محدود ہے — پھر غیر کا مسکن کہاں خود شاہد و مشہود ہے
جب اوّل و آخر وہی ہے باطن و ظاہر وہی — پھر کون ہے کونین میں خود عابد و معبود ہے
بے جوف ہے لا خوف ہے طواف نہ کوئی طوف ہے — جب ہے ہی خود ممکن نما کثرت میں خود موجود ہے
در شانِ واجب اللہ ہے حادث وہی عبد اللہ ہے — مظہر اتم خیر الامم اللہ کا یہ مقصود ہے

بحرِ حُسن اِک نور ہے ہر قلب میں مشہور ہے
قرآن میں مسطور ہے در ہر حسیں موعود ہے

○

نورِ حق فی کُلِّ شئٍ کُلُّ شَئٍ فی النُّور ہے — نہ کسی کا نزد ہے اور نہ کسی سے دُور ہے
احدیت بے طوف ہے اور صمدیت بے جوف ہے — باطن و ظاہر ہمہ ہر شان میں بھرپور ہے
ظنِ غیریت خیالٌ مَا خَلاَ اللہ بَاطِلٌ — کُلُّ شَئٍ فِی کُلِّ شئٍ قالِ حق مشہور ہے
نورِ حق موجود ہے اور خلق سب معقول ہے — بحر میں امواج کی ہستی کا ہونا زور ہے
حُسنِ حق کے ماسوا کیا ہے حسینِ بے نوا — اُمتِ خیر الورا ارنی نہ موسیٰ طور ہے

خدا دعویٰ کند در من بجز من تو کجا ہستی — قلوب المومنین عرشم بجز من تو کجا ہستی
بگو ہر دم کہ اَللّٰہُ احد تنہا کنارہ کو — بخواں لیس اللّٰہُ الکمل منم بے جوف سرستی
منم اول منم آخر منم باطن منم ظاہر — منم حاضر منم ناظر بلندی کو کجا پستی
ہمہ کوچہ بازارم ہمہ گلہائے گلزارم — بہر عشاق و دیدارم دریں کثرت بہر ہستی
بہارِ حسن بے پائم گلِ گلزار بنمائم
کہ تنہائم ہر جائم کجا یابی دگر ہستی

○

اِذ نحنُ اَقربُ کی بنسی بجائی — کلیم از کجا والسمیع از کجائی
مقید نہیں ذات احد الصمد ہے — معکُم کے معنے ہیں کب ہے جدائی
مصور کا باطن ہمارا تصور — مصور تصور کی دیکھو صفائی
بہر سو بسو کو بکو شانِ کثرت — یہ آواز وَجہُ اللّٰہ کدھر سے آئی
وَھُوَ عَلیٰ کُلِّ شیٍٔ مُحِیطٌ — یہ ہے ذات مطلق کی نغمہ سرائی
فَلاَ حَدٌّ حَصرٌ خلا بھی نہیں ہے — نہیں غیر موجود کب ہے سمائی
عیاں ہر تعین میں ہے لاتعین
حسیں ہر نشاں میں ہے جلوہ نمائی

○

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدْ ایمان ہے — جس کا ساکن موضع انسان ہے
نَحنُ اَقرَبْ سچ ہے حق الیقیں — فِی البدیع فی ھٰذہٖ قُرآن ہے
ظاہر و باطن خدا موجود ہے — اللہ اللہ ہر نفس کی جان ہے
کُلُّ شیٍٔ مَا خَلاَ اللّٰہ بَاطِلٌ — یہ رَسُولُ اللّٰہ کا اعلان ہے
عالمِ ملکوت کی مسجد ہے یہ — تَسجُدُوْ اللّٰہ کا فرمان ہے

ہے قلوب المومنیں عرشِ خدا صاحبِ عرفاں کوئی انسان ہے
بحرِ حسنِ لایزال و لم یزل
خود حسینؑ خلقِ خدا کی جان ہے

○

الف اللہ الصمد اِک جان لامحدود ہے ہیکنا رہ ذات ہے دیگر نہ کچھ موجود ہے
نورہٗ اللہ الصمد جس میں نہ کوئی جوف ہے نہ تو کوئی شرک ہے طواف ہے نہ طوف ہے
احدیت ہے صمدیت اس میں ہے غیریت کجا نہ کوئی اسمِ صفاتی نہ کوئی ارض و سما
ہستیٔ مطلق ہمہ آغاز نہ انجام ہے ہر تعین صفت جس کی جس کا ہر اک نام ہے
خود بخود در خود تصور میں کئے ہر دو جہاں لامکاں ذاتِ مصوّر خود مکین و خود مکاں
علم و عالم آپ ہے اور خلق سب معلوم ہے آپ ہے فہم و فہیم اور خلق سب موہوم ہے
خود بخود موجود ہے اور خلق سب معقول ہے
فعل و فاعل آپ ہے شکل حسین مفعول ہے

غزلیاتِ متفرقات

○

تُو بے نام مَیں ہُوں نام تیرا — میری ہر شکل میں ہر کام تیرا
خداوندا تیرا پابند ہُوں مَیں — تیرے ہی نُور میں یک چند ہُوں مَیں
تُو میرا حال ہے فرخندہ ہُوں مَیں — تیرا دیدار ہُوں آنند ہُوں مَیں
مَیں ہوں وَاللّیل تُو شمس الضّحیٰ ہے — میں ہوں اندھیر تُو مجھ میں ضیاء ہے
ہماری نیستی میں تیری ہستی — سراپا ہے تُوئی سب تیری مستی
ہے نَحنُ اَقرَبُ فرمان تیرا — تُوئی ہے لامکاں ہر شان تیرا
تیری دیر و حرم میں جُستجُو ہے — تیری ہر ہر زباں میں گفتگُو ہے
نہیں آغاز نہ انجام تیرا — ہمہ ارض و سما ہے بام تیرا
ثنا خواں تیرا تجھ بن کون ہووے — لسانُ الغیبُ میری عون ہووے
تمہارے نُور سے بھرپُور ہُوں مَیں — نہیں نزدیک نہ ہی دُور ہُوں میں

بحارِ حسن میں تُو ہی حُسیں ہے
تُوئی ہے لامکاں تُو ہی مکیں ہے

○

ایہا الانسان یا حسنِ ہمہ خیر الامم — مَنبعِ نورِ دو عالم شانِ تو مظہر اتم
مظہرِ نورِ تو ہر ذرّہ شود جلوہ نما — کیا نہیں تُو کیا ہے تُو حسنِ دو عالم کی ضیاء
حمدِ لکَ اَلحَمدُ للہ نورِ ربّ العالمیں — اے کہ ناپیدا و پیدا رحمت اللعالمیں
بحرِ حسنِ بے مثالی لایزال و لم یزل — نے حلول و اتحادی نہ فراق اور نہ وصل
حُسن اپنے کا تعشق شیشۂ انساں ہوا — علمِ مجمل کا مفصّل جلوۂ آعیاں ہوا
ظلِّ ذاتِ کبریا رُوحِ مصطفےٰ بے کنار — نُور میں اپنے مثالِ نو بنو دیکھی بہار
ہر صفاتی اِسم نے جلوہ کیا ہر جسم ہو — نُور ارضی وَالسّمائی ہر طرح ہر قسم ہو

ہے کمال اسمائی اپنے نور کا سارا ظہور　　بے مثل ہر شان میں ہے نورِ حق موسےٰ و طور
حسن یکتائی و ہر جائی کا جلوہ ہر نشاں　　ہر نشاں میں بے نشاں ہے ہر مکاں میں لامکاں
الصمد بے جوف ہے طواف ہے نہ طوف ہے　　ذاتِ مطلق حسنِ احدیت ہمہ بے جوف ہے
بیکنارہ حسن کا قلزم عیاں در ہر حسین
غیر کی ہستی نہیں للغیر گنجائش نہیں

○

تو مجھ میں بقا ہے میں تجھ میں فنا ہوں　　تو ہے نور میرا میں تیری ضیا ہوں
تو مجھ میں خدا ہے میں تیری انا ہوں　　نہ تو ہی جدا ہے نہ میں ہی جدا ہوں
تو مجھ میں عیاں ہے میں تجھ میں نہاں ہوں　　اگر تو نہ ہووے تو پھر میں کہاں ہوں
تو ہی سب کا اوّل تو ہی سب کا آخر　　تو ہی سب کا باطن تو ہی سب کا ظاہر
تو ہی سب کا حاضر تو ہی سب کا ناظر　　تو ہی سب کا اندر تو ہی سب کا باہر
تیری دید جنت ہے فرقت جہنم　　تو ہی ساز ہر رگ میں تیرا ترنم
تو بحرِ حسن ہے میں لہرِ حسیں ہوں
نہیں غیر تیرا کہ مشرک نہیں ہوں

○

ازلی ابدی نورِ قدیم عصمت عظمت والا　　اُمّی پاک لدنّی عالم ذات صفات اُجالا
ہے دُرِّ شہوار حسن دا نور النور منور　　آپے صورت آپ آئینہ اپنا آپ مصوّر
اُنس الانس اجلاس محمد یکتائی ہر جائی　　ہر ہر شان میں طور نیارا آلآن تنہائی
احدیت صمدیت اندر جوف نہ حد کنارہ　　زیروں زبروں پاک منزہ نہیں ضمیر اشارہ
حامد حمد محمد احمد الغول میم اُجالا　　اِک نقطہ ہر ابجد ہویا کل دفاتر والا

○

وَلِلّٰہِ میراث ارض و سما ہے — بجز حق تعالیٰ کجا کون وارث
نہ دارا سکندر نہ فرعون وارث — بجز حق تعالیٰ کجا کون وارث
عَلیٰ کُلِّ شیٍٔ محیطِ حقیقت — ہمہ شانِ واجب شیوناتِ کثرت
نہیں دُوسرے کی شراکت نہ قدرت — بجز حق تعالیٰ کجا کون وارث
کیا بحر نے اپنی لہروں کا پردہ — یہ پردہ کہیں پاک قلزم کا جلوہ
بہر شاں بہر موج پانی کا قبضہ — بجز حق تعالیٰ کجا کون وارث
وہی سب کا اوّل وہی سب کا آخر — وہی سب کا باطن وہی سب کا ظاہر
بہر شان حاضر بہر چشمِ ناظر — بجز حق تعالیٰ کجا کون وارث
وہ بہرِ حسن لایزالی کمالی — کہ جس سے نہیں ہے کوئی شان خالی
بحسنِ حسیں ہے جلالی جمالی
بجز حق تعالیٰ کجا کون وارث

○

إنِّی أنَا اللہ اَلحَمدُ لِلّٰہ — ہمہ خیر لاغیر اَللہُ اَللہ
کجُا غیر کو غیر ہادی ہو اللہ — کجُا ماخلا اللہ کجُا ماسوَی اللہ
بہر آن اللہ بہر شان اللہ — مرا گفت اللہ بگو قُل ھُوَ اللہ
ہمیں لَآ اِلٰہَ ہمیں اِلَّا اللہ — ہمیں اسمِ اعظم ہمیں جسمِ اللہ

○

یا غیر بے خلاؤ حصر کسوتِ حسیں — وے بحر بے کنار صمد بس توئی مبیں
بے نام و بے نشان و بے گمان ہستی ات — ہر نام و ہر نشان ہر گمان بالیقیں
موجود جز وجودِ تو ہر گز نشد ماہست — چوں در ازل نہ بُودے ھذہ کجا مکیں

○

رباعیات

سُبحانکَ اللہ یا اَحد و رَبِّ حمدِ لکَ صمدُ البقا — اَلآنَ کَما سُبحانکَ کانَ ولَم یَکُن مَعَ
نے طوف گرد احدیت نے جوف اندر صمدیت — پس ہستیِ مطلق توئی غیر از کجا آید کجا

○

انا البحرِ قدم جانِ جہانم — ہمہ نُورم زمینم آسمانم
ہمہ وحدت دریں کثرت نہانم — لباسِ کثرتم ہم خود عیانم

○

بس ہمارا کچھ نہیں ہم بے سروسامان ہیں — ناتواں ہیں بے نوا ہیں نیستی کی کان ہیں
ہستیِ مطلق عیاں ہر آن میں ہر شان ہیں — ہم سوا اُس کے کہاں ہیں کون ہیں حیران ہیں

○

از جنابِ قادری شُد شاہِ خیرالاصفیا ست — شاہِ راجہ سانسوی خیرالوریٰ دربار مست
بردرِ خیرالوریٰ دریوزہ گر آمد حسیں — نرگسِ مستِ نگاہ شد فارغ و بیکار مست

○

ہیچو ما عاصی نشد فِی الخلقِ ربُّ العالمین — زیں زمن تو بر کند کِلکِ کرامُ کاتبین
برگزیدہ از گنہگارانِ عالم فِی الزماں — بر درت آمد حسیں یا رحمۃ اللعالمین

○

اے جانِ جہاں شانِ تو یزدانِ قدیم است — زیں جہت کہ بے جہتی و بس شانِ عظیم است
حالات مرادانی و دانائے قدیمی — آوازِ گدا رونقِ بازارِ کریم است

○

اے کرض وسما محل و کرسیِ تو اُشتر — در کثرتِ موہوم توئی یکسر و خوشتر
ملجائی و ماوائی و ہر جائے نصیری — بس صلِّ علیٰ شانِ تو اے مہتر و بہتر

○

نیست جُز تو چُوں ہیچ موجُود ے — احد و صمدؐ خلا نہ محدُود ے
من چہ گویم کہ گیتم جُز تو — قصد تو ہم تو ہست مقصُود ے

○

خلیفہ بن کے تُو آیا جہاں میں — کوئی ثانی بھی ہے تیرا جہاں میں
نہ سمجھی سمجھ سے دستارِ فضیلت — یہی چرچا ہے اب کون و مکاں میں

○

نہ آیا گیا نہ نکالا گیا ہُوں — میں آدم کے سانچے میں ڈھالا گیا ہُوں
کسی سے نہ پُوچھا نہ کوئی ہوا ہُوں — علم میں ہی اپنے خیالا گیا ہُوں

○

بجُسنِ خیر شاہی ایں حُسینم — بہر سُوئے کہ بینم خیر بینم
ہمہ در تن نشینم و خیر خواہم — بخاکِ خیر با ہم عشق جا ہم

○

ہے خالق کی تصویر یہی — اُس مالک کی تنویر یہی
شبہ اُمّی کی تقریر یہی — گُل نرگس بصر بصیر یہی

○

دِلبر ہے دل میں اَلحمدُ لِلّٰہ — سودا ہے سر میں اَلحمدُ لِلّٰہ
دو جہاں کا والی آکر بسا ہے — دل کے نگر میں اَلحمدُ لِلّٰہ

○

باہر دل بندہ اندروں اللہ — ظاہر باطن ایک اکلا
اوّل آخر ظاہر باطن — شہر محلہ نُور تجلّی

○

شعر

حُسنِ حق در ہر حسین وہر تعین نُورِ اُو ○ ظاہر و باطن بجز حق نیست ہستی رُو نما

قادر ہے میرا پیر میں فقیر قادری ○ قادر بلا ہے ہو کے دستگیر قادری

چوُں ندارم در دو عالم جز تو کس ○ پس توے باشی مرا فریاد رس

خدایا سراپا تُو میرا خدا ہے ○ نہ میرا سر مُوئے تجھ سے جُدا ہے

روشنیٔ وحدت

حصّہ اوّل

آلیا وہ آلیا وہ آلیا......
اَیُّھا الاِنساں بتا تو کون ہے.....
کون ہے اوّل تیرا آخر تیرا......
میں نے جب چاہا تجھے تُو کون تھا......
تھا بھی میں اب ہوں بھی میں ہُونگا بھی میں
ذات کا متخیلہ انسان ہے.........
بس تُو ہے میرے ارادہ کی مراد......
میں فقط اِک ذات ہوں احد الصّمد
نہ کوئی کُنبہ وُکُفء قامت نہ قد
نہ کنارا نہ سہارا ہے میرا......
نہ حلول و نہ کوئی اتحاد ہے.....
جمنے جلنے سے ہمیشہ پاک ہُوں
اَلوَجوُدُ وَاجِبٌ بِالذّات ہوں
میں ہوں اپنی ذات میں سمیعُ البصیر...
علم کا اپنے علیم و خود کلیم
اوّل و آخر میرا کوئی نہیں
اَحد ہُوں بس ہے یہ احدیت میری
علم میں اپنے کری نیتت تیری
علم کی جھانکی میں تجھ کو پالیا
الف میں ہوں میم تُو اے جانِ من
میری احدیت تیرا اسرار ہے

جو ارادہ تھا میرا وہ پالیا
ہستیٔ رحمٰن سوا تو کون ہے
کون ہے باطن تیرا ظاہر تیرا
نہ تُو مُوسےٰ ہی تھا نہ فرعون تھا
تھا نہ تُو اب ہے نہ تو ہوگا نہ تیں
کیا ہے انساں مرآت الرحمٰن ہے
غیر کا مُثبت نہیں اے نو نہاد
ہوں منزہ لَمْ یَلِدْ اور لَمْ یُولَدْ
ذات لَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُواً اَحَدْ
نور ہوں سارا پسارا ہے میرا
نہ کمی ہے نہ کوئی ایزاد ہے
درک ہوں مدرک ہوں خود ادراک ہوں
پاک از خطرات و از آفات ہُوں
حیّ و ہم قادر ارادے میں قدیر
غیر کی ہستی نہیں ہرگز سہیم
باطن و ظاہر میرا کوئی نہیں
صمد ہوں بس ہے یہ صمدیت میری
ہے یہ محض خیر و عافیت میری
تُو نہیں ہے میں ہوں یہ آزما لیا
تو میرا دیدار ہے سِرّ و علن
تو میری وحدت میرا دیدار ہے

تو میرا مجمل علم اُمّ الکتاب
قلم اعلیٰ ہے تیرا عالی خطاب

لا وجودِ غیر الّا غیر ہُوں
شاہد و مشہود خود لا غیر ہوں

بحرِ احدیت جو آیا جوش میں
لہر علمی آ گئی آغوش میں

علم میں آیا میرے کیسا ہوں مَیں
کہہ دیا قدرت نے یہ ایسا ہوں میں

حسنِ احدیت کا سب انسان ہے
کسوتِ انسان ہی رحمٰن ہے

دفعتہً تھی یہ ارادے کی ندا
خود سنا ہم نے تو دیکھا برملا

خود حیاتِ ذات آئی دید میں
صورتِ انساں ہوئی فہمید میں

دیکھ کر صورت کو اپنی خوش ہُوا
عشق نے جلوہ کیا خامش ہُوا

رحمتوں کے جوش آتے اِس قدر
نُور سے پُر نور مخمورِ خمر

یہ ہے کن کہنا میرا کس کو کہا
کون ہے فَیَکُوْن ہوا میرے سوا

شکل انساں آپ کو جب پالیا
پالیا خود کو سبھی آزما لیا

یہ ہے میری شان سب سے پیشتر
ہے یہی انسان سب سے پیشتر

ھَلْ اَتٰی انسان کا سرتاج ہے
ہیں انساں کے تلے سب راج ہے

حضرتِ انسان میری شان ہے
مَیں ہوں سارا یہ تو میری جان ہے

اَیُّھَا الْاِنْسَان بھلا تو کون ہے
اپنی ہستی تو دکھا تُو کون ہے

نقطۂ علم ازل تو ہے میرا
مَیں ہوں بے نقطہ بدل تو ہے میرا

برزخِ کُبریٰ تمہارا نام ہے
تجھ میں خود ہونا ہمارا کام ہے

میرے سارے علم کا تُو شہر ہے
شہر کیا ہے بے بہا اک بحر ہے

علم پڑھنے کی تو حاجت ہی نہیں
بس معلم کی سماجت ہی نہیں

تو لدنی علم کی تصویر ہے
میرا منشا آپ کی تقریر ہے

نقطۂ علمِ حقیقت ہے توئی
علم کی میرے جمعیت ہے توئی

تو ہے سرُ العِلمُ اللّدُنی ہے توئی
تو ہی میرے علم کی تفسیر ہے
اَے میرے نُورِ صفا تُو کون ہے
دیکھ اپنے میں کہ میں ہُوں یا کہ تُو
ہمہ تن میں ہُوں اَلَستُ بِرَبِّکُم
میں تیرا عاشق ہوں تو محبُوب ہے
نہ کسی کا باپ نہ بیٹا ہے تُو
مَا مُحَمَّدٌ کَانَ اَبَا اَحَدٍ
جب کہ کثرت میں نظر آئے گا تُو
ولد عبدُ اللہ تب کہلائے گا
اَشرفُ الکونین ہو جائے گا تُو
دیکھ لے اَے پر کہ تجھ میں تُو نہیں
تُو میرا محبُوب ہے میرے لئے
تو میرا منشا تیرا منشا خلق
میم کے پردے میں بے پردہ الف
تو ہے موتی میں ہوں بحرِ بے کنار
مَیں ہُوں بحرِ حُسن تو میرا حسیں
کہ نہیں میں مالکِ [illegible] نفس
درمیانِ ما وَ تو جبریل نیست
میرے تیرے درمیاں پردہ نہیں
ہے تصوّر میں میرے صورت تیری

بس وضاحت کا بہانہ ہے توئی
خلق تیرے علم کی تعبیر ہے
اَے میرے کانِ حیا تُو کون ہے
کیا سوا میرے ہے تیرا رنگ و بُو
جان من قَالُوا بَلیٰ جانم تنم
میں تیرا طالب ہُوں تو مطلوب ہے
ناہ صفت رجال میں لیٹا ہے تُو
ہوں اَنَا اَحمَدُ بلا مِیمٌ لَہُ
آمنہ بُشرہ کے گھر جائے گا تُو
والدِ خیر النساء بن جائے گا....
عاشق و معشوق دِکھلائے گا تُو
اب سوا میرے تیری کچھ بُو نہیں
دو جہاں مرغوب ہیں تیرے لئے
خلق تیری ہے مُزمّل کی دلق
الف ہے اِک بحر تُو دُرِّ صدف
تیری خاطر ہے صدف میں ہر بہار
دیکھ لے میں ہوں تیرا حقُ الیقیں
نہ نفع نقصان کی مجھ کو ہوس
در تعشق ہیچ قال و قیل نیست
اِس لئے جبریل کا گزرہ نہیں
ہے میری ہستی سے یہ صُورت تیری

تو وہ عیسےٰ ہے جہاں مریم نہیں
تو وہ انساں ہے جہاں آدم نہیں

غیر ہستی نیست و نابُود ہے
ہستیٔ ما شاہد و مشہود ہے

ہے نہیں میرے سوا تُو دُوسرا
ہے نہیں تیرے سوا اور دُوسرا

بس ہمہ تن ذات میری ہے مدام
تجھ کو مجھ سے سب کو تجھ سے ہے قیام

تیری مدہوشی میں میرا ہوش ہے
تیری خاموشی میں میرا جوش ہے

تُو میرا ہے میں تمہارا نُور ہُوں
نہ تیرے نزدیک ہوں نہ دُور ہوں

میں نے جب چاہا تجھے تُو کچھ نہ تھا
تیری ہستی خود مجھے ہونا پڑا

تجھ کو ہونے کی ضرورت ہی نہ تھی
غیر کی مجھ میں کدُورت ہی نہ تھی

میں نے خود تیرا تصور ہے کیا
الف اندر میم کے پرگھٹ ہُوا

الف احدیّت میری ہے بے کنار
میم صورت ہے میری انداز دار

میم کے پردے میں میرا راز ہے
کچھ نہیں پردہ یہ میرا ناز ہے

جب کہ میرا غیر لاموجود ہے
ذات میری شاہد و مشہود ہے

تُو ہے میرا نُور میں ہوں نُور بیں
اے کہ ذاتِ رَحمتُ اللعٰلمین

جو تو چاہے سو کروں میں بے دریغ
قبضۂ قدرت میں تیرے دیگ و تیغ

پیش تو جن و پری شرمائیں گے
قدم سے تیرے فخر سب پائیں گے

خُلد میں حُوریں تجھے ہی گائیں گی
حُسن تیرا دیکھ کر شرمائیں گی

دو جہاں تجھ سے منوّر ہوئیں گے
قدم تیرے سب ملائک دھوئیں گے

ذرّہ ذرّہ سب تیرے گُن گائیں گے
لے کے تیرا نام عزّت پائیں گے

تُو میرا اِک نازنینِ یار ہے
مَیں خمر تُو خانۂ خمار ہے

اے امیرِ دو جہاں اسرارِ ما
قصّہ کوتاہ صورتِ اظہار ما

تیری امّت کے گناہ ہوں گے عجیب
تیرے ہو کر بخشے جائیں گے غریب

علمِ مجمل تُو میرا ہر حال ہے
نقطہ سارے علم کا اجمال ہے

دستِ قدرت کا تو انپنڈنٹ ہے
خلق ساری کا تو سپرنڈنٹ ہے

دستِ قدرت میں قلم ہے پُر ضیاً
قلم کے مُنہ میں ہے نقطہ بے بہا

قلم میں نقطہ ہے نقطہ میں حرف
الف لام میم میں نقطہ حذف

علم میرا تیرے نقطہ میں ہے بند
نقطہ میں سارے حرف ہیں چوُن و چند

نقطہ ہی ہر حرف کی بنیاد ہے
جزم شدّ و مدّ جس سے شاد ہے

الف میں نقطہ نظر آتا نہیں
الف بے نقطہ نظر آتا نہیں

اوّل و آخر الف کا ہے نُقط
باطن و ظاہر الف کا ہے نُقط

الف خالی کہتے ہیں دستُور ہے
لیک نقُطہ سے الف بھرپُور ہے

خالی از نقطہ نہیں زیر و زبر
جزم مدّ و شدّ نقطہ سے ہے پُر

سب کا اوّل سب کا آخر ہے نقطہ
سب کا باطن سب کا ظاہر ہے نقطہ

روشنائی سے قلم بھرپُور ہے
قلم کے منہ میں نقطہ پُر نوُر ہے

خط کاتب کا ہے نقطہ میں نہاں
نقطہ ہی خط و کتابت میں عیاں

عالم علم نقطہ رحمٰن ہے
کیا ہے نقطہ نقشہٗ انسان ہے

کاتب و مکتوب کے مابین ہے
عالم و معلوم کا یہ عیَن ہے

جنُبش نقطہ میں عین و غین ہے
نوُرِ انساں نبعِ کونین ہے

علم عالم میں ہی معلومات ہے
نوُرِ انساں میں ہی مخلوقات ہے

مَیں تیرا عالم تو میرا علم ہے
علم تیرا دو جہاں کی قلم ہے

میں عیاں تجھ میں تو میرا عین ہے
خلق کے اعیان تیرا عین ہے

میں تیرا رب تو ربوبیت میری
جملۂ اعیان تربیّت تیری

ہے اشارہ تجھ پہ لَولَاکَ لمَا
خلقتہُ الافلاک ہے تیری ضیاء

اے گلِ رعنا کہ وحدت کوئے تو
ہر دو عالم جو دو رنگ و بوئے تو

اے بُتِ رشکِ بُتانِ آزری
سجدہ گاہ ہے عرشیاں ابروئے تو

گرچہ گیسو عنبریں غیرِ تو نیست
لیک دل بستند موئے موئے تو

بستہ ام دِل خستہ اَم شاہا بیا
کے توانم جز تو آیم سُوئے تو

تاجدارانِ جہاں خاکِ درت
کس ندیدم ایں چنیں خوشخوئے تو

اَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْن خَیْرُ الوَرٰا
خیر مقدم خیر ما خوشبوئے تو

بس گرسنہ تشنہ لب آمد حسین
بر درِ دولت لبالب جُوئے تو

دستِ قدرت سے ارادہ کی قلم
کرتی ہے اِک آپ سے نقطہ رقم

نقطہ میں اِک نکتہ پُر راز ہے
کاتب قدرت کا یہ انداز ہے

نُطق نکتہ نقطہ انسان ہے
یعنی انساں ناطقِ قرآن ہے

پاک اللہ کی زباں انسان ہے
گر نہ ہو انسان تو کیا امکان ہے

دو جہاں کی علتِ غائی ہے یہ
صورت از صورتی پائی ہے یہ

نام بے صُورت کا اللہ جان لے
نام صورت کا عبد پہچان لے

بحرِ اللہ لہر بندہ اے جوان
بَیْنَہُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَان

لہر کے سینہ میں بحرِ بے کنار
پڑھ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ اے ذی وقار

اَحد و اَحمد میں اتنا فرق ہے
آب میں گرداب زرق و برق ہے

بحرِ احدیت میں ہے دُرِّ صدف
قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدْ چہ دُر چہ کف

ناطقِ قرآن ہے اُمّی لقب
اپنے گھر مہمان ہے امروز اب

ذات اپنی میں غنی رحمن کل
نُور سے اِنسان کے سب جزو کل

حضرتِ انسان ہے کُلُ اَلْکُل
کامِل انسان ہے ختم رُسُل

گفتہ انساں اَنَا مِنْ نُوْرِہٖ
کُلُّہُمْ نوری ہے جن کی گفتگو

بلبل و گلزار و سبزہ آبشار
سب میں ہے نور محمد آشکار

چوم لو سب ہی قدم انسان کے
سب کرو سجدہ بجز شیطان کے

آدمی ہے آدمیت کا مقام
اور کالانعام ہیں بشر عوام

آدمی انسان کامل باکلام
روح ملائک سب کا ہے جس کو سلام

آدمی ہی دو جہاں کی جان ہے
آدمی آئینۂ رحمان ہے

شیشۂ رحمان یہ انسان ہے
ذات کا نور ضیا انسان ہے

مظہر ذات خدا انسان ہے
آدمی خلق خدا کی کان ہے

مسجد خلق خدا انسان ہے
لِلْمَلٰئِکَۃِ اسْجُدُوْا قرآن ہے

مرکز دور زماں انسان ہے
منکر انسان ہی شیطان ہے

مرشد انسان کامل چاہیے
نہ کہ زاہد خشک عامل چاہیے

دیکھ لو انسان کامل ہے پیا
ظاہر و باطن سخاوت کی بنا

ہو کریم النفس اور خلق عظیم
دلربائی حق نمائی کا فہیم

پاک دل اغراض کی امراض سے
وہم دوئی کاٹ دے اعتراض سے

راست گوئی کذب شوئی باللساں
کثرت و وحدت کا شاہد فی الزماں

لی مع اللہ کی رمز کا راز داں
کُنتُ کنزاً کے کنز کا پاسباں

تشبیہ و تنزیہ کا جامع پیر ہے
ابتدائے چھاچھ و مکھن شیر ہے

ہے وہ بحر ذات کا دُرِ صدف
مَنْ رَآنی کی صدا دُرِ بکف

رویت اُسی کی ذات کا دیدار ہے
بادۂ وحدت سے وہ سرشار ہے

اول و آخر خدا بالذات ہے
ظاہر و باطن یہ سچی بات ہے

عرش اللہ ہے قُلوب المؤمنین
مقعد صدق میں ہے خود جانشیں

صورت اس کی صورت رحمٰن ہے
حضرت حق حضرت انسان ہے

چوم لو مردِ خدا کی خاک کو
جانِ لولاکَ لمَا افلاک کو

نقطۂ علم خدا انسان ہے
ھَلْ اَتیٰ انسان جس کی شان ہے

اللہ اللہ کیا کہوں انسان ہے
واجب و امکان کی یہ جان ہے

قوس ہر دو واجب و امکان ہے
درمیاں اِس قاب کے انسان ہے

الف نوُن و الف نوں دو قوس ہے
درمیاں یٰسٓ ہی فردوس ہے

این و آں ہر دو جہاں قرآن ہے
اندریں یٰسٓ دل قرآن ہے

الف نوُن والف نوُن بحرین ہے
درمیاں کالٰسین برزخ عین ہے

سین یَلْتَقِیَان ہے لَا یَبْغِیَان
ہے سلامٌ قول اللہ کا بیاں

ہاں مگر انسان کامل ہے کہیں
ہر بشر انسان کہنے کو نہیں

گر بصورت آدمی انسان ہے
احمد و بوجہل پھر یکساں ہے

اسم اعظم نام ہے انسان کا
دو جہاں میں کچھ نہیں اس شان کا

حور و غلماں باغ و رضواں کس لئے
حق کا ہے مہمان انسان اس لئے

گرمیوں میں سردیاں موجود ہیں
سردیوں میں گرمیاں موجود ہیں

ہے تراوت میں یبوست کی بہار
در یبوست ہے تراوت آبشار

لہلہاتی سبزیوں میں پھول و پھل
ہر زماں ہر شان رنگیں برمحل

فاختہ طوطی و بلبل قمریاں !
رقص میں گائیں ترانے ٹھمریاں

مست بلبل بر گلاں سرشار ہیں
پھول دیکھو کس گلے کا ہار ہیں

کس کی خاطر یہ سروسامان ہیں
کس لئے یہ نو گلِ خنداں ہیں

کون ایسا شہرۂ آفاق ہے
دو جہاں جس کے لئے عشاق ہے

واہ یہی انسان ہی انسان ہے
یہ خدا کی خلق کا ایمان ہے

خلق میں یہ اشرف المخلوق ہے
عاشقِ اللہ خود معشوق ہے

ہے یہ محبوبِ خدا کونین میں
نورِ حق بحرین میں قوسین میں

اللہ اللہ نام کو انسان ہے
اپنے گھر میں آپ ہی مہمان ہے

ہے بذاتِ خاص خود مظہر اتم
شاہِ خیر الوراثین خیر الامم

نقشۂ نورِ خدا خیر الورا
پیشوائے خلق خیر الانبیاء

قُوَّتُ العِلْمِ عَلِیٌّ بابُہا
ہے جناب پاک خیر الاولیاء

فاطمہ خیر النساء کانِ حیا
حضرتِ حسنینؑ خیر الاصفیاء

سُو بسُو اور کُو بکُو نورِ حسین
آپ زین العابدین عالم کا عین

آپ ہے باقر امامِ عاشقاں
جعفر و کاظم نظام صادقاں

ہے علی موسیٰ رضا نورِ خدا
حضرتِ معروف کرخی باصفا

سرّیِ سقطی حریم خاص حق
حضرتِ جنید خاص الخاص حق

حضرتِ شاہ شیخ شبلی پُر ضیا
بُوالفضل شاہِ شہاں اہلِ صفا

حضرتِ بُو یوسف از طرطوس ہیں
گلشن وحدت کے وہ طاؤس ہیں

شاہِ بُوالحسن قریشی نازِ حق
بُو سعیدِ مخزمی شاہبازِ حق

غوثِ اعظم قطبِ عالم پیر ما
شاہِ عبد القادرِ توقیرِ ما

تاج دین عبد الرزاق اللہ کا نور
شرف الدین عبد الوہاب فی الصدور

حضرتِ شاہِ بہاؤ الدین ولی
شاہ عقیلِ وارثِ علم علی

شاہِ شمس الدین شمس العارفین
شاہِ رحمانِ گدا حق الیقیں

شاہِ شمس الدین ثانی پاک باز
شاہِ فضیل راز نورِ بے نیاز

شاہ کمال الدین سید کینتھلی
از نسیم پاک خوشبوئے علی

شاہ سکندر کینتھلی پیر مغاں
غنچے ہیں در ضیائے صوفیاں

پیر طاہر بندگی لاہور ہیں
بُو محمد آپ ہیں کب اور ہیں

شاہ محمد افضل الشاہ ستھاں
پیشوائے عاشقان و عارفاں

ہیں کلاتوری برائے عاشقاں
ہر بہمہ طوری برائے صادقاں

شاہ فاضل دین سیّد بوالفرح
دستگیری میں مؤید ہر طرح

شاہ غلام القادر قادر نما
سیّد عالی نسب شاہ بقا

شاہ غلام غوث غوثی شان ہے
فیض جن کا شاں بشاں ہر آن ہے

ہیں قلندر حضرت عبد الرّسول
در حریم خاص اصحاب القبول

پہن کر تاج خلافت پاک دل
پاک دل کرتے رہے از آب و گل

نور احمد شاہ نورِ لایزال
حضرت انسان کامل بے مثال

آکے جالندھر کو روشن کر دیا
ہر طرح ہر ہر میں ہر ہر بھر دیا

حضرت شاہ غلام محی الدین
جن کا عالی شان ہے حبل المتین

آپ نے جس کو دکھایا آپ کو
کیا کرے تسبیح و مالا جاپ کو

قال اللہ خاص جن کی قال ہے
قادری دیوان حسب الحال ہے

شاہ غلام احمد خلف الرشید
ولد و والد آپ ہیں پیر و مرید

جن کا ہدیہ قادری سی حرفیاں
ابر رحمت ہو کے باراں برسیاں

مرشد ما شاہ خیر الدین ہیں
کلمہ خیر الوریٰ کا دین ہیں

خاص مظہر ذات خیر الوارثین
روئیت خیر الوریٰ ہیں بالیقیں

ہیں بذات خاص خیر الاولیاء
صوفیئے طیّار خیر الاصفیاء

شاہ خیر الدین خیر الرّاحمین
درمیاں اب ہستی ما کچھ نہیں

شاہ حسین قادری اک نام ہے
ہے توئی موجود یہ الزام ہے

نہ ہی میں کچھ ہوں نہ ہونا چاہئے
بیج گھر میں ہو تو بونا چاہئے

جب سے تو ہے نہیں ہستی میری
نہ بلندی ہے نہ ہے پستی میری

میں نہیں ہوں ہے توئی ہستی میری | تجھ سے قائم ہوں یہ ہے مستی میری
میں نہیں کچھ میں نہیں کچھ میں نہیں | ہم زمین و آسمان کچھ ہیں نہیں
حور و غلماں باغ رضواں کچھ نہیں | آدم و حوّا و شیطاں کچھ نہیں
دارا و اکبر سکندر کچھ نہیں | دیکھئے باہر نہ اندر کچھ نہیں
ناظریں تم میں تمہارا کچھ نہیں | جان لو ہم میں ہمارا کچھ نہیں
جز خدا کے کچھ نہیں کونین میں | فیل و پشہ کچھ نہیں دارین میں
اے خدائے خلق رب العالمیں | کون ہے کونین میں جز تو معیں
کلُ شیئاً مظہر کُل صفات | ہے ولے انسان مظہر پاک ذات
ہر طرف ہر طور ہر ہر شان میں | ثُمّ وجہ اللہ عیاں قرآن میں
بحر وحدت کے ہیں سب لہر و حباب | درّ وحدت پیر ما عالی جناب
من مرید بے نوا و ناتواں | ہر زماں ہر شاں توئی پیر و جواں
ہے نہیں تیرے سوا شاہ و گدا | ہے توئی ہر ہر میں ہر ہر نما
کون ہوں میں کیا کروں تیری ثنا | ہے ثنا خوانی شراکت کی بنا
تیری ہستی کے سوا میں کون ہوں | خواہ موسےٰ ہی بنوں فرعون ہوں
دانت اپنے میں بنا سکتا نہیں | بال تک اک میں بنا سکتا نہیں
بال کتنے مونچھ کے ہیں کیا خبر | تاؤ مونچھوں کے چڑھاتا ہوں مگر
آئینہ میں دیکھ کر اس شکل کو | بھولتا ہوں تب میں اپنی عقل کو
جب میرا مجھ میں نہیں اک بال بھی | اور عقل کرتی نہیں اقبال بھی
کون ہووے مُدّعی تیرا شہا | کیا قیامت میں ندامت کے سوا
آج ہی یوم حسیبا سچ ہے | میرا دعوےٰ جھوٹ تیرا سچ ہے
میں ہوں تجھ میں تو ہے مجھ میں رونما | ہر سرّ سرّی آپ نے فرما دیا

اَوّل و آخر میرا توئی شہا باطن و ظاہر میرا تُو ہے خدا
گوشت پوست کُل مغز و اُستخواں تُو ہی تُو ہے جُز تیرے بندہ کہاں
تُو ہی بحرِ حسُن ہے تُو ہی حسین
قرُب و بُعد و وصل و ہجراں شرک عین



روشنیٔ وحشت

حصّہ دوم

لا تقریر لا تحریر بات ہے
غیر ہستی کے لیے تو جا نہیں
نہ کوئی آغاز نہ انجام ہے
نہ کوئی ہے شان نہ کوئی آن ہے
بے نشاں ہے بے بیاں ہے بے کنار
ہے یہ اَحدیت کی صمدیت مدام
کون ہوں مَیں کیا کروں تیری ثنا
گر تو وحدت میں ہے یکتا بے مثل
رُوح مثال و جسم انساں کون ہے
دوسرا میں کون ہے یہ دُوسرا
وہم دُوئی کا سراسر عیب ہے
شاہد اِس قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
نہ کوئی تصویر نہ قامت نہ قد
نہ کوئی کُنبہ نہ کف نہ نیک و بد
لا تعین حد و اندازہ سے پاک
نہ کوئی اسماء صفات و رنگ و رُوپ
نہ کوئی نقشِ زمین و آسماں
نام اَحدیت ہے اس کا اے جواں
تو ہے اَحد تو صَمد ہے بے نیاز
گر تُو عاشق ہے تو معشوق از کُجا
عشق و عاشق آپ ہی معشوق ہے

لا تعین لامعین ذات ہے
جا نہیں تو غیر ہونے کا نہیں
نہ خلا اِس میں نہ کوئی نام ہے
ہے تو ہے بے جہت یکتا جان ہے
خود بخود ہے نہ کسی کا انتظار
ہے یہ کُلّی خیر و عافیت تمام
میری ہستی ہی نہیں تیرے سوا
بیچ کثرت کے بھی ہے تو بے بدل
تشبیہ و تنزیہ میں شایاں کون ہے
واجب و ممکن نہیں تیرے سوا
تیری ہستی پاک ہے لا ریب ہے
نہ خلا نہ جہت اَللّٰهُ الصَّمَدُ
بحر ہستی لَمْ یَلِدْ اور لَمْ یُوْلَدْ
ذات لَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ
نہ کوئی ثانی ہے نہ اُمید و پاک
نہ کوئی دن رین نہ چھاؤں نہ دھوپ
لا مکاں یکتا نہ کوئی داستاں
ہے ولیکن پاک از نام و نشاں
نہ تیرا انجام نہ کوئی آغاز
آپ ہی معشوق کی صُورت ہوا
خلق و خالق آپ ہی مخلوق ہے

رزق و رازق آپ ہی مرزوق ہے
سبق و سابق آپ ہی مسبوق ہے

علتِ غائی تو خود معلول ہے
فعل و فاعل آپ ہی مفعول ہے

خود ارادہ خود مراد و خود مرید
اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ

الف تو ہے لام تو ہے میم تو
جلوۂ خود احسنِ تقویم تو

الف و اندر میم کے کیا فرق ہے
ہر دو عالم میم ہی میں غرق ہے

الف اللہ سے مقطع ہے عیاں
میم سے منشاء محمدؐ بے گماں

الف اللہ بحر بے حد و کنار
میم احمد موج ہے یا آبشار

الف اللہ ایک ہے صورت سے پاک
نہ شکل نہ حد و اندازہ کا باک

الوجودُ واجبُ بالذات ہے
نہ کوئی ہے نہ کسی سے بات ہے

حسن اپنے کو جو چاہا دیکھنا
شکل انساں خود ہی آئینہ بنا

برزخِ کبریٰ ہے اپنی ذات کا
ہے یہ مجمل جملہ ہائے صفات کا

آپ شاہد آپ ہی مشہود ہے
آپ واجد آپ ہی موجود ہے

علم میں اپنے ہی خود معلوم ہے
غیر کی ہستی یہاں معدوم ہے

اپنی صورت پاک دیکھی پاک نے
لایزالُ لم یزل بے باک ہے

نہ کہیں آنا نہیں جانا پڑا
نہ کوئی محبوب ہی لانا پڑا

دیکھ کر معشوق عاشق مسکرا
خوش ہوا بس خوش ہوا بس خوش ہوا

مرآۃ الرحمٰن یہ انسان ہے
رام مورت آپ ہی بھگوان ہے

یہ مفصل ہے ابھی اجمال ہے
یہ حقیقت احمدی فی الحال ہے

قلم اعلیٰ ہے یہی اُمّ الکتاب
ہے یہ اوّل نقطۂ علم جناب

جامع جملہ صفات و ذات کا
بیج میں کیا فرق پھول و پات کا

پھول برگ و خار پھل اس میں نہاں
قلم میں نقطہ ہے نقطہ میں بیاں

دیکھ فرماتے ہیں مولٰنائے رُوم   در کتابِ مثنوی بحر العلوم

علم صوفی خط و علمِ حق نُقط   از وجودِ نقطہ باشد بود خط

نقطہ جنبش کرد و خط آمد پدید   لیک ذاتِ نقطہ در خط کس ندید

زیں سبب فرمودہ حضرت مولوی   با کمالِ معنوی در مثنوی

علمِ حق در علمِ صوفی گُم شوَد   ایں سخن کے باورے مردم بُوَد

علمِ حق انسان ہی ثابت ہوا   دو جہاں انسان کی بابت ہوا

عِلم نقطۃٌ حدیثِ مصطفٰے   کلّہم نوری ہے اُن سے ماجرا

حضرتِ انسان سب کا نُور ہے   ، کسی کا نزد ہے نہ دُور ہے

حضرتِ انساں کے پانچوں حرف ہیں   سین ہے مظروف باقی ظرف ہیں

پانچوں حرفوں کا مقطع سین ہے   جس کے آخر آں اوّل ایں ہے

سین انساں گر نہ ہووے درمیان   اول و آخر رہا بس ایں و آں

ایُّہا الانسان سے ہی سین ہے   جس کے آخر آں اوّل ایں ہے

سین کیا ہے یہ دلِ قرآن ہے   سین کیا ہے ایں و آں کی جان ہے

ایں و آں کیا ہے اشارہ ایں و آں   سین برزخ ہے جو اُن کے درمیاں

سین ہی سے قاب دو قوسین ہیں   سین ہی سے بحر دو بحرین ہیں

ہے فقط اک بحرِ ہستی بیکراں   بَیْنَہُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَان

ہے فقط انسان ہی شقُّ القمر   تنزیہہ و تشبیہہ ہیں جس کے زیر و زبر

مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَاَی الْحَق بخواں   دیکھ فرماتے ہیں شاہِ دو جہاں

حق نے فرمایا ہے لَوْلَاکَ لمَا   پھر تجھے کیا شک رہا اے باصفا

علم مجمل جو ہوا اُن پر بیاں   طالب صادق کو کافی ہے جواں

بعد میں تفصیل اُس کی جان لے   مرتبہ اعیان کا یہ مان لے

اس میں ہے فقر و غنا ناز و نیاز — علم میں معلوم ہے با امتیاز
میم کے ابجد میں ہیں چالیس عدد — میم سے چالیس منازل کو مدد
عرش اوّل فرش دوئم اے جواں — سات طبقے ہیں زمین و آسماں
برج بارہ ہفت ہیں سیارگاں — بعد اِس کے عرض و جوہر نیک داں
پھر ہے سہ گانہ موالید اے جواں — یہ نباتات و کان ہے تیجا حیواں
چار عنصر اس کے آگے جان لے — طول و عرض و عمق پھر پہچان لے
یہ ہیں چالیس گنج در علم الف — علم اللہ میم ہے جانِ سلف
علم عالم میں سبھی معلوم ہے — غیر کا ہونا یہاں معدوم ہے
ہو چکا علم مراتب کا بیاں — احدیت و وحدت و وحدیت عیاں
ہیں یہ تینوں مرتبے حقی جواں — خلق کا اس میں نہیں ہے کچھ نشاں
تین دن منجملۂ ستّہ ایّام — جن میں ظاہر کا ہوا سب انتظام
یہ وہ قرآن ہے کہ پیش از لس و ناس — جس کو پا سکتے نہیں خلقی حواس
یاں کلک کاغذ سیاہی کچھ نہیں — یاں خلق کی ماہ و ماہی کچھ نہیں
قلم ہے کاتب ہے لوح معلوم ہے — پر نہیں اظہر یہ سب مکتوم ہے
ہے سبھی پر کچھ نہیں ہے کے سوا — جس طرح سے زر میں زیور ہے فنا
نقشۂ خلقی علم میں ہو چکا — جس سے کچھ ہونا نہیں ہرگز فنا
خلق کے اعیان ہیں عینِ علم — عین ہے پس یا علیمؐ کا علم
یہ کوئی افسانہ و قصہ نہیں — یہ عوامُ الناس کا حصہ نہیں
علم میں عالم کو سب معلوم ہے — پر سوائے ذات کے معدوم ہے
یہ کتابِ گنجِ مخفی ہے اخی — پڑھ لے جس کا پیر کامل ہے سخی
وہ سمجھتے ہیں جو ہیں اہلِ بطون — لَا یَمَسُّہٗ بجز مُطَہَّرُون

کر لیا سارا پسارا علم میں
بھر لیا سارا علم کی قلم میں

آپ اَلآنَ کَمَا کَانَ رہا
نہ کہیں آنا نہیں جانا رہا

مشنری وَاحدیّتی پُوری ہوئی
حاکم وحدت کے منظوری ہُوئی

سب مشینیں ہو گئیں تیار جب
پُرزہ پُرزہ پالیا درکار جب

تُو ہے خالق یہ تیری مخلوق ہے
تو ہے رازق جملہ ہاتے مرزُوق ہے

ہم تیرے عابد ہیں تو معبود بن
ہم تیرے ساجد ہیں تو مسجُود بن

کُلُّ شَیْئٍ هَالِكٌ تیرے سوا
ہر وجہ تو آپ ہے ہر ہر نما

ہستی ما کچھ نہیں تیرے سوا
کون اب زندہ کرے یہ ماجرا

ہم تیرے اِسماء صفاتی نام ہیں
تو مسمیٰ ہے یہ تیرے کام ہیں

ہر دُعا کا مدعا تو آپ ہے
کُل شئے کا آسرا تو آپ ہے

پھر ہوا مشغول اپنی ذات میں
بے بہائے بحر بے اثبات میں

اَلمدد یا احدیت اَلمدد
سب تیرے اَعداد ہیں تو بے عدد

غیر ہستی کا نہ تجھ میں داغ ہے
ہے تُو مالی یہ تیرا سب باغ ہے

ذاتِ احدیت سے آئی یہ صدا
مرحبا اے نورِ انساں مرحبا

الصّلوٰۃ والسّلام اے جانِ من
منبع کونین عالیشانِ من

جملہ کونین ہے تیرے لئے
توہی میرا عین ہے میرے لئے

ہے تو میری ذات کا مظہر اَتَم
میں تیرا عاشق تو ہے میرا صنم

تیرا چاہنا کرنا میرا کام ہے
تو نہیں انسان میرا نام ہے

اپنی ہستی سے تجھے پیدا کیا
اپنی ہستی کو تیرا شیدا کیا

جو تجھے چاہا مجھے ہونا پڑا
تو ہے میرا آئینۂ حق نما

میرا منشا خاص ہے تیرا جمال
تیری کسوت میں ہوا میں نونہال

میں نے جب چاہا تجھے تو کچھ نہ تھا … تیری صورت خود مجھے ہونا پڑا

تجھ کو ہونے کی ضرورت کچھ نہ تھی … غیر کی مجھ میں کدورت کچھ نہ تھی

میں نے ہی تیرا تصور خود کیا … الف میں اب میم کا جلوہ ہوا

الف شکل میم ہے اب رُخ نما … لام لا ہے کچھ نہیں برزخ ہوا

لا کا برزخ تیغ سے ہے تیز تر … بال سے باریک تر نُورِ نظر

الف ہے جلوہ نما در روئے میم … الف ہی شایاں ہوا در گوئے میم

الف مَیں ہوں میم مَیں ہوں لام کون … جُز میرے آغاز کو انجام کون

بس ارادہ کی میرے تو ہے مراد … کیوں بھلا پھر میں نہ ہوں تیری مُراد

میرے تیرے درمیاں اب کچھ نہیں … مُلکِ ارض و آسماں اب کچھ نہیں

تو میرا دل میں تیرا دل جان ہُوں … تیری راحت کا سر و سامان ہُوں

میں ہوں تجھ میں تو ہے مجھ میں جانِ من … علتِ غائی ظہورِ دو چمن

تو ہے میرا نُور منبعِ خلق … اوڑھ لے اوپر مزمّل کی دلق

ھَلْ اَتیٰ انسان کا سر تاج ہے … سین کے پرچم تلے سب راج ہے

دے دیا تختِ خلافت آپ کو … دل میں دلبر ہے جو جانے آپ کو

ظاہراً قرآں تیری پوشاک ہے … باطناً قرآں تیری خوراک ہے

کر دیا ہم نے تجھے مختارِ کُل … دے دئے اپنے تجھے اسرار کُل

مَقعدِ صدق میں ہم تم ایک ہیں … ہم ہیں تُم یا تُم ہیں ہم ہم ایک ہیں

اَے میرے ہم راز شاہِ پاک باز … کر دئے خاطر تیری ناز و نیاز

عیش تیرا عیش میرا اے جواں … کیونکہ میں اقرب ہوں تیرا نیک داں

تو میرا مظہر میں ہوں تجھ میں عیاں … پر یہ رازِ عشق ہے پاک از بیاں

دیکھ لے علمِ الدُّنی ہے یہی … کچھ نہیں تعلیم کی حاجت رہی

تو ہے صدر انبیا و اولیاء — تو ہی ساری خلق میں ہے پیشوا
حاجت کاغذ سیاہی کچھ نہیں — میرے تیرے میں جدائی کچھ نہیں
علم سے تیرے جو رکھیں گے خبر — وہ تیرے عاشق بنیں گے بے خطر
دین سے تیرے وہ ہوں گے بہرہ ور — اُمّتِ غافل کے ہوں گے راہبر
اُن کی مرضی تیری مرضی کی شُعاع — اُن کا جان و مال سب تیری متاع
اُن کی تابع بھی وہی بن جائیں گے — مع مطیعاں سب تیرے کہلائیں گے
نام تیرا سب دلوں کا نقش ہو — پاس وہ ہوگا جو خاکِ کفش ہو
تیری عزت سے جو عزت پائے گا — ہادی و مہدی وہی ہو جائے گا
تیری ہستی میں فنا ہو جائے گا — کچھ نہ اپنا آپ ہرگز پائے گا
حسن سے تیرے جو محسن ہوئیں گے — جانِ من تقویم احسن ہوئیں گے
محو ہو جائیں گے تیرے نور میں — سُرمہ پتھر کا بنے کوہ طور میں
بن تیرے بالکل نہ خود کو پائیں گے — جو تجھے دیکھیں گے ہم کو پائیں گے
لِیْ مَعَ اللہ تو کہے گا ہر وقت — دُرِّ پانی سے جدا ہو کس وقت
علّتِ غائی ظہورِ دو جہاں — ہیں تیرے اندر نہاں و ہم عیاں
اوّل و آخر تو سب کا آپ ہے — باطن و ظاہر تو سب کا آپ ہے
آپ ہے تو آپ ہے تو آپ ہے — فی الحقیقت دو جہاں کا باپ ہے
تیری غرضی میری مرضی کی بنا — میں کروں زندہ تیرا سب ماجرا
مرتبہ وحدت میں گر دوئم ہوں میں — اور وحدیت میں گر سوئم ہوں میں
لیک نہ دوئم ہوں نہ سوئم ہوں میں — اَحَدٌ صَمَدٌ ہمہ اوئم ہوں میں
تو نہیں ہے میں ہوں سب ہستی تیری — ظاہر و باطن میں ہوں مستی تیری
تو ہے مَازَاغَ البَصَرُ وَمَا طَغٰی — ہے توئی وحدت توئی کثرت نما

جان لی میں نے جو ہے مرضی تیری
بس یہی تھی خاص کر مرضی میری

یاد رکھنا بھول نہ جانا کہیں
ناطقِ قرآں ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن

بحرِ رحمت موج میں آیا شتاب
آمدہ رُوح بیکنار و بے حساب

جب کہ احدیّت ہے بے حدّ و کنار
اس لئے رُوح کا نہیں ہے وار پار

احدیّت کا ہے یہ مظہر رُوحِ پاک
رنگ صورت سے بَری ممدُوحِ پاک

ہے مراتب خلق کا پہلا ظہُور
در حقیقت ہے یہ اَحَدیّت کا نور

ذات مطلق سے ہے رُوحِ مُطلق عیاں
در حقیقت روح نہاں و حق عیاں

رُوح اِسم ہے اور مسمّٰی ذات ہے
در حقیقت روح خدا کی ذات ہے

روح کی ہستی ہے نہیں حق کے ہوا
رُوح کی حیثیت میں حق ظاہر ہوا

رُوح کی پیدائش میں پیمائش نہیں
حدّ و اندازہ کی فہمائش نہیں

جس کا نقشہ ہی نہیں، تقریر کیا
جس کی صورت ہی نہیں تصویر کیا

اس کو رُوح الرُّوح کہیں اہلِ سلف
روح سے خالی خلق ساری ہے تلف

...س کا ہی رُوحِ محمّد نام ہے
عالمِ ارواح میں اس کا کام ہے

عالمِ ملکوت کی زنبیل ہے !!!
رُوح ملائک اس کی سب تفصیل ہے

رُوح تمامی صورتوں کی جان ہے
رُوح بِنا خلقِ خدا بے جان ہے

فیل و پشّہ رُوح سے آباد ہے
اُس سے ہی جوں لالہ و شمشاد ہے

رُوحِ محمّد سے گُل و گلزار ہے
روح سے ارض و سما سرشار ہے

کُلّ اَرواح رُوح کی تفصیل ہے
کُلّ اعیاں رُوح کی ترتیل ہے

رُوحِ محمّدؐ سے ہوئے ارواحِ کُل
عالمِ اَرواح کی اِصلاح کُل

عالمِ ارواح ہوا جب بے مثال
اِس سے تب ظاہر ہوا عالمِ مثال

یہ وہ عالم ہے جو ہے عالمِ بقا
اس میں ہی یوسف زلیخا کو ملا

رُوح مفصّل ہو گیا اعیان سا
عالمِ رویا بھی اِس کو کہتے ہیں
مشرک و مفسد یہاں فِی النّار ہیں
نیز اِسی کا نام ہے عالمِ خیال
ہے یہی قلبِ محمدؐ جانِ من
ہر اسم ہر قسم در عالمِ شباب
اب خیال آیا کہ جسمانی بنوں!
ہو کے ہر اقسام کے اجسام میں
صورتِ انساں بنوں یا تاج و تخت
آدم و حوّا بنوں کونین میں
عشق نے جلوہ دکھایا آتشی
آگ بھڑکی بادِ سَر کی غیب سے
باد کی ٹھنڈک سے پھر پانی ہوا
کرۂ خاکی ہمہ در آب ہے
بادِ آتش میں ہوئی شکلِ نسیم
جسمِ مطلق ہے یہی اِنسان کا
عرش سے لے فرش تا تحت الثّریٰ
عشقِ انسانی ہوا جب خاک میں
بارشِ رحمت ہوئی بر سر زمین
ہر سبز گلشن ہوئے ہر بحر و برّ
عالمِ عنصر کا باعث نار ہے

حُور سا، جن و ملک، انسان سا
حُور غلماں بھی اِسی میں رہتے ہیں
اِس میں ہی باغِ جناں انہار ہیں
زندگی اُس کی ہمیشہ بے زوال
قلب کی تقلیب ہے در ہر زمن
کچھ نہیں یاں بادو نار و خاک آب
طُورِ کان و سبزہ و پانی بنوں
ہو خلیفہ مَیں اٹھوں انجام میں
زینتِ ارض و سما نُورِ الست
دُرِّ صدفِ بحر ہوں بحرین میں
دِل میں بھر آیا خیالِ مے کشی
امر جب صادر ہوا لاریب سے
اُس میں کرّہ خاک لاثانی ہوا
آب ہے در باد چُوں مرغاب ہے
اور آتش از تعشّق رُوح عظیم
منبعِ خلقِ خدا ذی شان کا
عشق میں انسان کے ظاہر ہوا
شوق پیدا ہو گیا افلاک میں
آ رہے ہیں رحمۃ اللعالمین
خوشبو و خوش رنگ گل برگ و ثمر
در حقیقت نار ہی گلزار ہے

ہو گئے تیار جب شمس و قمر　　عالمِ ملکوُت نے باندھی کمر
آمدن کے گیت سب گانے لگے　　لائقِ خدمت میں سب آنے لگے
نعرۂ صَلِّ عَلٰی ہر طرف میں　　ہر حرف ہر برف میں ہر ظرف میں
آ گیا وہ آ گیا وہ آ گیا　　مالکِ مُلکِ خدا وہ آ گیا
منبعِ خلقِ خدا نورِ ہُدا　　کچھ نہیں جس کے سوا وہ آ گیا
جس کی خاطر ہر زباں ہر ہر نشاں　　کر رہے تھے التجا وہ آ گیا
جس کی خاطر نقشۂ کونین کو　　پاس اللہ نے کیا وہ آ گیا
لی معَ اللہ آن جس کی شان ہے　　رونقِ عرشِ خدا وہ آ گیا
جس لئے بے رنگ ہر ہر رنگ میں　　آپ ہو کر خود بسا وہ آ گیا
ہر گلستاں دلستاں باغ و بہار　　جس کی خاطر جا بجا وہ آ گیا
اشرف المخلوق خالق کا نشاں　　مظہرِ ذاتِ خدا وہ آ گیا
مُرغ و ماہی شاہ و شاہی جس لئے　　ہو رہے ہیں سب فدا وہ آ گیا
تاج کا تختِ خلافت کا ہے شاہ　　آج محبوبِ خدا وہ آ گیا
نقطۂ علم ازل اُمّ الکتاب　　مخزنِ صدق و صفا وہ آ گیا
جس لئے ہر آن میں نئی شان سے　　جلوہ گر ہے خود خدا وہ آ گیا
کسی نے چھ لاکھ برساں زہد کُل　　جس کی خاطر تھا کیا وہ آ گیا
حکم ذات ایزدی سے یہ ہوا　　سب کرو سجدہ صفا وہ آ گیا
عالمِ ملکوُت ارواح و مثال　　خلق نے سجدہ کیا وہ آ گیا
ایک نے سجدہ نہ کیا جان کر　　جس کو سجدہ نہ کیا وہ آ گیا
یعنی جو سجدہ سے منکر ہو کبھی　　دیکھ لے یہ ماجرا وہ آ گیا
نُورِ حق ہے ذات انساں میں عیاں　　ہو کے مسجودِ ملائک وہ آ گیا

شاہِ گُل کی حاضری میں بُلبلیں — پڑھتی ہیں صلِّ علیٰ وہ آگیا
دو جہاں کا ہر زماں کا بادشاہ — شاہباز لامکاں وہ آگیا
کاشفِ سِرِّ حقیقت رازداں — عالمِ علمِ لدنّی آگیا
کاملِ واکمل مکمّل بے بدل — راہنما و پیشوا وہ آگیا
دین و دنیا جس کی سب تعریف ہے — پاک از صفت و ثنا وہ آگیا

عینؔ ہیں قوسین میں سِرِّ حسینؔ
جس کا ہے نور و ضیا وہ آگیا

سی حرفی شریف

(۱)

الف — اک ہو کے لبھیں غیر تائیں پھریں جنگلیں بستر اجاڑ پیارے
داہ وا علم تے عقل نے زور دتا کہیں وہم نوں بیا خدا پیارے
آپے مرض تے آپ مریض ہویوں آپے اپنی کریں دوا پیارے
شکل پاک انسان حسینؔ تیری نہیں تدھ نوں کجھ ضیا پیارے

ب — بیٹھ کے تخت کیوں سخت ہویوں نہیں تدھ نوں کجھ گیان ہویا
تیری استتی کر رہے وید چارے اتے تدھ تھیں ظاہر قرآن ہویا
تیری ذات نوں ملک سجود کردے کیتا ذرا انکار شیطان ہویا
اجے نہیں یقین حسینؔ تینوں شمس قمر بھی آن قربان ہویا

ت — تکدا پھریں تو غیر تائیں تیرا غیر تاں نہیں موجود ہویا
موہوں لَآاِلٰہ کہیں تے غیر ڈھونڈیں قول سلف تھیں غیر نابود ہویا
اِلَّا اللہ ہے ذات موجود تیری پھریں اپنا آپ مسجود ہویا
شیشہ قلب دا دیکھ حسینؔ سائیں شاہد آپ تے آپ مشہود ہویا

ث — ثابت ثبوت ہے ذات تیری ایتھے غیر دا نہیں مقام پیارے
کہیں اَنَا اَحْمَدْ بلا میم آپے کہیں عَبْدُہٗ آپ دا نام پیارے
کہیں بندہ بندہ کہیں اللہ اللہ کہیں پرم ایشور رام رام پیارے
طوطے وانگ انجان حسینؔ ہیں توں آپے میاں مٹھو گنگا رام پیارے

ج — جگت دی بھگت نوں مگر لا کے کریں بھگتیاں بھگت کہاونا ایں
گل تسبیاں کسبیاں وانگ تیرے پیا بھیکھیا بھیکھ بناونا ایں
پھریں جنگلیں ڈھونڈ دا رب تائیں کاہنوں گکڑا اکھیہ اڈاونا ایں
یار وچ بغل بیٹھا ہسدا ئی کدی گھریں حسینؔ ناں آونا ایں

ح — حد بے حد نوں چھڈ بندے وچہ حد بے حد آرام نائیں

توہیں میر شکار شکار توہیں تیرے باجھ تیرا کوئی دام ناہیں!
وال وال تیرا تینوں دسدا ئی جدا تدھ نالوں تیرا ارام ناہیں
قد ہیں تک حسین آرام پاویں ساقی باجھ پیتا کسے جام ناہیں

خ خیر ہی خیر چوفیر دِسّے بنا خیر دے سیر بازار ناہیں
گھر خیر تے باہر بھی خیر سارے پیا خیر تے رہیا آزار ناہیں!
بنت خیر دی خیر منان عاشق بنا خیر دے غیر آثار ناہیں!
خیر منگ شاہ خیر جالندھری تھیں سودا نقد حسین اُودھار ناہیں

د دُور نزدیک دا بھرم لتھا کیتا آپ تے جدوں دھیان پیارے
اِکّو اک اکلّڑا آپ سارے نہیں غیر دا کوئی نشان پیارے
غازی آپ تے آپ میدان کربل آپے تیغ خنجر اصفہان پیارے
سیس یار توں وار حسین عاشق کرے جان ایمان قربان پیارے

ذ ذکر تے فکر چکا سارے چھڈ دوڑنا دور دراز والا
چھڈ دُور تے جھٹ حضور جا کریں جھٹ پر جھٹ ہے باز والا
وچہ اپنے آپ دے جھات ماریں کھُلے ساز آوازتاں ناز والا
باجھ پیر حسین نہ ملے سودا ادب جان محمود ایاز والا

ر رمز راز تیرا تینوں یاد ناہیں سجدہ پیر دی خاک تے کریں پہلے
پیر کرے فرمان تے من چھیتی عمل باجھ کلام نہ کریں پہلے
چھڈ اپنا نام نشان سارا انت موت نالوں گویا مریں پہلے
ٹکے ٹپنا ذَائِقَۃُ الْمَوْت والا تیغ لا حسین دی جریں پہلے

ز زراں تے گھراں تے دراں پچھے پھریں دراں تے رولدا ہڈیاں توں
اجے تیک نہ ملے مکند تینوں جچر تیک نہ واشنا چھڈیاں توں

قلب چھاننی وانگ ویران کیتو دُور دُور تے جھنڈیاں گڈّیاں توں
مُٹّھی کھول حسینؔ آرام پاویں پھریں چپتڑیں لاوندا اڈیاں توں

س سدا آنند مکند ہیں توں ارجمند پسند کونین اندر
واہ وا روپ انوپ سروپ تیرا توہیں بھوپ ہیں قاب قوسین اندر
مہاں نُدھ دی وید کی جاندے نی تیری چمک اگیان دی رین اندر
تیرے باجھ حسینؔ موجود ناہیں توہیں عین اندر توہیں غین اندر

ش شُدھ اُشدھ نہ جانیا توں گئی بُدھ تیری بُدھو نام ہویا
نہیں عارفاں دی قدمیں لگیا توں تاہیں نُدھ نوں ناہیں آرام ہویا
ست سنگ دا مرتبہ کون لکھے چاروں وید تھیں نہیں تمام ہویا
جُم چرن حسینؔ بے بھرم ہویا دساں دِشاں اندر رام رام ہویا

ص صاف کر قلب نوں دیکھ بندے توُں تاں شیشہ رحمان داسیں داسیں
قسماں کھادیاں وچ قرآن مولا احسنؔ کل جہان تھیں چُنیں داسیں
ہویوں رد اسفل سافلین نالوں توں تے پاک نقشہ اصل گُنیداسیں
دھوکے وہم دے ہیٹھ حسینؔ آیوں توں تے خاص اشرف کُل دنیداسیں

ض ضرب رزّاق دی رزق اُتے تیرا رزق سارا توہیں کھاوناں ہے
رزق ڈھونڈدا پھرے مرزوق تائیں شاہد حال تیرے پاس آوناں ہے
چھڈ بھرم تے جرم سوار لے توں گزر گئی نے ہتھ نہیں آوناں ہے
ایہو وقت حسینؔ دے پاونے دا ایسا وقت کیوں مفت گواوناں ہے

ط طلب تیری تینوں پشو کیتا چھڈ طلب مطلوب موجود ہووے
طلب غیر دی غیر جتاوندی ہے مٹے طلب تے غیر نابود ہووے
گزر جا اضافتاں ساریاں توں شاہد آپ تے آپ مشہود ہووے

مٹے غیر حسین تے خیر تھیوے قاصد خاص بے قصد مقصود ہووے

ظ ظلّ اُتے پیا ظن تینوں تیرا ظن تینوں لئی جا وندائی
تینوں ظن نے مار خوار کیتا پیا اپنا آپ بھلا وندائی
ظن غیر نوں لبھدے کئی مر گئے ظن ہتھ نہ کسے دے آوندا ئی!
چھڈ ظن حسین آرام پاویں آپے ہسدا تے آپے گاوندائی

ع عارفاں کاملاں ساریاں نے ایہو دسیا ہے سدّھا راہ تینوں
من عرف دا بدل عرفان اللہ کرے پاک رسول آگاہ تینوں
بنا اپنے آپ دے صحیح کیتے دسے دو جہان سیاہ تینوں
کلمہ پیر توں سکھ حسین سائیں دتا رب قرآن گواہ تینوں

غ غور کر غیر موجود ناہیں اکو اک اکلڑا آپ ہیں توں
گھوڑا وہم دا پیا دوڑدا ناہیں چڑھیا آپ ہی آپ نوں تاپ ہیں توں
تیرے وچ نہ غیر سماوندا ہے مالا آپ تے آپ ہی جاپ ہیں توں
ہمہ صفت موصوف حسین سائیں آپے پُن تے آپ ہی پاپ ہیں توں

ف فرق ناہیں اِک وال جناں تیری ذات تے رب دی ذات اندر
رب عین مربوب ہے نال تیرے وال وال اندر گھات گھات اندر
لڑکا بغل ڈھنڈورا شہر سارے کریں بھال ہرات قلات اندر
کدی دیکھ حسین اُگھیڑ اکھیں پھول پھول اندر پات پات اندر

ق قاعدے نال پچھان بندے اللہ وسدائی تیرے حال اندر
ہر حال وصال اتصال مولا روم روم اندر وال وال اندر
ناظر نظر منظور مشہور وہی آپے چمکدائی خط و خال اندر
سیاہی وانگ حسین معمور ہویا الف بے اندر دال ذال اندر

ک کُنتُ کَنزاً توہیں گنج مخفی تیرے باجھ ظاہر ایتھے کون ہویا
توہیں روح مثال تے احد احمد توہیں اگ مٹی پانی پون ہویا
تیرے نال دُوجا دس کون کیہڑا جیہڑا جگ اندر آوا گون ہویا
توہیں عین تے غین حسین سائیں ہور کون مکان ایہہ کون ہویا

ل لاکے پریت اتیت ہو جا جیکر عشق دی ریت نوں پالنا ایں
دوئی دُور کر نور ظہور ہووے پیارے یار نوں دُور نہ بھالنا ایں
خودی چھڈ خدا خدا ہووے ایس وہم دی مرض نوں ٹالنا ایں
بناں ذات حسین موجود ناہیں اَینَمَا تُوَلُّوا سنبھالنا ایں

م موت آوے تیری موت تائیں توں کیوں مریں جو مرے بلا تیری
توہیں جان جہان دی جان اندر وچہ کون مکان دے جا تیری
نہ سی لوح نہ قلم نہ عرش کرسی ہیسی تدوں بھی ذات صفا تیری
ہوسی سب فنا حسین سائیں اِک رہے گی ذات بقا تیری

ن نفی اثبات دا فکر چھڈیں کاہنوں لَا تے اِلَّا پکار ناہیں
نفی کرن نالوں پہلے نفی سمجھے کاہنوں نفی دا کھیل کھلار ناہیں
شیخ چلیا اپنے آپ اندر آپے جتدا تے آپے ہار ناہیں
دس کون ہے غیر حسین تیرا جنوں لَا دی تیغ اولار ناہیں

و وس رہیوں ہر شان اندر جسم جان اندر آپے ہسدائیں
آپے اپنے آپ نوں ڈھونڈنائیں آپے اپنے آپ توں نسدائیں
آپے آپنے آپ نوں پچھدائیں آپے اپنے آپ نوں دسدائیں
آپے آپ حسین سنبھالدائیں آپے اپنے آپ توں کھسدائیں

ہ ہار جائیں بازی اپنی نوں ایہو عشق دی کھیل دا قاعدہ ئی

ہستی حق ہے جا بجا سارے تیرا وہم ناحق ستے زائدہ ئی
ہست ہست تے نیست نوں نیست جانیں تیرے جیو نیدا ایہو فائدہ ئی
بنا یار حسین اغیار ناہیں کون ساتھ تے کون علیحدہ ئی

لا لوہب ہنکار نوں چھڈ بندے تیری خودی خدا بھلایا ئی
خودی چھڈ خدا دے واسطے توں کاہنوں شرک دا جندرہ لایا ئی
شرک نال شداد فرعون ہویا شرک چھڈ منصور کہایا ئی
ہویا چین دن رین حسین تائیں جدوں اپنا آپ بھلایا ئی

الف ایک انیک تو ہیں الف الف در الف ہزار ہویا
اکو بحر پُر لہرے جوش اندر نائیں وار نہ پار کنارہ ہویا
گھمن گھیر چو فیر حباب لکھاں الیس جمع دا نام سنسار ہویا
ہر شان دے نال حسین سائیں آپے نار تے آپ گلزار ہویا

ی یار نے یار پچھان لیتا کول شام دے صبح نہ شام باقی
ہوئی موج بہار بہار کھلی رہیا سکھ نہ دکھ آرام باقی
ہوئیاں کل اضافتاں رفع ایتھے کوئی رہیا نہ کفر اسلام باقی
ناہیں قرب نہ بُعد نہ وصل کوئی رہیا اِک حسین دا نام باقی

سی حرفی شریف

(۲)

الف اِک بندہ کلّا اِک اللہ نہیں لبھدا تے وِچے دِسدائے
ہر اِک دے وِچ ہے اِک اللہ اِکّو ساریاں دے وِچ ہسدائے
اِکّو اِک نوں ڈھونڈ دا پھرے بھوندا کوہ بحر برّیں پھرے نسدائے
پایا پیر حسینؔ تے چین آیا نالے دِسدائے نالے وَسدائے

ب بندہ رضا دے وِچ ہووے کامل پیر دے وِچ فرمان ہووے
طاعت پیر دی طاعت رسول دی اے تے رسول جو شان سبحان ہووے
بندہ حق دا حق ناحق ناحق ناہیں حق آپ جس دا جسم جان ہووے
حق حسن دا بحر حسینؔ خلقت لہر بحر پانی اِکّو جان ہووے

ت ترک کر جھوٹ فریب سارا پنڈا رب دا تے ٹُل آپ بیٹھوں
پنڈے وِچ نہیں وال اِک ناڑ تیری سارا جھوٹ ہی جھوٹیا نقاب بیٹھوں
نام قوم تے مذہب دے آسرے تے کرنا پن سی تے لے کے پاپ بیٹھوں
گرو پیر دی مت نہ سمجھیو ئی نام قوم حسینؔ دی نقاب بیٹھوں

ث ثابت کر اپنے آپ تائیں جو توں گھتیا تے وِچوں کڈھ لے توں
آپ اپنے دھرم ایمان سیتی وال وال گِن لے ہڈوں ہڈ لے توں
دیندا رب اجازتاں خوشی اندر اپنا کڈھ لے تے میرا چھڈ دے توں
قبل موت حساب حسینؔ کر لے سچ گھنڈ اندر جھنڈا گڈ لے توں

ج جان پچھان کے جگت اندر سچّا اپنا گرو سہیڑ لے توں

جسم جان تے مال قربان کرکے آپے اپنی مُہر اکھیڑ لئے توں
جیہڑا لیکھیا خدا نوں پھیر دینا ساڈے رُو برُو اج تیڑ لئے توں
حق آپ ظاہر ہویا پیر ہو کے چشم کھول حسین اگھیڑ لئے توں

ح حرف سیاہی دا غیر ناہیں ہر حرف سیاہی دا عین ہووے
زیر زبر سیاہی دے نال ظاہر دال ذال بھاویں عین غین ہووے
اِکّو ذات ہے کل صفات اندر ذات وچ صفات مابین ہووے
اِکّو بحر دے لہر حباب لکھاں سارا نور ظہور حسین ہووے

خ خودی خدا دی اپنی ہے خودی ہور کرے تے اوہ چُور ہُندا
کردا شرک خدا دے نال بندہ جیدے قلب وچ خودی دا زور ہُندا
جیہڑا خودی نوں چھڈ خدا رکھے پھیر اوہ باغ بہشت دا مور ہُندا
بحر حُسن دی لہر حسین سائیں خودی تاں کردا ہے کہ ہور ہُندا

د دُوج ناہیں ذات پاک اندر چھڈ دُوج دی اُوج تے پاک ہو جا
اِکّو نُور ظہور بطون سارا نہ توں اگ پانی باد خاک ہو جا
سچے پیر دے ہتھ وچ نقد دے کے چھڈ جرم دا بھرم بے باک ہو جا
دعوے چھڈ حسین تے چین پاویں شاد شاد ہو تے نہ غم ناک ہو جا

ذ ذکر اذکار دی چھڈ تسبیح اوہدے فکر اندر ہوشیار ہو جا
فکر دوہاں جہاناں دا چھڈ دے توں ایس حرص دی واڑ توں پار ہو جا
خوف دوزخاں دا شوق جنّتاں دا ایس کار نوں چھڈ بے کار ہو جا
نور قلب اندر وسّے پیر سچّا دیکھ حُسن حسین سرشار ہو جا

ر رب نے خوب سبب لایا تیری شکل اندر ہست آپ ہویا
مظہر اپنی ذات دا تھاپ تینوں تیرے نام اندر مست آپ ہویا

تیرے وِچ سمیع بصیر ہو کے تیرا کل بندوبست آپ ہویا
اپنے حُسن دا تینوں حسین کر کے تیرے کل پاؤ دست آپ ہویا

ز زور جوانی تے حُسن فانی ایہہ یار نیّوں سدا رہن والا
مورکھ جھوٹ نوں سچ ہی جان بیٹھا سایہ بدلاں دا ٹُل بہن والا
ہادی مہدی دے رنگ وچ رنگ دل نوں ایہہ رنگ نیّوں کدی لہن والا
سچے پیر حسین دی گل سچی سمجھاویں بُرا لگے سچ کہن والا

س سچ ہی سچ بنار دِتا مِلیا پیر محمدؐی شان والا
باہر کڈھیا غماں دے کھوہ وچوں دستگیر ہے غماں دے کھان والا
چنّہ دِلاں دا دِلاں دے وِچ روشن ایہہ ساک نہیں چھڈ کے جان والا
بحر حُسن دا خلق حسین ساری یار پھلاں دی سیج ہنڈان والا

ش شرم کر خودی ہنکار ولوں خودی اللہ دی ذات نوں سُج دیئے
تیرے نال خدا دی ذات ظاہر تیری خودی خدا نوں کج دیئے
اوّل آخر ظہور بطون مولے سدا ذات قدیم نہ اُج دیئے
بحر حُسن دا لہر حسین سائیں نحنُ اَقربُ دی بنسری وجدیئے

ص صدرے تمام مخلوق دا توں مظہر رب دی ذات دا ذات ہیں توں
سارے نام خدائے دے وچ تیرے خاص جامع کل صفات ہیں توں
تیرے نور تھیں کل ظہور ہُندا باعث کل حرکات سکنات ہیں توں
تیرے لباں تھیں رب کلام کردا بحر حسن حسین حسنات ہیں توں

ض ضبط کر راز نیاز دِل دا جیہڑا پیر نے تینوں سمجھائے دِتّا
صدرے لہر تے بحر دا اِک کیتا پردہ غیر دا وچوں اٹھائے دِتّا
بحر ساریاں لہراں توں دیکھ دا اے اِک لہر نوں بحر دکھائے دِتّا

نظر پیر نے لطف دے نال کر کے نور حسن حسین بنائے دِتّا

ط طالب ہے خلق تمام اوہدی جیہڑا خلق دا نہ محتاج ہووے
دِلوں پیر دے پیر دی خاک چُمّے بادشاہاں دے سراں دا تاج ہووے
باجھ پیر دے ہور نہ پیار ہووے وچ اکھیاں دے شرم لاج ہووے
سارا پیر دا نور ظہور دِسّے پورن تدوں حسین دا کاج ہووے

ظ ظلم کردا اپنی جان اُتّے جنہوں پیر خداتے دا غیر دِسّے
اوہنوں وہم دے سہم خراب کیتا جنہوں بحر تے لہر دا غیر دِسّے
پاک صاف ہے نظر بے باک جس دی حرفاں وچ سیاہی دا سیر دِسّے
جیہڑا اکھیاں ہیٹھ یا پیر دِسّے نظر وچ حسین دے خیر دِسّے

ع علم لدنی ہے علم تیرا شہر علم الٰہی دا باب ہیں توں
اقراء کتابک حکم منتیں تیری جلد دے وچ کتاب ہیں توں
توں ہیں قلب قرآن یٰسین انساں ساری خلق اندر انتخاب ہیں توں
حُسن احسن تقویم حسین سائیں تیرا پیر سچّا کامیاب ہیں توں

غ غیر دا وہم غرور باطل بناں حق دے غیر موجود ناہیں
ہر آن ہر شان موجود واحد بناں حق دے غیر مقصود ناہیں
عاشق عشق معشوق ہے ذات مطلق بناں حق دے شاہد مشہود ناہیں
بحر حسن دی لہر حسین خلقت ناہیں حسن دی حد محدود ناہیں

ف فقر فقیر دا نیستی ہے دعویٰ ہستی دا چھڈ فقیر ہو جا
ہستی وہمی دی دُوج دی اُوج باطل دعویٰ جھوٹ دا چھڈ امیر ہو جا
چھڈ جھوٹ دی قید آزاد ہو جا نہ توں اپنا آپ زنجیر ہو جا
واں واں خط و خال آپ مولے دعویٰ چھڈ حسین کبیر ہو جا

ق قرب تے بُعد ہے شرک سارا اتحاد حلول دو ہستیاں نے
دلوں دو موہنوں لا شریک کہنا ایہہ جھوٹھیاں سب خرمستیاں نے
ملک رب دا تے شاہو کار بننا ایہو کوڑ دلیلاں تے سُستیاں نے
جھوٹا شرک نہ کرو حسین سائیں ایہو پستیاں تے زبردستیاں نے

ک کون ظہور بطون ہستی جس نے رب دے نال حساب کرنا
پچھے رب تیرے وچہ کی تیرا اگوں دس توں کی جواب کرنا
اج کون ہے تے پہلے کون ہے سی تیرا جیونا کی تے کون مرنا
اللہ نقد حسین دا حسن سارا ایتھے کی ہے تے اوتھے کی سرنا

ل لنگھ کے اپنے آپ تائیں ویکھیں رب نوں اپنا آپ سارا
تیرے وچہ تیرا اک وال ناہیں مُکا فکر تے لیہ گیا تاپ سارا
بناں رب دے جو کجھ ہے تیرا جھوٹا وہم ہے تے ایہو پاپ سارا
جے کر رب دا غیر حسین ہووے رہیا پٹنا جپ تے جاپ سارا

م مرد خدا تے دا اوہ ہُندا دلوں گرد غبار جو جھاڑ دیوے
ہستی وہمی دے جھوٹ نوں چھڈ دیوے چولا ننگ ناموس دا پھاڑ دیوے
اکو نور بطون ظہور ہووے وہم دوئی دی مُہر اکھاڑ دیوے
سچا پیر حسین جے ملے جس نوں سارے نور دی اکھ اُگھاڑ دیوے

ن نہیں مچھی پانی باجھ کوئی پانی مچھیاں دا جسم جان دیکھو
موتی سپ اندر سپ بحر اندر پانی باجھ نہ کوئی نشان دیکھو
خلق خالق دے بناں موجود ناہیں نور خلق دا رب رحمٰن دیکھو
حسن باجھ نہ کوئی حسین ہووے چوداں طبق زمین آسمان دیکھو

و وحدہٗ لاشریک اللہ اکو ذات ہے وچہ کوئی ہور ناہیں

اِکو ساریاں دے وچ چمکدا ہے غیر اُوسدے مُلخ تے مور ناہیں
نور حق سمیع بصیر آپے بناں اُوسدے کسی دا زور ناہیں
وہی حیؔ کلیم حسینؔ اندر سدا دِسدا ہے کوئی ہور ناہیں

ہ ہادی ہدائت دی کان مہدی اُمیؔ لقب تے علم علیم آیا
چواں عنصراں دا کمبل پہن کے تے جگل یار کے شاہ اقلیم آیا
ذات بے نشان نشان اندر چوداں طبق دی پہن گلیم آیا
نور رب دا حسن حسینؔ ہو کے دیکھو شان انسان کریم آیا

لا لادی پکڑ شمشیر سوہنا ظاہر آپ ربّ العالمین ہویا
وہم غیر دی ہستی نوں نیست کر کے نبی رحمۃٌ للعالمین ہویا
سارے مرسلاں دے حال قال جانے تاہیں نبی ختم المرسلین ہویا
بحر حسن دا دُرِّ شہوار سچا ساری خلق دا حسن حسین ہویا

الف الف اَلحَمدُ لِلّٰہ ہمہ صفت موصوف جہان دیکھو
مظہرات صفات دا خلق ساری مظہر ذات دا حضرتِ انسان دیکھو
ہستی اِک دا نور ظہور سارا اکو ہست مطلق جسم جان دیکھو
وہی عین تے غین حسینؔ سائیں سیاہی اِک ہر حرف دی جان دیکھو

ی یُؤمِنُونَ بِالغَیب پڑھ کے وچ اپنے اپنا دھیان ہووے
کُن اکھیاں تے منہ بند کر کے نورِ حق نوں دیکھ پہچان ہووے
صوت سرمدی دچوں آواز آوے نورِ حق نوں دیکھ ایمان ہووے
وسے نور بطون ظہور سارا اللہ حسن حسینؔ دی شان ہووے

مُتفرّقات

جلوۂ حقم دگر ہستی نہ بینم فیہِ مَا

میں حق کا جلوہ ہوں دوسری ہستی نہیں دیکھتا بیچ اس کے

چونکہ شد اُمّ الخبائث ہستیٔ موہوم ما

جب کہ ہوئی ماں گناہوں کی ہماری ہستی

گویدم اللہ اکبر قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد

کہتا ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ جو اکبر ہے اور سب سے بڑا ہے۔ کہو وہ اللہ حدود سے پاک ہے

نہ خدائم نہ جدائم من چہ گویم کیستم

نہیں خدا ہوں نہ خدا سے جدا ہوں میں کیا ہوں اور کون ہوں

سُو بسُو و کُو بکُو اللہ واللہ دیدہ اِم

ہر طرف اللہ اور ہر گلی کوچہ میں قسم اللہ کی میں نے اللہ ہی کو دیکھا۔ جس کے سوا کچھ نہیں

بحرِ حُسنِ لَایَزَالِی لَایَزَالُ لَمْ یَزَل

حسن کا سمندر جس کو کوئی کمی اور کوئی زوال نہیں

خود بخود فرمود ذاتِ کبریا قرآں بخواں

ذاتِ پاک کبریا نے خود بخود فرمایا ہے کہ قرآن پاک پڑھ کر سمجھ لے۔

حُسنِ حق در ہر حسین و ہر تعیّن نورِ اُو

حق تعالیٰ کا نورِ حُسن بیچ ہر حسین کے جلوہ نما ہے

ہستیٔ واحد ہمہ تن لَا تحلُّ وَمَا خَلَا

ہستی ایک ہے تمام جس کی نہ کوئی حدود ہے اور نہ ہی خلا ہے

پس چرا مشرک نشد چوں غیرِ حق ما و شما

تو آدمی کیوں نہ مشرک ہووے جبکہ حق کے بغیر ہوئے ہم اور تم

نیز اَللّٰہُ الصَّمَد دیدم نہ بینم من کجا

اور اللہ تعالیٰ کی صمدیت کو بھی میں نے دیکھا لہذا میں نے نہیں دیکھا کہ میں سوا اس کے کون ہوں یا کہاں ہوں

نہ مرا شوق بقا و نہ مرا خوفِ فنا

نہ مجھ کو شوق بقا کا ہے اور نہ مجھ کو فنا کا خوف ہے

من چہ گویم من چہ اَم چوں ہستیٔ حق جا بجا

میں کیا کہوں کہ میں کیا ہوں جب ہستی حق جگہ بجگہ موجود ہے

بے کنار و بے حصار و ہر زماں در ہر کجا

جس کا کوئی کنارہ اور گھیرا نہیں اور ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہے

ہر زماں اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا

ہر وقت تحقیق میں اللہ ہوں نہیں ہے میرے سوا کچھ مگر ہر طرح میں ہوں

ظاہر و باطن بجز حق نیست ہستی رُونما

ظاہر اور باطن بغیر حق تعالیٰ دوسری ہستی رونما نہیں ہے یعنی موجود ہی نہیں۔ تو منہ کس کا دکھاوے

اَیُّہَا الاِنسَانُ عاقِل وَالفہیم قُل دُعَا اَعُوذُ بِاللّٰہِ العَظیم
کہہ کر بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم سب کا مَیں رحمٰن ہوں تیرا رحیم

○

تو سراپا ہے میرا حمد و ثنا ہر دو عالم ہے میرا نورو ضیا

○

جملہ کونین ہے مظہر صفات ہے دلے انسان مظہر پاک ذات

○

مالکِ ہر شان و مالک ہر زماں مُلک و مالک مملکت کا رازداں

○

ہر اسم کا نام سن پڑھ لکھا لیا جانا نہیں ہر زماں ہر شان میں دیکھا ہے پہچانا نہیں
جا بجا ہر ہر کجا موجود ہے فی الحال ہے گفتگو ہے جستجو آنا نہیں جانا نہیں
اسموں صفتوں سے منزہ اسموں صفتوں میں عیاں لَا اِلٰہَ غَیرُکَ پڑھ کر بھی سچ مانا نہیں
قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد اور قُل ھُوَ اللّٰہُ الصَّمَد کیا ہے اس میں جھوٹ اَلآن کَمَا کَان نہیں

مرشدِ کامل کی صورت میں نہاں بحرِ حسُن
ہر حسیں میں رُو نما نغمہ نہیں گاتا نہیں

○

ایں جا ہنوز جانم اینم ہمہ نہ آنم نہ خواندہ اُم نہ خوانم اُمّی نام نامم
در باطنم نہ چیزم نے ظاہرم تمیزم نے دیگرے عزیزم بحر حسُنِ عیانم
جلیم نہ صبح و شامے نے منزلے نہ گامے نے جزوئم تمامے نے خاص و عام دانم
فِی ھٰذِہٖ ہمی نم نے آسماں زمینم نے من چناں چنینم نے اَلآنَ کَمَا کانم
مستِ اَلَست ہستم خاکِ درت نشستم حُسنم حسیں پرستم لیکن دیگرے ندانم

نہ میں اللہ اکبر ہوں بغیر اس کے نہ اصغر ہوں — نہ میں اپنا تصوّر ہوں نہ میں اپنا مصوّر ہوں
صفات وذات میں بہرہ نہیں تو کون کہلاؤں — وہی میرا مصوّر ہے کہ میں جس کا تصوّر ہوں
وہ کہتا ہے یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ — نہ میں تدبیر ہوں اپنی نہ میں اپنا مدبّر ہوں
مُرِیدِی لَا تَخَفْ فرما دیا جب پیر مولا نے — وہ باطن نور ہے میرا کہ میں جس کا منوّر ہوں

وہ بحرِ حُسن لامحدود ہے اور صمد ہے دائم
حسینؔ اس حُسن کا جلوہ کہ ہر ذرّہ میں ظاہر ہوں

○

سب کچھ دیکھن والا کسے نوں نہیں دسدا — آپے سب کچھ والا کسے نوں نہیں دسدا
اپنا انت شمار نہ کوئی اپنا غیر تے یار نہ کوئی — اپنی حد حصار نہ کوئی حُسن اپار نرالا
کسے نوں نہیں دسدا
آپے ساجے دہرتی انبر نوری ناری کل اڈنبر — اعلیٰ ادنیٰ پیر پیغمبر ہر ہر گھر گھر والا
کسے نوں نہیں دسدا
ہے والی باغاں دا مالی آپ بسے ہر پتر ڈالی — جس بن کدی نہ کوئی خالی ہر رنگ وچہ اُجالا
کسے نوں نہیں دسدا

○

جلوتِ اوّلین انساں خلوتِ علمِ العلیم — اَیُّھَا الرُّوح خلائق قلب قُرآنِ الحکیم
اے حضرت انسان کے سین کی پہلی تجلی اور جاننے والے علم کے باطن کے — اے ساری خلقت کے روح اور قرآن حکمت والے کے دل آپ ہو

بَصَر تو بَصَرِ بصیرت سمع تو سَمْعِ سمیع — علم تو علمِ حقیقت قولِ تو قولِ کلیم
تیرا دیکھنا یعنی اللہ کا دیکھنا ہے جسکی صفت یا بصیر ہے اور تیرا سننا اللہ کا سننا ہے جس کی صفت یا سمیع ہے — تیرا جاننا حق کا جاننا ہے۔ اور تیرا فرمان اللہ کا فرمان ہے جس کی صفت یا کلیم ہے

قَالَ رَبُّ الْعَالَمِیْن یَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن

کہا ربُّ العالمین نے کہ اے جہانوں پر رحمت کیے گئے۔

من کہ عصیانِ سراپا ظلمتِ نسیانِ کل

میں گناہ ہوں سر سے پاؤں تک اور ساری بھول کا اندھیرا ہوں۔

گوہرے از بحرِ حسنت شد حسینِ خیر تو

تیرے حسن کے سمندر کا ایک موتی ہو گیا حسینؑ تیرے خیر سے

حیُّ حیٌّ لَا یَمُوْتُ کرم تو کرمؔ کریم

تیری حیاتی وہ حیاتی ہے جس کو موت نہیں اور تیری بخشش اللہ کی بخشش ہے

اَنْتَ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ تو کہ دانائے فہیم

تو ہے مجھ گنہ گار کا بخشنے والا۔ اور تو ہے دانا میرا سب کچھ جاننے والا۔

واجب و ممکن تمامی اے کہ رَحْمٰنِ الرَّحِیْم

تنزیہ اور تشبیہ تمامی تو ہی ہے۔ اے کہ تو رحمٰن برائے کل اور رحیم واسطے خاصان حق!

○

میں مچھلی ہاں پانی دی — پانی ہے ذات صفات میری

اس پانی دا کوئی انت نہیں — پانی سنگ ساری بات میری

سب باغ باغیچہ پانی ہے — سب دری غلیچہ پانی ہے

پانی ہی راجہ رانی ہے — ہر محل دریچہ پانی ہے

ہے پانی دیوچ گھات میری۔ میں مچھلی ہاں پانی دی۔ پانی ہے ذات صفات میری

پانی بن ملک دیار نہیں — پانی بن شہر بازار نہیں

پانی بن باغ بہار نہیں — پانی دا وار کنار نہیں

ہے پنجہ کہنی لات میری۔ میں مچھلی ہاں پانی دی۔ پانی ہے ذات صفات میری

پانی ہر ہر وچہ وسدا ہے — پانی سنگ پانی ہسدا ہے

خود پانی دسدا وسدا ہے — پانی ہے کائنات میری

میں مچھلی ہاں پانی دی — پانی ہے ذات صفات میری

پانی ہے جسم تے جان میرا　　پانی ہے دین ایمان میرا
پانی بن نہیں نشان میرا　　پانی ہے مان تران میرا
خواہ شام ہو خواہ پربھات میری - میں مچھلی ہاں پانی دی - پانی ہے ذات صفات میری

پانی وچہ مین پیاسی ہے　　نہیں اپنے آپ شناسی ہے
بن مرشد پھرے اُداسی ہے　　جو سیجے گر دی داسی ہے
وہ ہیوے کر کر ہاسی ہے　　پانی ہے سدا حیات میری
میں مچھلی ہاں پانی دی　　پانی ہے ذات صفات میری
پانی اِک نُور اُجالا ہے　　ہر رنگ میں ڈھنگ نرالا ہے
پانی نے مجھے سنبھالا ہے　　کہیں ابر کہیں برسات میری
میں مچھلی ہاں پانی دی　　پانی ہے ذات صفات میری
پانی دا کوئی رنگ نہیں　　بن پانی کوئی انگ نہیں
پانی بن تیرتھ گنگ نہیں　　کوئی سنت مہنت ملنگ نہیں
سب حسن حسین برات میری - میں مچھلی ہاں پانی دی - پانی ہے ذات صفات تیری

شجرہ شریف خاندان قادریہ عالیہ فاضلیہ

یا هُوَ اللهُ اَحَد اَنْتَ الصَّمَد حَقُّ الْیَقِیْن　　حَمدٌ لَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ط اَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْن ط
وہ اللہ جو توحدود اور جوف سے پاک ہے اور حق و یقین تو ہی ہے　　تیری تعریف سب تیرے ہی واسطے ہے اور تو جہانوں کے پالنے والا ہے

رحم کن فی حٰلِہٖ یا اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْن　　بحر نور بے بہا لا انتہا کے واسطے
رحم کر یہاں اور اب اے کہ تو ہی ہے رحیموں کا رحیم　　اپنے نور بے حد اور لا نہایت کے واسطے

اَحَد اَحْمَد شدی از ناز خود انداز بیں　　اَنْتَ نُوْن وَ الْقَلَم یا کاتبَ اللّوحِ الْمُبِیْن
اے نور احد تو احمدی یا محمدی مجدد شکل میں ظاہر ہوا اپنے ناز اور انداز بینی کے واسطے　　اور تو ہی دوات اور تو ہی قلم ہے اے لوح محفوظ کے لکھنے والے یعنی اعیان سابقہ میں ظہور کرنے والے

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن

تو اپنی پیاری محمدی صورت میں عبث نازل نہیں ہوا

مگر سب جہانوں کی رحمت کا چشمہ ظاہر ہوا

شہرِ علمِ حق نمائی یا علیؑ بابُہا

اے علی المرتضیٰ تو علم لدنی کے شہر

کا دروازہ ہے

واکشا بابُ السخا مارا توئی داؤ دوا

کھول دے دروازہ سخاوت کا کہ ہمارا درد اور دوا بھی تو ہی ہے

دخترِ سالارِ عالم اخترِ زہرہ صفا

دو جہان کے سردار کی دختر جس کا ستارہ زہرہ صاف ہے

فاطمہ خاتونِ جنت سیدہ کانِ حیا

جس کا اسم مبارک فاطمہ ہے اور جنت کے دروازے

کی چابی ہے اور حیا کی کان

راہبرانِ راہِ حق اندر صراطَ المُستَقِیم

حق کے راہ کے رہبر سیدھے رستے کے اندر

حضرتِ حسنین فی الدارین شاہانِ عظیم

حضرت امام حسن حسین بیچ دو جہان کے عظمت والے

زینت الاسلام زین العابدین زین العبا

اسلام کی زیب زینت امام زین العابدین اور عابدوں میں مزین

حضرت معروف کرخی سِرّیِ سقطی صفا

سید خواجہ معروف کرخی و خواجہ سری سقطی از مردان صفا

علتِ غائی ظہورِ دوسرا کے واسطے

مگر دو جہان کے پیدا ہونے کا سبب

تو ہی ہے کے واسطے

لَحْمُكَ لَحْمِیْ نماید این حدیثِ مصطفیٰ

کیونکہ تیرا جسم اور رسول پاک کا جسم حدیث شریف میں ایک ہی نظر

آتا ہے کیونکہ لحمک لحمی کی حدیث ہے تو رسول اکرم کا ہم لحم ثابت ہوتا ہے

مشکلم بکشائے یا خیرُ الوریٰ کے واسطے

ہماری مشکلات حل کر دیں اپنے آقائے خیر الوریٰ کیواسطے

والدہ حسنین کی حرم علی المرتضیٰ

ہر دو امام کی والدہ کہ یہ علی المرتضیٰ کا حرم شریف ہے

عین نورِ مصطفیٰ خیر النساء کے واسطے

مصطفیٰ کی آنکھوں کا نور اور جہان کی عورتوں

کی سردار کے واسطے

یَشْرَبُ الْجَامِ شَہَادَتُ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْم

پی لیا جام شہادت کا اے ذات پاک تو آپ جانتا ہے

ساقیانِ کوثرِ کربل لقا کے واسطے

حوض کوثر کے ساقی کربل میں مشاہدہ کے جام پلانیوالے کیواسطے

شاہ باقر جعفر و کاظم علی موسیٰ رضا!

حضرت باقر و امام جعفر و امام موسیٰ کاظم و امام موسیٰ رضا کیواسطے

حضرتِ جنید شرف الاصفیا کے واسطے

حضرت جنید جو صوفیوں میں مشرف ہیں کیواسطے

شیخ شبلی نورِ قبلی بوالفضل فضلِ خدا

حضرت شیخ شبلی جو قبلہ کا نور ہیں۔ یعنی نورِ قدیم ہیں اور حضرت بوالفضل خدا کے فضل کا نشان

شاہ بوالحسن قریشی ہادیِ راہِ ہُدیٰ

شاہ ابوالحسن قریشی ہدایت کے رستے کے ہادی

منبعِ نورِ سعادت شاہ بابا بوسعید

سعادت کے نور کا چشمہ شہنشاہ حضرت بابا ابوسعید مخزنی

خاک بوسِ آستانت فارغ از قُرب و بعید

جن کی چوکھٹ کی خاک چومنے والے قرب و بعید سے فارغ ہو گئے

نورِ عالم غوثِ اعظم گوہرِ بحرِ عمیق

جہاں کا نور جو مددگاروں کے مددگار ہیں۔ اور گہرے سمندر کا موتی

ناخدائے نوحِ نَجِّنَا خدارا اے شفیق

نوح کی کشتی کا ملاح اے شفقت کرنیوالے مجھکو بھی اس غم سے خلاصی دے

تاجِ دیں عبدالرزّاق و شرفِ دیں عبدالوہاب

دین کے تاج عبدالرزاق اور دین کا شرف حضرت عبدالوہاب

شاہ عقیل و شاہِ شمس الدین نورِ بے حجاب

حضرت شاہ عقیل اور شاہ شمس الدین بغیر پردے کے نور علیٰ نور

شاہ شمس الدّین ثانی حامیِ دینِ رسول

حضرت شمس الدین ثانی رسول اللہ کے دین کی حمایت یعنی مدد کرنیوالے

ابرِ باراں خاص از یارانِ اصحاب و القبول

شاہ مابو یوسف طرطوسیِ قادر نما

ہمارے بادشاہ محمد یوسف اور حضرت خواجہ ابوالفرح طرطوسی قادرِ مطلق کی نمائش

فِی قُلُوبِ الْمُؤمِنِین نورِ ضیا کیواسطے

جو مومنوں کے دلوں میں روشنی کا نور بھرنیوالے ہیں ان کیواسطے

جلوۂ نورِ حقیقت رونقِ عرشِ مجید

اور حقیقت کے نور کا جلوہ اور عرشِ معلیٰ کی رونق

افتخارِ خاندانِ مرتضیٰ کے واسطے

جو حضرت علی المرتضیٰ کے خاندان میں فخر حاصل کئے ہوئے ہیں ان کے واسطے

پیشوائے اہل اللہ منتہائے ہر فریق

اللہ والوں کا پیشوا اور ہر فرقے کا امام

بہہ چلی نیّا مری آنا خدا کے واسطے

میری کشتی ڈوب چلی آؤ خدا کے واسطے

شاہ بہاؤ الدین ولی حضرت عالی جناب

حضرت شاہ بہاؤالدین ولی حضرت عالی جناب

صورتِ رحمٰن شہ رحمٰن گدا کے واسطے

رحمٰن کی صورت شاہ رحمٰن گدا کے واسطے

پاک گرداند مریداں رازِ اتحاد و حلول

مریدوں کو اتحاد اور حلول کے شرک سے پاک کرنیوالے

شاہ فضیل آں ساقیِ رنداں صفا کیواسطے

رحمت کی بارش کے بادل قبولیت کے اصحابوں میں سے خاص

شاہ کمال الدین سید مست از مے صاف شد

حضرت شاہ کمال الدین سید صاف شراب کے مستانے ہوئے

عاشقاں راز یں جمالت عین و شین و قاف شد

عاشقانِ الٰہی کو ان کے نورِ جمال سے عشق پیدا ہوا

پیر طاہر بندگی بندہ نوازی میکند

حضرت پیر طاہر بندگی لاہوری بندہ پروری کرتے ہیں

از مئے وحدت بکثرت از رنگ سازی میکند

وحدت کی شراب سے کثرت کو رنگین کردیتے ہیں

شاہ محمد افضل الشاہ کلانوری بود

حضرت شاہ محمد افضل کلانور میں ہیں

نورِ ارضی والسمائی جلوۂ طوری بود

زمینوں اور آسمانوں کے نور اور کوہ طور کی تجلی بھی آپ ہیں

شاہ محمد فاضل الدین منبعِ انوار مست

حضرت شاہ محمد فاضل الدین انوار نہانی کی مستی
کے چشمۂ فیض ہوئے ہیں

عالمِ علمِ لدنی صوفئے طیار مست

لدنی علم کے عالم یعنی غیبی علم کے عالم اور گلشنِ
وحدت کے صوفی پرواز کرنے والے

حضرتِ شاہ غلام القادرِ قادر نما

انکے صاحبزادے حضرت شاہ غلام قادر جی صاحب ذات قادرِ مطلق کے
مشاہدہ کرنے والے

حضرت شاہ فضیل جو رندان مولائی کے واسطے

شاہ سکندر کیتھلی آں منبعۂ الطاف شد

اُن کے صاحبزادے حضرت شاہ سکندر کیتھلی کے باشی فیض الطاف کا چشمہ ہوئے

کرم کن بر ما غریباں ھل اتیٰ کے واسطے

کرم کر ہم غریبوں پر حقیقت انساں کے واسطے

خاک بوساں راز ری زربفت وغازی میکند

خاک چومنے والوں کو مالا مال خوشحال اور غازی بنادیتے ہیں

بو محمد شاہ لاہوری ضیا کے واسطے

حضرت بو محمد صاحب لاہوری کی روشنی کیواسطے یعنی جلوہ نمائی کیواسطے

در نہاں رومی و ہندی ہتر ہر طوری بود

باطن میں تو ہر ملک میں جلوہ نما ہیں

من چہ گویم وصف آں ماہ لقا کیواسطے

میں اس ماہ لقا کی تعریف کیا کروں

حامیِ ہر زار و بے کس قافلہ سالار مست

ہر ناتواں تالیدہ خاطر کے حمایت کرنے والے
صوفیوں کے گروہ کے سردار ہوئے

سیدِ عالی نسب آلِ عبا کے واسطے

حسنی حسینی جد کے سید آل رسول
کے واسطے۔

نائب غوث معظم ہادیِ راہِ ھدا

حضرت جناب غوث اعظم کے نائب ہدایت
کے رستے کے ہادی

شاہِ غلامِ غوث غوثی مظہرِ نورِ خدا

جن کے صاحبزادے حضرت شاہِ غلام غوث غوثیہ مراتب والے نورِ خدا کے ظاہر ہونے کی جگہ

کاشفِ نورِ رسالت حضرت عبدالرسول

جن کے خلیفہ حضرت قلندر عبد الرسول صاحب رسالت کا نور کھولنے والے ہیں

نورِ احمد شاہ نورِ بے بہا از عرض و طول

جن کے خلیفہ حضرت نور احمد شاہ قادری نورِ بے کنار جو عرض و طول و عمق سے پاک ہے۔ وہ کھول دیا

ساقیِ مستانِ وحدت شاہ غلام محی الدّین

وحدت کی شراب کے مستوں کے ساقی حضرت خواجہ غلام محی الدین خان صابر بر کی جالندھری

قادری دیوانِ الیشاں حال قرآن المبین

جن کی تصنیفات میں سے دیوان شریف دیوان قادری قرآن شریف کا اصل منشار الہی ہے

خیر مقدم شاہ خیر الدّین بخیریت تمام

خیر سے قدم تشریف لائے حضرت جناب شاہ خیرؔ الدین مظہر بخیریت کل

اَلْاَغِثْنِیْ در دو عالم والئے دار السّلام

اے ذاتِ پاک پیر و مرشد ہم کو بھی اپنے فیض سے امداد کر دو جہان میں اے سلامتی کے گھر کے مالک

سرمۂ مازاغ پابوسِ گدا کے واسطے

جس فقیر نے آپ کے پاؤں کی خاک چوم لی۔ ان کی میں سرمۂ مازاغ کی روشنی ہو گئی۔ ان کے واسطے

نورِ وحدت طورِ کثرت دور از ظلمت جہول

وحدت کا نور ہو گئے کثرت میں مثل طور ہو گئے اور جہالت کے اندھیرے کو دور اور کا نور کر دیا

حضرتِ انسانِ کامل بے ریا کے واسطے

حضرتِ انسانِ کامل سچے اور بے ریا کے واسطے

قال اُو قال محمد قال ربّ العالمین

جن کا کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ اور رسول اللہ کا کلام رب العلمین کا کلام ہے

قادری جالندھری بحرِ سخا کے واسطے

اور قادری جالندھری کے لقب سے ملقب ہیں اور سخاوت توحید الہی کے سمندر کے واسطے

مست مخمورِ بنُورِ اللہ اللہ بر دوام

توحید کی مے کے میخانے کا نقشہ اور نور الہی سے مست اور مخمور اور بھر پور ہمیش در ہمیش قائم دائم بدوام

ہہرّ حقِ نور محمّد مصطفٰے کے واسطے

بطون میں حق ہو اور ظہور میں اپنے جلوے مصطفٰے کے واسطے۔

من چہ گویم من چہ ام اللہ اللہ ہم توئی
میں کیا کہوں کہ میں کیا ہوں قسم اللہ کی اللہ تو ہی ہے

آمدی در علم خود اعیان و اکوانم توئی
تو آپ ہی اپنے علم میں آیا ہے۔ علم میں اعیان بھی تو ہی ہے اور کون میں اکوان بھی تو ہی ہے۔ علم الہی کے باطن میں جو صورتیں آئی ہیں اس کا نام اعیان ثابتہ ہے

شاہ خیر الوارثین ارواح اشیا ہم توئی
اے بادشاہ خیر الوارثین میرا روح اور جسم بھی تو ہی ہے

کرم کن ہر دم حسین بے بہا کے واسطے
بخشش کر ہر دم حسین بے بہا کے واسطے

یا الٰہ العالمین بس تو میری توفیق ہو
ہر نشاں ہر آن میں بس تو ہی تو تحقیق ہو

جا بجا ہستی تیری مستی میری تصدیق ہو
کنت کنزاً مخفیا نور ضیا کے واسطے

شجرہ شریف خاندان قادریہ عالیہ فاضلیہ

اے خدا کر رحم ذات کبریا کے واسطے
عاجزوں پر کر کرم خیر الوریٰ کے واسطے

فضل کر مجھ پر بحق آل و اصحاب الخصوص
مرتضیٰ و فاطمہ خیر النساء کے واسطے

حضرت حسنین و زین العابدین باقر امام
جعفر و کاظم علی موسیٰ رضا کے واسطے

حضرت معروف کرخی سری سقطی ولی
ہم جنید و شیخ و شبلی مقتدا کے واسطے

بوالفضل بو یوسف طرطوسی قرشی ولی
بوالحسن اور بو سعید اہل ہدا کے واسطے

سید سلطان عبد القادر محبوب حق
غوث محی الدین نور مصطفیٰ کے واسطے

تاج دیں عبد الرزاق و شرف دیں عبد الوہاب
شاہ بہاؤ الدین ولی خوش لقا کے واسطے

شاہ عقیل و شاہ شمس الدین و شاہ رحمن گدا
شمس الدین ثانی گدائے مرتضیٰ کے واسطے

شاہ فضیل و شاہ کمال اور شاہ سکندر کیتھلی
شیخ طاہر بو محمد پیشوا کے واسطے

شاہ محمد افضل و شاہ فاضلؒ الدیں بوالفرح — شاہ غلام القادر صاحب صفا کے واسطے
شاہ غلام غوث اور عبدالرسولِ باصفا — نورِ احمد شاہِ ہادی رہنما کے واسطے
شاہ غلامِ محی الدین پیرِ زماں جالندہری — رہنما و پیشوا و حق نما کے واسطے
نصرِ عالم فخرِ عالم جیلوۃ عز و علیٰ — شاہِ خیر الدین خیر الاصفیا کے واسطے
حضرتِ انسان کامل برتر از صفت و ثنا — شاہِ حسینِ قادری قادر نما کے واسطے

شوق اپنا صاحبِ حضرات اور قطع غیر بخش
خاندانِ فاضل و غوثِ علیٰ کے واسطے

تمت بالخیر و بہ نستعین

مطبع آفتاب عالم پریس ۱۳؍ ہسپتال روڈ لاہور پاکستان